بفرمائش جناب سردار جیون سنگھ صاحب پبلشرس لاہور

منصور اور موہنا

یعنی

Checked 1978

وہ ناول جس میں سلطان محمود غزنوی کے جوش اسلامی اور
ہندو راجہ اجمیر کی بہادری کی سچی تصویریں نظر آتی ہیں اور
جو سنہ [illegible] میں دلگداز کے ساتھ نکلتا رہا

غلط

مصنفہ

جناب مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی مہتمم دلگداز
مصنف ملک العزیز ورجنا، حسن انجلینا، فلورا فلورنڈا، [illegible]

باہتمام حافظ ضیاء علی الدین پرنٹر
ابوالعلائی اسٹیم پریس آگرہ میں چھاپا گیا

1978

کامیابی اور قعو الحیری

ہمارا قصہ سنہ ۹۵ھ سے شروع ہوتا ہے ہجرت کی پہلی صدیونمین فتوحات کا ایک طرف افریقہ کو طے کرکے اندلوسیہ یعنی ہسپانیہ عظمیٰ تک پہنچ گیا تھا اور دوسری طرف شام اور ایشیا کوچک اور سرزمین ایران سے تجاوز کرکے خراسان ہوتا ہوا ملک افغانستان تک آگیا تھا۔ اس سال اسکی موجین ہندوستان کو تھپیڑے دیرہی تھین اور دریائے اٹک کے کنارے ان عظیم الشان لڑائیون کے اکھاڑے بنگئے تھے جنہون نے آخر ہندوستان مین آرین بہادرونکی قوت توڑ کر مسلمانون کو کامیاب کیا۔

ہندوستان کے اس مشہور دریا کے دونون جانب دور دور تک میدان پھیلے ہوئے ہین جنمین ہر طرف یا تو ریگستان نظر آتا ہے جو راجپوتانہ کی سرزمین کا نمونہ دکھارہا ہے یا سنگستانی پہاڑیان ہین جو سلسلہ بندی کے ساتھ جاتی جاتے افغانستان کے دشوار گذار پہاڑون سے ملگئی ہین یہان سخت اور تاخت اور تاراج پسند زندگی بسر کرنیوالی قومین آباد ہین جنکی وجہ سے اکثر خونریزی اور لوٹ کا بازار گرم رہا کرتا ہے مگر ان دنون بے امنی ترقی کر گئی ہے کیونکہ ایکطرف ہندوستان کی فوجین تمام اطراف سے سمٹکر فراہم ہوئی ہین اور ایکطرف ترکی اور افغانی قرآن شریف کے دین کو لے کے آئے ہین اور یہان کے معرکے سر کرکے آگے بڑھنا چاہتے ہین۔

اس پیشی کی لڑائیون نے ہندو راجاؤن کے دلونمین ایک خوف سا پیدا کردیا ہے وہ خوف رعایا پر اسقدر اثر کر گیا ہے کہ دہقان اور کاشتکار اپنے گھرونمین بیٹھ رہے ہین۔ مسافرون نے راستہ چلنا چھوڑ دیا ہے سپاہیون مین سے بھی جو

کوئی کسی کام کاج کو فوج سے نکلنا چاہتا ہے تو تنہا نہین نکلتا بلکہ اپنے بڑے کے بہت سے سپاہیون کا گروہ باندہ کے نکلتا ہے جو تنہا کسیطرف نکل گیا اپنے حریف کے ہاتہون قتل ہوا یا گرفتار کیا گیا عورتین جو ہمیشہ سے صبح دریا پر نہانیکی عادی ہوتی ہین وہ گہرون مین بیٹہی کانپ رہی ہین کہ ظالم وجابر ترک پکڑ کے لونڈی نہ بنا لین دریائے اٹک کے کنارے جو صنمخانے بنے ہین اور جنکی خوشنما اور مستطیل عمارتون سے وہان کے صحراون کی زینت ہے سب سنسان اور خاموش پڑے ہین چند روز پہلے انہین دیوتاؤن کی پرستش بڑی دہوم سے کیجاتی تہی خصوصاً صبح کے وقت گہنٹون اور ناقوسون کی آوازین کثرت سے گونجتی تہین وہی تلوار جسنے شام اور روم مین عیسائیون کے گرجے ویران کئے جسنے ایران مین مجوسیون کے آتش خانے سرد کئے اسیکا سایہ اب ان صنمخانون پر پڑا ہے ۔

اس دریائے اٹک کے مشرقی کنارے پر ایک وسیع سبزہ زار ہے جو مسافرون کو ملک سندہ تک پہنچاتا ہے کبہی یہان وہ مسافر نظر آیا کرتے تہے جو وسط ایشیا سے ہندوستان مین آتے تہے پنجاب سے سندہ کیطرف جاتے تہے لیکن افسوس اسوقت اس صحرا کو بالکل سنسان پاتے ہین چونکہ دریا قریب ہے اسوجہ سے طیور ہرطرف کثرت سے نظر آتے ہین جو اپنی آزادی پر اسدرجہ نازان ہین اور اس جوش مسرت سے کلیلین کر رہے ہین کہ گویا اونکو ملک کے موجودہ مصائب اور تباہیونکی کچہہ پرواہ نہین اگرچہ خوف کا موسم ہے مگر غریب گڈریے اپنی مویشیونکو چرانے آئے ہین لیکن چارونطرف دیکہتے جاتے ہین کہ کہین ایسا نہو کہ مسلمان سپاہی آپڑین اور جانورونکو پکڑ لیجائین ۔

اسوقت پہر دن چڑہا ہوگا گرمیون کا آفتاب سرزمین ہند سے نمایان ہوا ہے اور اسکی حرارت سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہندو راجاؤن کا قاصد بنکر آیا ہے اور اس عہد کی ہندوستانی پبلک سے مسلمانون کی روک تہام کے لئے جو گرم جوشیان ظاہر ہوتی تہین اونکا نمونہ دکہا رہا ہے صحرا کی بالو

گرم ہو کر اُٹھنے لگی ہے اور اس خیال سے کہ ترکی سوار آکر پامال نکرسکین زہریلی لوؤنکی پیٹھ پر سوار ہوکر زندگی ہی مین آسمان سفر پر آمادہ ہوگئی ہے شاید سرزمین ہند کی قدیمی خاصیت سے اپنے ہندو فرمانرواؤنکی ساتھ نمک حرامی اور بیوفائی کرنیکو تیار ہوئی ہے اور انھین کیطرف زبان حال سے اشارہ کرکے کہہ رہی ہے کہ مسلمانون سے لڑنا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے اسی حال مین شمال کیطرف سے ایک فوج نمایان ہوتی ہے یہ اس تیزی سے بڑھتی چلی آتی ہے کہ جس سین مین یہ آتی ہے یا تو ابھی آسمان کی شمال سے ملی ہوئی تھین یا عین وسط مین آگئی سوارونکی اور اونکے ہاتھ پاؤن کی بناوٹ بتارہی ہے کہ یہ صورتین سرزمین پر سیر کررہی ہین وہین کی خاک سے یہ پتلے بنے ہین ۔ سرخ و سفید چہرے چوڑے بڑے بڑے مہیب ہاتھ پاؤن تیز آنکھین جن سے غصہ کے وقت شعلے نکل پڑتے ہین یہ سب چیزین ایسی ہین کہ جو ہندوستان کے باشندون سے ان کو جدا کررہی ہین یہ سوار شمار مین چھہ سو سے زیادہ نہونگے ان کا سردار جو ایک خوش ادا اور نوعمر آدمی ہے شجاعت اور جوانی کے جوش مین بھرا ہوا سوارون کے آگے جارہا ہے معمولاً سپاہی اپنے افسر کا حکم مانتے ہین مگر اس جوان کے پیچھے جس وضع سے جارہے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تابع فرمان ہونیکے علاوہ اوسکی وقعت اور ادب بھی کچھ انکے دلون مین موجود ہے اوس قدیم زمانہ مین یہ ضابطہ اور انتظام کہان مگر صرف جوان کے رعب وداب نے سوارونکو اسقدر با ضابطہ بنادیا ہے اور کسیطرح ممکن نہین چلتے چلتے نوجوان نے بہ آواز بلند پکارا - یحیٰی ! یحیٰی !!

ایک قدآور شخص جو سب سوارون کے ساتھ جارہا تھا آگے بڑھا اور ادب سے سلام کرکے خاموش کھڑا ہوگیا ۔

نوجوان ۔ تم ان راستون سے واقف ہو یہی راستہ ہے نہ ؟

یحییٰ۔ حضور یہی راستہ ہے اور اسمین کچھہ شک نہین کہ بہاگ کر اسی راہ سے گیا ہے۔

نوجوان۔ ابہی تک تو کہین پتہ نہین ہے مگر ہماری تلوارون سے بہاگ کے کہان جاسکتا ہے۔

یحییٰ۔ یہ تلوارین ہمیشہ عرصہ کارزار مین اپنے جوہر دکہاتی رہین اور دنیا کو آخر کفر اور شرک سے انہین تلوارون نے پاک اور صاف کیا ہے۔

نوجوان۔ مگر ابہی ہندوستان باقی ہے۔

یحییٰ۔ اسکو ہمارے سلطان اور آپکی ذات پر منحصر رکہا ہے۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ آپکی بلند حوصلگی اس ملک مین بہی فتح اور نصرت کیساتہہ اسلام کے جہنڈے اوڑا کئے۔

نوجوان۔ ہان محمد بن قاسم کے بعد سے پہر تو کسیکو ادہر کا رخ کرنیکی جرأت نہوئی۔

یحییٰ۔ حضور یہان کے راجہ اور راجپوت سپاہی بڑے بہادر ہین اونکی سرتابی کی سزا دیکر غزنین کو واپس جائین۔

نوجوان۔ سلطان کو فتوحات کا بڑا شوق ہے اس ملک کو ضرور فتح کرینگے اب نہین تو پہر

یحییٰ۔ ہان یہ صحیح ہے مگر مین تو واپس جانیکے بالکل خلاف ہون اعلان کلمۃ اللہ مین ہمین کسکا خوف ہے۔ یحیی۔ خدا ہمین فتح و نصرت ہی عنایت کریگا راجپوت ہزار بہادر ہون مگر ہمارے سپاہیون کا مقابلہ تہوڑی کر سکتے ہین۔

یحییٰ۔ بجا ہے بارہا تجربہ ہوا اور ہمیشہ ترکون اور افغانون نے راجپوتون پر عرصہ کارزار بند کر دیا مگر اصل یہ ہے کہ ابہی تک سرحد ہی پر لڑائیان ہوئین جب سلطانی فوج ظفر موج دریائے سندہ سے آگے بڑہیگی اور اسوقت راجپوتون سے لڑائیان ہونگی۔ اور معلوم ہوگا کہ راجپوتون کے دل کسقدر مضبوط ہین۔

نوجوان۔ ہمکو ہمارے سپاہیون کا یقین نہین ہوا ہے راجپوت ہزار شجاع اور بہادر ہون مگر ان لوگون کے سامنے اونکی کچہہ ہستی نہین ہان یہ بہی مین مانتا ہون

کہ وہ پورے سپاہی ہوتے ہین لیکن ان ترکونکے سامنے ایکدن سے زیادہ نہین ٹہر سکتے ابتو چلنے مین جلدی کرنی چاہئے۔ چلو۔

یہ کہکر نوجوان گہوڑا دوڑا دیتا ہے اور اُسکے ہمراہی تمام سوار باگین ڈہیلی کر دیتے ہین اور تخمند گہوڑے ہوا سے باتین کرتے ہین۔ جوان کے ہاتہ مین جو جہنڈا ہے وہ ہوا مین لہرا کر یک بیک ٹہر جاتا ہے اسکی وجہ یہ تہی کہ اُسنے اپنے گہوڑے کو چلتے چلتے روک دیا۔ نوجوان کچہہ دل مین سوچکر اپنے سوارونکی طرف متوجہ ہوکر کہتا ہے بہادرو امتحان اور نبرد آزمائی کا موقع آگیا۔ کافر سامنے آ رہے ہین۔

نوجوان۔ دیکہئے اب ہندو راجپوت زیادہ بہادر ہین یا میرے جانباز ترک۔

ہان بہادرو یہی وقت امتحان کا ہے اور ان سے لڑنا ہی کیا بہاگے ہوئے کو مارنا بہی کوئی مشکل کام ہے؛ جسوقت نوجوان نے یہ تقریر کی تہی اُسوقت کچہہ ہندو سوار نظر آتے تہے جو اب صاف نظر آتے ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ شمار مین بہی بہت ہین۔ جتنی دیر مین نوجوان نے تقریر ختم کی اتنی ہی دیر مین وہ مستعد کارزار ہوگئے انہون نے تلوارین میان سے نکال لین اور اس جوش و خروش سے بڑہے کہ گویا جان دینے ہی کی غرض سے بڑہے تہے بلکہ مسلمانون کے حملہ کا انتظار بہی نہ کیا اور حملہ خود ہی کر دیا کہ بہادر راجپوت تلوارین ہلاتے چلے آتے ہین اور بہاٹ انکی مدح خوانی مین اپنی فصاحت اور نادر الکلامی کے جوہر دکہا رہے تہے ادہر سے نوجوان کے سپاہی بڑہے اور دونون فوجون کے بڑہتے ہی گویا دونو طرف ہر سپاہی ایک قضا کا فرشتہ بنگیا۔ راجپوت شمار مین پانسو سے زیادہ نہ تہے مگر اس ثابت قدمی سے لڑے کہ دن آخر ہو چلا اسوقت مسلمان سپاہی زیادہ خونریزی کرنے لگے کہ آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے ہی حریف کو پسپا کر دین۔ ناگہان ہندؤن کے دو سپاہی جو کسی ضرورت سے ادہر آنکلے تہے اپنے ہم مذہبون کی مدد پر آمادہ ہوگئے

فوراً حملہ کردیا۔ مسلمانون کے دلون مین ایک قسم کا خوف پیدا ہو چلا تہا مگر جوان نے ایسی پرجوش تقریرین کرکے راجپوتون کے مقابلہ مین داد شجاعت دی اودہر ہندوؤن کے قدمون کو لغزش ہوئی اب کیا تہا ترکی سپاہی یک بیک ٹوٹ پڑے اور دشمنون کو قتل کرنے لگے کچہہ بہاگ گئے جنکے تعاقب مین نوجوان گہوڑا لیکر بہاگا باقی سب قتل ہوئے۔ اور گرفتار ہوئے لڑائی کا بحر امواج جسوقت ٹہیرا ہے اُسوقت یہ سمان نظر آیا کہ میدان بہادرون کے خون سے سرخ ہے اور وہ خواب مرگ کا مزا اوٹہا رہے ہین اور غریب راجہ بہی مسلمانون کا قیدی ہتا جسکے تعاقب مین مسلمان آئے تہے اوسکی آزادی چہین گئی تہی اور مسلمانون کا دوسرا افسر یحیی اُسکو اپنے خیمہ مین لیگیا اور انتظار کرنیلگا کہ نوجوان سردار جو بہاگنے والون کے پیچہے چلا گیا ہے آئے تو راجہ سے اُسکی سرکشی کی بازپرس کیجائے رات گذرتی جاتی تہی اور اُسی کے موافق انتظار مین بہی اضطراب پیدا ہوا تہا آخر یحیی مین زیادہ بیصبری پیدا ہوئی وہ گہبراکر راجہ سے پوچہنے لگا۔

یحیی۔ آخر تمہین بغاوت کی سزا ملگئی کیا تمکو نہین معلوم تہا کہ ہمارے سپاہیون کی جانبازیان ایسی نہین کہ تم مقابلہ کرنا کیسا انکی تلوارون سے جان بہی بچا سکو اگر ہمارے سلطان کو اپنا بادشاہ نہین مانتے تہے تو اپنے قدیم بادشاہ دہلی ہی کی اطاعت کی ہوتی مینے سنا ہے کہ تمنے اُسکے مقابلہ مین بہی علم بغاوت بلند کیا تہا یہ انہین کورنمکیون کا نتیجہ ہے حالانکہ اب سلطان محمود غزنوی کے مقابلہ مین کوئی بادشاہی دعویٰ نہین کرسکتا ایک روز آنیوالا ہے کہ دہلی کا بادشاہ بہی یونہی سلطان کے مقابل مین بندہا کہڑا ہوگا۔

راجہ۔ یہ دہمکی دینے کا وقت نہین ہے پرمیشور کی یہی مرضی تہی مجہے تقدیر سے کوئی شکایت نہین میرے دل مین استقلال ہے چاہے سلطان محمود ہو یا اور کوئی بادشاہ ہو میری نظر مین اوسکی کچہہ ہستی نہین ہان اتنا افسوس ہے

کہ اگر دلی کے راجہ سے لڑا رہتا تو مناسب تھا کیونکہ اس صورت مین تم ملیچھون کو یہ جرأت نہوتی کہ ہماری زمینون کو آکر ناپاک کرو ۔

بیجیا ۔ اصل یہ ہے کہ تمہاری اس متعصبانہ بت پرستی نے تم کو خراب کیا سلطان نہایت ہی دیندار اور خداترس بادشاہ ہے اگر تم لوگ بت پرست نہوتے تو وہ تمہاری زمین کو یون شکارگاہ نہ بناتا ۔ دیگر عنقریب ہندوستان مین تمام جھنڈے سبز رنگ کے ہونگے اور ہماری تلوارین اگر یون نہ مانوگے تو جبراً اللہ اکبر کی آوازین بلند کرائینگی ۔ اب زیادہ رات جا چکی اور بیجیا کے دلمین ایک تشویش پیدا ہوئی جو ساعت بساعت بڑھتی جاتی تھی کیونکہ نوجوان سردار ابھی ابھی تعاقب سے واپس نہ آیا تھا اُسنے اپنے چند ماتحت افسرونکو بلا کر پوچھا تو معلوم ہوا کہ لشکر کے کل مسلمان سپاہی آچکے صرف نوعمر بہادر سردار فوج منصور ابھی تک نہین آیا ۔ بیجیا نے حکم دیا کہ پچاس ہزار سوار جا کر تلاش کر لائین سوار ادہر اودہر روانہ ہوئے اور یہ دلمین سوچتے تھا کہ بڑا افسوس ہوا گو اپنی فوج کشتی مین ہم کامیاب ہوئے اور بیجے رام کو گرفتار کر لیا مگر ہمارے لائق اور بہادر منصور کا پتہ نہین ۔

خدا جانے کہان چلے گئے اسوقت تک واپس نہ آنا بے سبب نہین ہوسکتا افسوس اگر اون کا پتہ نہین لگا تو سلطان کو بڑا صدمہ ہوگا اُنکو منصور سے بہت محبت ہے اپنے بیٹے کی جگہہ سمجھتے ہین ۔

علاوہ برین اپنی خاندانی اور نیز جرأت کیوجہ سے دل مین جگہہ کر لینا کیسا سلطان کو خود اپنا کر لیا ہے ۔

اگر ہم یونہی واپس گئے تو سلطان ہم سے سخت ناراض ہونگے اور کیا عجب جو ہم لوگون کو الزام دیا جائے اور سختی سے بازپرس کیجائے ۔ اور سلطان کی برہمی بھی بیجا نہوگی ۔ کیونکہ منصور جیسا ایسا شریف النسل نوجوان جانباز ملنا دشوار ہے ۔ بیجیا اسکے بعد راجہ گرفتار کیطرف متوجہ

بعد سنہ ۴۴ھ مین ایک عرب سردار نے آ کے کچھ فتوحات حاصل کی تہین کہ سنہ ۹۳ھ محمد بن قاسم ثقفی نے آ کے تمام سرزمین سندہ کو تاخت و تاراج کر کے سنہ ۹۵ھ مین ملتان پہونچا ہی تہا کہ حجاج بن یوسف کے مرنیکی خبر آئی تہی جسکی جانب سے محمد بن قاسم روانہ کیا گیا تہا مگر اسکے بعد بہی محمد بن قاسم برابر فتوحات حاصل کرتا رہا یہانتک کہ خلیفہ ولید بن عبد الملک مر گیا اور اس کا بہائی سلیمان بن عبد الملک خلیفہ ہوا۔ سلیمان نے محمد بن قاسم کو معزول کر کے یزید بن ابی کبشہ سکسکی کو والی سندہ مقرر کیا محمد بن قاسم رعایائے سندہ مین اس درجہ ہردلعزیز ہو گیا تہا کہ اسکی معزولی پر سبکو صدمہ ہوا یزید اٹہارہ ہی دن والی سندہ رہنے پایا تہا کہ قضا نے اس کا فیصلہ کر دیا۔ خلیفہ سلیمان نے اوسکی جگہ پہلے فاتح سندہ مہلب کے بیٹے حبیب کو سندہ کا گورنر معین کیا۔ اسکے بعد سے اگرچہ محمد بن قاسم کے عہد کی ایسی عظیم الشان فتوحات کسیکو نصیب نہین ہوئین مگر بنی امیہ کے آخر دور تک سندہ پر اہل اسلام کا قبضہ رہا بلکہ عمر بن عبد العزیز کے زمانہ مین سندہ کا قدیم راجہ مسلمان ہو گیا اور سندہ والون کی اخلاقی حالت پر عربی طرز معاشرت کا بہت کچھہ اثر پڑ گیا تہا بعض اوقات ایسا بہی ہوا کہ عربی قوت بالکل ضعیف ہو گئی اور برائے نام صرف سواحل کے بعض بلاد ان کے قبضہ مین رہگئے لیکن جبتک بنی امیہ کی خلافت دنیا مین رہی اسوقت تک اہل سندہ کو مسلمانون کے نکال دینے کی جرات نہوئی۔

خلافت خاندان بنی عباسیہ مین عربونکو سندہ کی حکومت چہوڑنا پڑی اور جو عربی خاندان یہان آئے ہوئے تہے اونپر طرح طرح کی مصیبتین آگئین بعض تو جہازونپر سوار ہو کر فارس و عرب کو واپس گئے بعض یہان سندہ ہی مین رہ پڑے جنمین سے اکثر بتدریج قتل ہو گئے اور شاید دو ہی تین خاندان ایسے تہے جنہون نے سندہ کے شہرون کو چہوڑ کر پہاڑون مین بہی اطمینان سے بیٹہنا نصیب نہوتا تہا مگر وہ بہادر جنگجو نسل کی یادگار اپنے خاندان کی چہوٹی چہوٹی

جماعت سے تمام بلاد دکن کو فتح کر لیا تھا اور تمام مصیبتون کو اس ہوشمندی سے جھیل گئے جیسا کہ پرتگیزون نے ہندوستان کے مغربی دروازہ سے سر نکالا ہندوستان مین آنے سے پہلے جن دنون محمد بن قاسم بصرہ مین ایک نوجوان رئیس کیطرح زندگی بسر کرتا تھا اور اپنی زندگی سے آزادانہ طور پر ہر قسم کے لطف اوٹھاتا تھا ان دنون اگرچہ وہ خود ایسا شخص نہ تھا کہ کوئی اوس کی عداوت پر آمادہ ہو مگر حجاج یوسف کے مظالم نے تمام رعایا کو حجاج ہی کا دشمن بنا یا تھا بلکہ اوس کے خاندان کے ہر بچہ کو بھی لوگ دشمنی کی نظر سے دیکھتے ہین محمد بن قاسم حجاج کا چچا زاد بھائی تھا لہذا حجاج کے جور و ستم کی وجہ سے محمد بن قاسم بھی ہر وقت اپنے دشمنون سے خائف رہتا تھا بلکہ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ خدا ہی کو اسکی زندگی منظور تھی ورنہ وہ مارا ہی جاتا

ایک روز محمد بن قاسم گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے کسی دوست سے ملنے کیلئے کوفہ کیجانب روانہ ہوا بصرہ سے کچھ دور نکلا ہوگا کہ چند سوار آئے محمد بن قاسم جب اون کے قریب پہنچا تو اون مین سے ایک نے اسکی طرف اشارہ کر کے اپنے ساتھیون سے کہا دیکھو حجاج کا بھائی ہے جسکے ظلمون کا بدلہ ہم خون کی غرض سے نکلے ہین کہ اس شخص کو قتل کرین اور حجاج کو اسکے بھائی کا غم دین اتنا سنتے ہی سوارون نے ایک ساتھ محمد بن قاسم پر حملہ کیا کچھ دیر تو وہ اکیلا اون سے لڑتا رہا اور آخر زخمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑا کہ محمد بن قاسم کا سر کاٹ کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرے ناگہان دور سے کسی نے پکار کے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ مجھے اس شخص سے ایک ضروری امر دریافت کرنا ہے اس آواز نے اس کا ہاتھ روک دیا وہ شخص اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور محمد بن قاسم کو بیہوش پاکے ان لوگون سے پوچھنے لگا۔ تم کون ہو اور کیون اس شخص بیگناہ کو قتل کئے ڈالتے ہو

سب سوار ۔ تمہارے نزدیک بیگناہ ہو یا نہ ہو جانتے بھی ہو یہ کون ہے؟ یہ حجاج کا بھائی ہے اور حجاج کے ظلم کوئی ایسا بھی ہے جسنے نہ سنے ہون

وہ شخص ۔ ہان حجاج کے ظلمون کا حال مین جانتا ہون مگر اسنے تو کوئی ظلم نہین

کیا ہے اس غریب کی کوئی خطا نہین حجاج کے جور کا بدلہ اسکے کسی عزیز سے لینا بے انصافی ہی نہین بلکہ بزدلی بھی ہے -

یہ جواب سنکے وہ لوگ جھلا اوٹھے اور غضب آلودہ نگاہون سے اُس شخص کیطرف دیکھکے کہنے لگے یہ ابتو اپنے سر سے بزدلی کا الزام یونہی اوٹھا سکتے ہین کہ تمہین بھی اس شخص کے پاس لٹا دین -

وہ شخص - تم سے ایسی امید تھی کیونکہ تمنے تو اپنی وضع سے ثابت کر دیا ہے کہ دشمن سے ڈرتے ہو اور چوری چھپے اوسکے کسی عزیز سے اسکی دشمنی کا بدلہ لیتے ہو

سب سوار - تو آؤ تمہین اپنی جرات کا مزہ چکھا دین یہ کہکے سب نے تلوارین کھینچ لین اور اوسپر حملہ کر دیا اوس نے بھی نیزہ ہاتھ مین لیا اور ان سوارون سے - مقابلہ کیا آندھی ابر کیطرح وہ لوگ تھوڑی دیر تک اوسے گھیرے رہے اور اُس کا نیزہ بجلی کے مثل اُن کے ہجوم مین چمکتا رہا آخر اس شخص نے ثابت کر دیا کہ وہ بڑا بہادر تھا اور اوسکے حریف بالکل بودے تھے پانچ چھ شخص اُن مین سے زخمی ہوکر گر پڑے اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے اس سوار نے میدان صاف کرکے اپنا نیزہ ہوا مین گھمایا اور اُن چند زخمی لوگون کیطرف خطاب کرکے کہا مین نہ کہتا تھا کہ تم بودے ہو" اس کے بعد اُس شخص نے گھوڑے سے اُترکر محمد بن قاسم کو اوٹھایا مگر دیکھا تو ابتک نوجوان محمد بن قاسم بیہوش تھا بڑی دقتون سے اوٹھاکے ایک سایہ دار درخت کے نیچے لیگیا اور کوشش کرنے لگا کہ کسی طرح جلد ہی ہوش مین آجائے کامل ایک گھنٹے کے بعد محمد بن قاسم نے آنکھ کھولی اور اپنے سرہانے ایک اجنبی شخص کو دیکھکر کہنے لگا کیا ابتک تم نے میرا پیچھا نہین چھوڑا -

شخص - تم مطمئن رہو مین تمھارا دوست ہون - تمھارے دشمنون کے کئی آدمی قتل کرکے مین تمہین یہان اوٹھالاؤن - اب یہ بتاؤ تمھاری طبیعت کیسی ہے" کچھہ سکون ہوا؟ ذرا بھی قوت ہو تو میرے سہارے چلو کوفہ قریب ہے وہان کسی طبیب کا علاج کیا جائیگا؟ خدا نے چاہا تو بہت جلد زخم اچھے ہوجائینگے -

محمد بن قاسم نے پہلے تو اس شخص کو حیرت سے دیکھا پھر کہنے لگا "آپ آدمی نہین فرشتہ ہین۔ خدا نے آپکو اس بیکسی کے وقت میری مدد کو بھیجا۔ آپ میرا ہاتھ پکڑ کے مجھ گھوڑے پر سوار کرا دیجئے مین چلا جاؤنگا مگر شانے پر ایسا زخم آیا ہے کہ داہنا ہاتھ بالکل بیکار ہو گیا ہے اگر یہ کسیطرح باندھ دیا جائے تو بہت اچھا ہوتا۔

اس شخص نے اپنا عمامہ اوتارا اور محمد بن قاسم کا شانہ خوب کسکے باندھنے لگا۔

محمد بن قاسم۔ آہ بڑی تکلیف ہے اور اس کسکے باندھنے سے اور تکلیف ہوتی ہے مگر اس تکلیف مین محبت کی بو آتی ہے اب مجھے یہ بھی بتا دیجئے کہ آپ کون شخص ہین

شخص۔ آپ مجھے نہین جانتے اور اب چلئے کوفہ ہی مین چلکے جب اطمینان سے بیٹھونگا اسوقت بتاؤنگا کہ مین کون ہون۔

محمد بن قاسم کو اس شخص نے گھوڑے پر سوار کرکے خود اپنے گھوڑے پر سوار ہو دونون آہستہ آہستہ روانہ ہوئے کوفہ پہونچکے محمد بن قاسم نے اپنا علاج کیا اور چار ہفتون مین اچھا ہو گیا۔ وہ شخص اس مدت مین محمد بن قاسم ہی کے پاس رہا اور اوسکے علاج مین ایسی سرگرمی دکھائی کہ محمد بن قاسم سے صبر نہو سکا اور ایک روز اصرار کرکے کہنے لگا کہ مجھ مین زیادہ انتظار کی تاب نہین خدا کے لئے اس طلسم کو توڑ دیجئے اور بتا دیجئے کہ آپ کون شخص ہین آپکا احسان ایسا نہین ہے کہ زندگی بھر کسیوقت بھی فراموش کرسکون۔

شخص۔ اپنا حال کیا بیان کرون مین بھی ایک مصیبت زدہ شخص ہون مین نسل انصار سے ہون اور عبد اللہ بن ایوب انصاری میرے دادا تھے۔ ہم دو بھائی ہین یوسف اور یعقوب۔ یوسف میرا نام ہے اور یعقوب میرا دوسرا بھائی ہے ہمارے کے زمانہ مین عبد اللہ بن ایوب انصاری قسطنطنیہ کی دیوارون کے نیچے شہید ہوئے اور ان کے بعد سے ہمارے خاندان پر تباہی آگئی۔ بعد آنحضرت صلعم کیساتھ ہمہ رو کے کر نیوالا کوئی نہین رہا تھا اور اکثر انصار کے خاندان مدینہ چھوڑ چھوڑ کے دور دور کے مقامات مین آباد ہوئے میرے والد نے کوفہ کی سکونت اختیار کی مگر یہان بھی کسی

تباہی پڑی کہ میرے بہائی یعقوب دس گیارہ برس ہوئے پریشان ہو کے خراسان چلے گئے سنتے مجہے خبر نہین کہ ابتک وہ زندہ ہین یا انتقال کیا مین یہان پڑا ہون اور نہین معلوم کہ کیا انجام ہوگا اکثر گہبرا کے شہر سے نکلجاتا ہون اور دو دو تین تین روز صحراؤن مین مارا مارا پہرتا ہون آج روز بہی ایسی وحشت مین نکل آیا تہا کہ اتفاقاً آپ سے ملاقات ہوئی رسول مقبول صلعم کی دعا سے خدا نے ہملوگون مین ہمدردی کا مادہ زیادہ پیدا کیا ہے اور اسیوجہہ سے آپکی بیکسی اور مظلومیت پر مجہے ترس آگیا۔

محمد بن قاسم۔ افسوس آپ ایسے جلیل القدر خاندان کی یادگار ہین اور خلیفہ ولیعہد کو ایسی بے پروائی ہے۔ اگر آپ اجازت دین تو مین خود آپکو خلیفہ ولیعہد کے دربار مین لیچلون اور وعدہ کرتا ہون کہ انشاءاللہ فوراً آپکو کوئی معزز عہدہ ملجاویگا۔

یوسف۔ بہتر ہے۔

محمد بن قاسم۔ اچہا تو چلئے اپنے بہائی حجاج والی بصرہ سے ملا دون وہ آپ کے ساتہہ کوئی نہ کوئی مراعات ضرور کرینگے۔

یوسف۔ معاف کیجئے حجاج کے مظالم دنیا بہر مین مشہور ہین ایسے ظالم شخص کو کبہی کسی رعایت کا امیدوار ہونا ظالم کے ہاتہہ سے فیاضی کرانا گویا اوسکو ہمدردی کرنا ہے حالانکہ ایسے ستمگر کی ہمدردی کے قابل نہین۔

محمد بن قاسم۔ تو پہر کیا کیا جائے۔

یوسف۔ بس یہی ہے کہ میری قسمت پر چہوڑ دیجئے اب خدا سے آپکی عنایت مہربانی۔ مین بہی رخصت ہوتا ہون۔

محمد بن قاسم۔ یہ ہوگا اپنے اتنے بڑے دوست کو ہاتہہ سے کہو دینا انسانیت کے خلاف ہے آپ کہین کسی کے پاس نجائیے۔ بس آپ میری ہی ہمراہ رہئے جو حالت میری ہوگی وہی آپکی ہوگی۔

یوسف۔ یہ بہی مروت کے خلاف ہے کہ اپنا بار آپ کے سر ڈالون اب آپ مجہے رخصت ہی کر دیجئے۔

محمدؐ بن قاسم۔ کسیطرح ممکن نہین ہے اب آپکا دامن زندگی بہر نچہوڑونگا آپ کے خاندان کے مصارف کا مین متکفل رہونگا۔

یوسف۔ مین زیادہ اصرار نہین کرسکتا۔ مگر اسکی کوئی ضرورت نہین ایک ستم زدہ شخص کا بار اپنے اوپر لے لینا مصلحت کے خلاف ہے۔

محمدؐ بن قاسم۔ جو کچھ ہو اب آپ یہین رہیئے۔

اسکے بعد سے یوسف محمد بن قاسم کے ہمراہ رہنے لگا اور اسُ نے ایسے ایسے وفاداری کے برتاو کرے کہ محمدؐ بن قاسم اوس کا عاشق ہوگیا محمدؐ بن قاسم بہی ایک سخت طبیعت کا شخص تہا۔ حجاج کی درشت مزاجیون کی ایک جہلک اسکے اطوار سے بہی ظاہر ہوتی تہی باوجود ان سب باتون کے وہ یوسف کا نہایت ادب مانتا تہا اور شاید کبہی کسی بات مین اوس نے یوسف کی مخالفت نہین کی۔

آخر محمدؐ بن سنہ ۸۹ھ مین والی سندہ مقرر ہوکے آیا اور یوسف کو اپنے ساتہ لیتا آیا۔ ہندوستان مین جو فتوحات محمدؐ بن قاسم کو نصیب ہوئی ان مین زیادہ حصہ یوسف کی بہادریون کا تہا۔ یوسف نے ہر میدان مین اور ہر شہر پر بہادری کے دکہائے اور محمدؐ بن قاسم کو اور زیادہ اپنا ممنون احسان بنالیا۔

یوسف اپنی بی بی اور بچون کو بہی ہمراہ لیتا آیا تہا اور ہندوستان مین اوس نے مسافر کی طرح نہین بلکہ ایک مقیم شخص کیطرح سکونت اختیار کی تہی۔ یوسف سنہ ۹۶ھ مین کئی اولادین چہوڑ کے مرگیا۔ اور اسکے دو ہی ایک برس بعد سلیمان عبدالملک دمشق تخت خلافت پر بیٹہا اور خلیفہ ہوتے ہی اُس نے اپنی گرفتاری کے زمانہ مین یوسف کو یاد کرکے رویا کرتا تہا۔

اس زمانہ کے بعد جب سندہ مین اسلامی قوت ٹوٹ گئی اور مسلمان خاندان بہی آباد تہا۔ ان لوگون نے دیکہا کہ اب سندہ کی سکونت مین ہر روز کسی نہ کسی آفت مین مبتلا ہو جانا پڑتا ہے اور نہ یہ بن پڑتا ہے کہ کسیطرح چہپ کے بہاگ جائین۔ اسلئے کہ سواحل اسلامی جہازون سے خالی ہوگئے تہے۔ اور اجازت نہ تہی کہ کوئی

کہ کوئی مسلمان کا جہاز بندرگاہون کے قریب لنگر انداز نہ ہو سکے آخر ان سب کے سبہون نے شمال کیطرف رخ کیا اور سندہ کی شمالی حدود پر جہان جیسلمیر کا ریگستان شروع ہوا ہے دامن کوہ مین ایک چہوٹا سا گاؤن اپنی سکونت کیلئے اختیار کیا اس گاؤن کے نیچے دریاے اٹک موجین لیتا ہوا بہہ رہا تہا اور مشرق ریگستان پناہ گزین سے اپنے دامن مین چہپا لینے کا وعدہ کرتا تہا۔ راجپوتانہ کی راجاؤن کی حکومت تہی مگر اس بے انتظامی کے زمانہ مین حکومت کا اثر ان پناہ گزینون تک نہین پہنچتا تہا اگرچہ آخر مین کوئی دقیقہ نہین اوٹہا اور جو کوئی گروہ اون کے مقابلہ کو آیا اونہون نے اونکو زک دیدی بار بار راجپوتانہ اور سندہ کے راجاؤن کی طرف سے سو دو سو جوانون کے گروہ آئے اور خود ہی انصاری خاندان سے شکست کہا کے واپس گئے۔ دو ایک دفعہ ایسا ہی ہوا کہ ان اضلاع کے راجاؤن نے کوشش کی کہ ہندوستان مین اس اسلامی خاندان کو بالکل تباہ کر ڈالین اور دو تین ہزار سوارون کی فوج ان کے مقابلہ کو روانہ کی گئی۔ لیکن ایسے موقعے پر انہون نے اپنے گہرون کو چہوڑ دیا اور مع اہل وعیال کے یا تو دریاے اٹک کے پار اتر کے ان پہاڑون مین چہپ رہے جو ہند و ہندوستان کو بلوچستان سے جدا کرتے ہین زیادہ دور جانے کی ضرورت نہین ہوئی تو راجپوتانہ کے ریگستانون مین نکل گئے جن دنون مسلمانون نے ہندوستان پر دوبارہ چڑہائی کی اور جے پال کو فاش شکستین ہوئین ان دنون تمام ہندوستان مین عداوت اسلام کا ایک تازہ جوش پیدا ہو گیا تہا۔ اس خاندان کو اس آخر زمانہ مین اپنی حفاظت زیادہ دشوار ہو گئی تہی اب یہ خانہ بدوشی کی حیثیت سے رہا کرتی تہین سبکتگین کے عہد مین اس تمام خاندان کا سرگروہ محمد بن صالح نامی ایک معمر شخص تہا محمد بن صالح کی عمر اسی برس سے بہی کچہ تجاوز کر گئی تہی اور اسیوجہ سے وہ بزرگ خاندان مانا جاتا تہا۔ خدا نے ابن صالح کی اولاد مین بہی برکت دی تہی۔ آٹہ بیٹے اور تین پوتے تہے جنکی جرات سے اس کے خاندان کو بڑی تقویت تہی یون محمد بن صالح کے سب ہی لڑکے خاندان مین

ہر دلعزیز تھے مگر تیسرا لڑکا جسکی عمر تقریباً چالیس برس کی ہوگی اس سے زیادہ وقعت کی نگاہون سے دیکھا جاتا تھا کہ اول تو خود لیاقت اور خلق و مروت مین یکتا تھا۔ دوسرے خدا نے اوسکی مراد کو علم و فضل سپہگری حسن و جمال تمام باتون مین بیمثل پیدا کیا تھا محمد بن صالح نے دیکھا کہ ہندو راجاؤن کے دلین آتش تعصب بھڑک رہی تھی اور اب ممکن کہ ہمارا خاندان دریائے اٹک کے پاس اطمینان سے نہ رہ سکے ایکطرف تو سندھ کی فوجین امنڈتی چلی آتی ہین اور دوسری طرف راجپوتانہ کے راجاؤن نے سوارونکو ہمارے ہی مسکن کے قریب فراہم کیا ہے۔ اس امر نے اسکو تشویش مین ڈالا اور شبانہ روز وہ اسی فکر مین غلطان و پیچان رہا دوسرے دن صبح تڑکے اوس نے اپنی خاندان کے کل لوگونکو فراہم کیا اور سبکی طرف مخاطب ہوکے کہنے لگا۔

آپ صاحبون کو معلوم ہوگا کہ اسوقت تک تو جسطرح بنا ہمنے یہان زندگی بسر کی مگر اب جہانتک خیال کیا جاتا ہے دشوار ہی نظر آتی ہے۔ یہان کا آسمان یہان کی زمین یہ دریا یہ پہاڑ حتی کہ آب و ہوا جس چیز کو ہم دیکھتے ہین اپنا دشمن ہی پاتے ہین مسلمانون کی فتوحات ایک دن ہمکو ہر طرح سے مطمئن کردینگی۔ مگر اسوقت کیا علاج ہے اگر ہم یونہی غفلت مین پڑے رہے تو یقین جانئے کہ سندھ و سوار ہمین بڑی بیعزتیون کے ساتھ قتل کرینگے۔ مین کل سے اسی فکر مین ہون آخر آج مجبور ہوکے آپ کو تکلیف دی ہے کہ آپ بھی اس امر مین غور کیجئے۔

یہ تقریر سنکے چار پانچ نوجوان جو آزادانہ زندگی بسر کرتے رہے تھے چلا اوٹھے کچھ پرواہ نہین۔ سب چیزین دشمن ہین تو خدا مہربان ہے۔ ہم قسم کھاکے کہتے ہین کہ اگر کسی نے بھی ہماری طرف قصد کیا تو یہی تیر و کمان جس سے ہم شکار کھیلا کرتے ہین اوسکو بھی ہم شکار بنا دینگے

محمد بن صالح ۔ تمہاری شجاعت سے مین انکار نہین کرسکتا مگر چند آدمی سلطنت کا مقابلہ نہین کرسکتے۔

ایک سن رسیدہ شخص نے کہا بیشک آپکی رائے صائب ہے میرے نزدیک تو

ہمین اس موقعہ پر بھی وہی کارروائی کرنی چاہیے جو اکثر کرتے رہے ہین مغربی پہاڑ اور بلوچستان سنگستانی درے ہمارے قدیم دوست ہین اور اونھون نے بارہا ہمکو اپنے دامن مین چھپا لیا ہے چلیئے ہم سب معہ اپنے خاندان کے مغرب کیطرف کوچ کرین اگر راستہ مین ہمکو کسی نے مزاحمت کی توان نوجوانون کی شجاعت مدد کریگی اور اگر بیخوف و خطر نکلگئے تو سمجھینگے کہ ہم بوڑھون کی تجربہ کاری کام آئی۔

اسی رائے پر سب نے عمل کیا۔ دن بھر تیاریان ہوتی رہین اور شام کو کوچ کردیا یہ لوگ معہ مال و اسباب اور اہل و عیال کے روانہ۔ رات بھر چلکر صبح کو ایک صحرا مین نماز پڑھی اور ٹھیر گئے کہ شام کو پھر روانہ ہونگے۔ نوجوان تیر و کمان لیکے گئے اور بہت کچھ شکار مار لائے جسکو سبھون نے شکر کرکے کھایا اور نماز پڑھی۔ ظہر کے بعد محمد صالح کا ہونہار لڑکا محمد قاسم جسکے حسن و جمال اور علم و فضل کا خاندان بھر مین شہرہ تھا اپنے چند احباب کے ساتھ شکار کو نکلا اور اسے واپس آنے مین بہت دیر ہوئی۔ نماز عصر کا وقت آخر ہو چلا اور محمد بن صالح مجبور ہوا کہ نماز عصر بجماعت ادا کرنے مین ان لوگون کا انتظار نکرے۔ آخر یہ لوگ نماز پڑھنے لگے۔ ابھی دو رکعتین پڑھی تھین کہ ایک ہنگامہ اور شور و غل کی آوازین کان مین آئین اس ہنگامہ مین یونس بن محمد اور اوسکے ہمراہیون کی آوازین تھین کہ ان لوگون کو عبادت الٰہی مین پورا لطف نہ آتا ہوتا تو بیشک نیتین توڑ دیتے۔ امام نے جلد جلد نماز ادا کی اور سلام پھیرتے ہی سب لوگ اوٹھ کھڑے ہوئے ہر شخص نے اپنی تلوار ہاتھ مین لی اور شور کیطرف متوجہ ہوا۔ اب معلوم ہوا کہ یونس بن محمد اور اوسکے ہمراہی راجپوتون کے ایک گروہ سے مقابلہ کر رہے ہین۔ اس گروہ مین قریب پچاس راجپوت تھے جو گھوڑون پر سوار تھے اور اسلحہ سے لدے ہوئے تھے۔ باقی مسلمانون نے بھی حملہ کردیا اور تھوڑی دیر کے لئے نہایت تیزی سے تلوارین چلنے لگین یونس پہلے ہی نہایت شجاعت کیساتھ مقابلہ کر رہا جب اوسکی کمک کو مسلمان پہونچ گئے تو اوسنے زور سے ایک حملہ کیا اور راجپوتون کے گروہ پر دو چار ایسی نیزہ بازی

کی کہ سب کو منتشر کر دیا۔ راجپوتوں کا منتشر ہونا تھا کہ ہر طرف سے مسلمانوں نے اور پھر
چڑھائی کر دی اور تین گھنٹہ میں راجپوت سواروں میں بہت ہی کم زندہ بچے باقی
سب قتل ہو چکے تھے اس انصاری کے خاندان کے لوگ جسوقت راجپوتوں کا
زور توڑ چکے تھے اور باقیماندہ لوگوں کو گھیرے ہوئے تھے۔ اسوقت دیکھا ایک
نوجوان شخص نہایت جرات اور شجاعت سے بڑھ بڑھ کے اور ہر حملہ میں سپاہیانہ
اصول کے مطابق جوہر دکھا کے دو ایک راجپوتوں کو ضرور قتل کر ڈالتا ہے اسکی
بے نظیر شجاعت نے سبکو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ مگر اب ان لوگوں کو حیرت ہوئی۔
جب دیکھا کہ وہ شخص ان کا کوئی قریب نہیں ہے۔ یہ خیالات محمد بن صالح کے گروہ
میں ہر شخص کے دل میں ہوتے تھے جسوقت سے لڑائی کی طرف خیالات پھیر لیے
تھے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے تھے کہ یہ کون شخص ہے سپاہ [illegible]
میں سے اور اس نوجوان کے جسقدر راجپوت باقی رہتے تھے سب کا کام تمام
کر دیا تھا۔ فیصل القتال کا فیصلہ اسطرح حلقہ باندھے رہا اور وہ نوجوان تمام راجپوتوں
کو قتل کر کے لاشوں کے انبار کے قریب بیٹھکر سستانے لگا اور وہ [illegible]
لوگ اسے استعجاب کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے اور وہ سر جھکائے ہوئے
زمین پر بیٹھا تھا۔

آخر قاسم بن محمد نے اپنے باپ محمد بن صالح کے پاس جاکر باادب سے عرض
کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں جا کے دریافت کروں کہ یہ کون شخص ہے۔
محمد بن صالح۔ بیشک دریافت کرنا چاہیے یقیناً یہ کوئی مسلمان جوان ہے۔ خدا
جانے کسطرح اس کفرستان میں پہنچ گیا۔ قدیم رسم عرب اور اس مقدس دین
اور خاص اپنے آبا و اجداد و انساب کی رسوم کے بموجب ہمارا فرض ہے کہ اس
غربت زدہ مسلمان کو اپنا مہمان بنائیں جو ایسے وقت میں نظر آیا ہے کہ [illegible]
کے اگر کسی طرف چلا جاتا تو ہم [illegible] ہمارے زمانے ہماری مدد کے واسطے
[illegible] قاسم نوجوان کے قریب آگیا اور [illegible]

"اسلام علیک" جواب مین نوجوان نے کہا "وعلیکم السلام" اور حیرت زدہ ہوکر ان سبکو دیکھنے لگا۔ یونس نے ہاتھ بڑہا کے مصافحہ کیا اور پوچھا "آپ کون ہین اور کیونکر آئے"

نوجوان۔ مین سلطان محمود کی فوج کا ایک سپاہی ہون۔ اگرچہ خدا نے مجھے سطرح ان کافرون پر فتحیاب کیا۔ مگر تقدیر برخلاف تھی کہ فتح و نصرت کے بعد مین ان کافرون کے ہاتھ گرفتار ہوگیا۔ یہ سب شاید مجھے ملک سندہ مین لئے جاتے تھے خدا کو میری بیکسی پر رحم آیا اور آپ لوگون نے نجات دلوائی۔

جب ہندو سپاہی تھوڑے رہگئے اوسوقت مجھے موقعہ ملا اور مین نے ایک مقتول ہندو کی تلوار اوٹھائی اور باقیماندہ لوگون سے لڑنے لگا۔ مجھے سب سے زیادہ یہ خیال متحیر کئے ہوئے تھا کہ خدا نے آپکو یہان کیونکر پہونچا دیا۔

یونس بن۔ ہم لوگ مدت سے اس سرزمین مین مقیم ہین خلفائے بنو امیہ کے عہد مین جب دوبارہ سندہ پر فوجکشی کی گئی تھی اوس زلزلہ مین ہمارا خاندان یہان آیا تھا سو برس کے بعد مسلمانون کا زور ٹوٹ گیا اور ہم لوگون نے آبادی چھوڑ کے صحرائی مقام مین سکونت اختیار کی صرف خاندانی قوت سے زیادہ دریائے سندہ کے کنارے ہم آزادی کیساتھ رہا کئے۔ اب ان دنون مین سلطان محمود غزنوی کی فوجکشی نے جوش و خروش پیدا کیا اسکی وجہ سے ہمین صحرائی سکونت بھی دشوار معلوم ہوئی اب مقصد ہے کہ سرزمین سندہ کو چھوڑ کر مغرب کیطرف بلوچستان کے پہاڑون مین کچھ رہین۔ جب خدا کو منظور ہوگا چلے آئینگے یہ سنتے ہی نوجوان اوٹھا اور یونس لپٹ گیا اور سب نوجوان سے ملے اور اپنی فرودگاہ مین لے گئے۔

بزرگ بن صالح نے نوجوان کو خاص اپنا مہمان کیا اور سلطان محمود غزنوی کے حالات بیان کرنے لگا۔

بن صالح۔ سلطان کا ارادہ کیا ہے وہ تمام ہندوستان پر فوجکشی کرینگے۔

نوجوان۔ ارادہ تو یہی ہے مگر اس سال غالباً وہ غزنی کو واپس جائینگے۔ اور اس سفر مین وہ آگے بڑہنے کے ارادے سے نہ آئے تھے کیونکہ انکے رام جو مغرب

سندہ کا ایک راجہ تھا اسنے دلی کے راجہ سے بغاوت کی اور سلطان کے مقابلہ پر بھی آمادہ ہوگیا صرف اسکو سزا دینے کے لیے اُس دفعہ سلطان نے ہندوستان کا سفر کیا۔

بن صالح۔ پھر بجے رام کا کیا انجام ہوا۔

نوجوان۔ وہی جو سلطان چاہتے تھے۔ پہلے ہی لڑائی مین بجے رام شکست کھاکے بھاگا اُس کے تعاقب کے لیے سلطان نے پانسو سوارون کے ساتھ مجھے روانہ کیا مین نے ایک میدان مین ان لوگون کو پالیا۔ اور کل مفسدین کو جو مقابلہ پر آمادہ ہوگئے تھے منتشر کردیا۔ ہمارے سوارون کی تلوارون سے جو لوگ بچ رہے انہون نے پھر راہ فرار اختیار کی اور مین نے تن تنہا اُن کا تعاقب کیا اور اپنی فوج سے دور نکل آیا تھا کہ اتفاقاً ایک گھاٹی مین میرے گھوڑے نے ٹھوکر لی اور مین اس زور سے گرا کہ تلوار ہاتھ سے چھٹ گئی اور کئی جگہ سے بدن چھلگیا اور اوسپر طرہ یہ ہوا کہ ہنوز بخوبی سبھلنے نپایا تھا کہ چند سندہو سوارون نے آکے باندھ لیا اور جنوب کی طرف روانہ ہوئے آگے بڑہکر اُن کے بھاگے ہوئے سوار ملگئے اور تدریجاً چالیس پچاس سوارون کے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا مگر بجے رام خود نہ تھا۔ خدا جانے کہین بھاگ گیا یا میرے سوارون کے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا اور مین اس امید مین کہ راجہ بجے رام بھی اپنی آزادی کے موافق ملک سندہ مین پہنچیگا۔ مجھے زندہ لیچلے کہ وہان پہونچ کے مجھے اسکی خدمت مین پیش کرینگے لیکن ابھی میری زندگی باقی تھی کہ راستہ مین آپ لوگ ملے اور خدا نے مجھے ان ظالمون کے ہاتھ سے نجات دلوائی۔

بن صالح۔ جلشانہ کیا تقدیری معاملات ہین۔ کہان سلطان محمود غزنوی کہان آپ کہان بجے رام اور کہان ہم لوگ واقعی یہ سراسر سرخروئی حاصل ہوگی اس کفرستان مین ہم اور کیا خدمت کرسکتے ہین۔ سوا اسکے کہ آپکو لیکے اُنکی خدمت مین حاضر ہونگے ہان آپ کا اسم شریف کیا ہے۔

نوجوان سے مجھے منصور کہتے ہین اب آپ اپنے دل مین تشویش نہ کرین وہ زمانہ آگیا کہ اسلامی پھریرہ ہندوستان کے سبزہ زارون پر اوڑے ہمارے سلطانکو جسوقت آپکے حالات معلوم ہونگے وہ آپ کی بڑی تعظیم کرینگے اور اپنی تمام گذشتہ مصائب کا حوصلہ آپکو سلطان کے ہاتھون ملجائیگا۔

محمد بن صالح۔ دیکھیے سلطان کے دربار مین ہماری کبتک رسائی ہو۔

منصور۔ بہت جلد مین انکی خدمت مین پہنچ جایا چاہتا ہون۔

بن صالح۔ انشاء اللہ۔

تیسرا باب

من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

پچھلی رات ہے اور تارے آسمان کا دورہ نہایت خوشی کیساتھ طے کر رہے ہین اور بزم فلک کے چراغ جھلملانے لگے ہین۔ اسلامی لشکر کے ان جاگے ہوؤن پر نیند کا خمیازہ زیادہ غالب ہے جو کل ایک سخت لڑائی فتح کرکے تھکے ہوئے بسترون پر آئے تھے اک لق و دق میدان سے جسکے مغربی کونے کو بلوچستان کے پہاڑ دبائے ہوئے تھے یا تو وہ چند اصلی خیمے جو وسط صحرا مین قریب قریب نصب ہین ان خیمون کے گرد کچھ لوگ ننگی تلوارین ہاتھ مین لیے ٹہل رہے ہین باقی سب چارطرف پڑے خراٹے لے رہے ہین۔ ماہتاب آسمان کا پورا دورا طے کر گیا ہے اور مغرب کیطرف اسقدر جھک پڑا ہے ایک قریب کی پہاڑی جو سر شام سے منتظرانہ وضع مین سر اوٹھائے ہوئے تھی اب اُس کا گریبان چھو ہی جاتی ہے۔ اب اس آخر شب کی چاندنی کی شعاعین پہاڑ کے شرقی پہلو سے اترتی ہوئی آتی ہین اور ریگستان کے نقشے دورون سے

آئینون مین ماہتاب کی چہوٹی چہوٹی تصویرین دیکہتی ہوئی - اور گویا صحرا مین جواہرات کا فرش بچہاتی ہوئی خیمون کے نیچے پہنچی ہے -

ان شعاعون نے کئی خیمہ بہی طے کر لئے ہین اور ایک درمیانی کی وسیع صحن مین پہنچی ہین اور کسی حوروش کے چہرے پر کچہ اس کشش اور جذب سے پہنچ رہی ہین کہ معلوم ہوتا ہے وہ نازنین تو محو خواب ہے اور یہ شعاعین اس غفلت کے عالم مین اس کے چہرے کا نور چہڑا چہڑا کے ماہتاب کو دے آتی ہین صحن کے گرد اک قنات کہنچی ہوئی ہے اور ماہتاب کی روشنی اس قنات کو پہاند پہاند کے آتی ہے اور گستاخیان کرتی ہے اس پریجمال نازنین کے مدہوشانہ خواب مین کچہ ایسی گستاخیان کرتی ہے کہ ماہتاب ہی نہین معلوم ہوتا ہے بلکہ آسمان کے سب تارے اسکے جمال جہان آرا کو آنکہین پہاڑ پہاڑ کے دیکہہ رہے ہین وہ چادر جو نازک جسم کو چہپائے ہوئے تہی اب نسیم نے اوسکے آنچل کو بہی الٹ دیا آخر چاند کی شعاعون اور نسیم کی دست درازیون نے اوسے جگا ہی دیا یکبیک اوسکی آنکہہ کہل گئی آنکہہ کہلتے ہی ماہتاب ایسے گہورنے والے کو سامنے دیکہے وہ شرمائی اور چادر سے منہ بند کر لیا - کہ پہر نیند آجائے رات بہر محو خواب رہنے کے بعد آنکہہ کہلی تہی - اب نیند کہان کچہہ دیر تو اوجہہ اولجہہ کے کروٹین بدلین آخر گہبرا کر پہر منہ کہولا اور کسی پاس لیٹے والے کی طرف دیکہکر پکارنے لگی - لیلا - لیلا - مگر کوئی جواب نہ ملا پہر زور سے آواز دی اور چلا کے کہا لیلا اوٹہو - دیکہو مین اکیلی ہون جو عورتین اوس کے پاس سو رہی تہین اون مین سے ایک نے دو چار کروٹین بدلین اور ایک دفعہ زور سے سانس لیکے کہنے لگی "کیا ہے"

نازنین - ذرا جاگو - میری آنکہہ کہل گئی اور دیر سے بڑی گہبرا رہی ہون کچہہ باتین کرو کہ یہ تنہائی کی الجہن دور ہو"

لیلا - چپکی لیٹی رہو نیند آجائیگی -

نازنین - دیر سے بن بن کے لیٹتی ہون مگر کسی طرح نیند نہین آتی اس جنگل مین تو مجھے ڈر لگتا ہے -

لیلا - ڈرنے کی کونسی بات ہے چارون طرف مرد ہین کچھ آدمی پہرا بھی دے رہے ہین اب اس پر ڈر معلوم ہو تو اُس کا کیا علاج ہے

نازنین - میری طرح گھڑی دو گھڑی جاگی ہوتین تو تم بھی ڈرنے لگتین رات کا سناٹا ہے اور ہو کا عالم ہے اور اس پر بعض بعض اوقات درندون کی مہیب آوازین بڑی لگتی ہین تم تو سو رہی تہین تمہین کیا خبر ابھی ابھی کہین قریب ہی شیرون کا ڈکار رہا تہا - اس سے کیسی ڈری ہون - اور کل جو جری لڑائی ہوئی تہی اور بہت سے ہندو مارے گئے تہے - اوسکو جب سے دیکہا ہے دل قابو سے نکلا جاتا ہے رہ رہ کے خیال آتا ہے کہ ہندوونکی لاشین جنکو سر شام مین نے اپنی آنکھون سے خیمے سے ذرا فاصلہ پر کہڑا دیکہا تہا ابتک اوسی طرح پڑی ہونگی -

لیلا - عذرا ہان تم ابھی کمسن ہو تم نے ایسے سامان کم دیکھے ہین اسی سے ڈرتی ہو کوئی بارہ تیرہ برس ہوئے جب تم کوئی دو ہی برس کی تہین ان دنون ایک اور لڑائی ہوئی تہی میرا سن کوئی چھہ سات برس کا تہا اور میرے ہوش کا زمانہ تہا اس لڑائی مین اوس سے کہین زیادہ خون و قتل ہوا تہا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک ہندو راجہ نے تین چار سو سپاہی بہیجدیے تھے کہ ہم سبکو قتل کر ڈالین مجھے یاد ہے کہ پہلے دیر تک تمہارے مرد لڑتے رہے اور آخر فتح کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو خدا انکو بخشے تمہاری دادی جان نے کنبہ کی تمام عورتون کو جمع کیا سبکو زرہ بکتر پہنا دیا اور لڑنیکو نکل کھڑی ہوئین جب میری مان بھی چلین تو مین اونکی کمر سے لپٹ گئی اور ضد کرتی تہی کہ مجھے بھی لیتی چلو انہون نے میرے آنسو پونچھے - تمہارا چھوٹا بھائی کوئی تین چار روز کا تہا اسلئے تمہاری امان جان نے تمہاری مان کے پاس بٹہا دیا اور میری چھوٹی بہن جو کہ برس دن کی تہی اوسے میری

گود مین لٹا دیا اور شمعے روتا چھوڑ کے چلی گئین عذرا گھبرا کہنے لگین ہم لوگون کا یہی کام ہے اور جو زیادہ ڈرتی ہو تو لو مین اوڑھی بیٹھی ہون اور ڈرنے کی کون بات ہے وہ لالٹین اور شمع بجھنے سے تو رہین۔ ہمارے مرد خیمون کے گرد چکر لگا رہے ہین ہان دیکھو تم سچ کہتی تھین وہ شیر ڈکار رہا ہے۔

عذرا۔ ابتو دور چلا گیا پہلے کہین قریب ہی بولا تھا۔

لیلا۔ ہان بولا ہوگا۔ تعجب کی کون بات ہے جنگل ہی تو ہے یہان تو اس قسم کے درندے رہتے ہونگے۔

عذرا۔ اسکو کیا کرون کہ شیر کی آوازین سنکے میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین اور جسم سے کانپنے لگتی ہون۔ اے ہے دیکھو پھر آواز آئی ابتو یہان کہین قریب سے کمبخت کی کیسی بھیانک آواز ہے۔ لیلا یہ شور کیسا ہو رہا ہے دیکھو تو۔

لیلا۔ ہان کئی آدمیون کی آوازین آرہی ہین۔ خدا جانے کیا ہوا مین جاتی ہون ذرا دریافت کر آؤن۔ تم ڈرنا نہین۔ مین ابھی آتی ہون۔ یہ کہکے لیلا خیمہ مین گئی اور اپنا برقعہ اوڑھکے کہنے لگی۔

عذرا۔ لیلا تم جاتی ہو یہان تنہائی مین میرا دم ہی نکلا جائیگا۔

لیلا۔ اسقدر ڈرنا برا ہوتا ہے۔ ہمارے گھرانے مین یہ عیب ہے۔ اور یہان ہمارے پاس تو بہت آدمی سو رہے ہین گھبرانیکی کوئی بات نہین ہے مجھے دیر نہوگی یہ کہکر لیلا باہر چلی گئی۔

عذرا۔ (آپ ہی آپ) لیلا بھی اب چلی گئی کیا کہون مجھے تو بڑا ڈر معلوم ہوتا ہے لیلا کی اور بات تھی اور کسی سے کہون تو نام بدنام ہو یہان عورتین ڈرنیکو بڑا عیب جانتی ہین اور ہان جتنی بوڑھی ہین وہ اکثر سید ان مین ایسے تجربہ کار ہو چکی ہین۔ مین کیا کرون مجھے تو دل کڑا نہین کیا جاتا۔ اب کسی اور سے کہونگی تو گھر بھر مین بدنام ہو جاؤنگی کہ ذرا سی بات مین ڈر جاتی ہون کیا کہون کچھ نہین بنتا اور لیلا گئی تو جا کر بیٹھ ہی رہی تھی مجھے تو حیرت ہے کہ لیلا اسے جا پایا کیونکر کیا ہوگا۔ مین بھولی تو تماشہ

سے باہر نکلتے ہی دم نکلتا تھا کیا کرون کہ میرے دل سے ڈر نکلتا ہی نہیں (لیلا آجاتی ہے)

عذرا۔ لیلا دریافت کر آئین؟ کچھ معلوم ہوا کہ شور و غل کیسا تھا؟

لیلا۔ بیان کرونگی تو تمکو اور ڈر معلوم ہوگا۔ اب سو رہو صبح کو بیان کرونگی۔

عذرا۔ میری لیلا جلدی بیان کرو اب کیون ڈرنے لگی تھی۔ تم تو پاس بیٹھی ہو مجھے اکیلے مین البتہ ڈر معلوم ہوتا ہے۔

لیلا۔ تم تو اسوقت ایسا سانحہ ہوا کہ خود مین دل ہی دل مین کانپتی جاتی ہون۔

عذرا۔ خدا کے لئے جلدی کہو اے ہے مجھے اسمین اولجھن ہوتی ہے کہ انسان بات چبا چبا کے کہے جو کچھ کہنا ہو جلدی کہو۔

لیلا۔ اے ابھی شیر کی آواز تمنے سنی ہی تھی۔ بس وہ شیر بالکل قریب آگیا اور اُن لوگون پر جھپٹا جو خیمے کے گرد پہرا دے رہے تھے ان مین سلمہ کے ابا تھے اونکی پیٹھ پر ایک تھپڑ مارا۔ اور سخت زخمی کر دیا۔

عذرا۔ ہائے ہے سلمیٰ کے ابا کو (ذرا تامل کے بعد) ہان لیلا پھر کیا ہوا۔

لیلا۔ بس ادہر ہماری طرف سے ایک بہادر نوجوان نے بڑھ کے حملہ کیا اور دو تین تلوارون مین مار ڈالا۔

عذرا۔ مار ڈالا بڑا کام کیا کس نے مارا؟

لیلا۔ تم نے سنا ہوگا کل لڑائی مین ایک مسلمان رہین بلاتا تھا جس نے بڑی بہادری سے ہندو راجپوتون کو قتل کیا اور تمہارے دادا جان نے اُسے اپنا مہمان بنایا

عذرا۔ ہان ہان مین نے [illegible] تلوار سے لڑتے اپنے خیمے سے جہانک کے دیکھا تھا خوبصورت سا آدمی تھا۔

لیلا۔ ہان بس اُسی نے حملہ کرکے تین چار تلوارین ایسی مارین کہ شیر کو مار کے ڈالدیا

عذرا۔ سچ پوچھو تو بڑی بہادری کا کام کیا۔ شیر کی صورت دیکھ کے آدمی کے ہاتھ پاؤن بھول جاتے ہین اور اُسکے دن حواس جاتے رہتے ہین اور کوئی ہوتا تو وہین

دوڑ ہی سے بھاگ کھڑا ہوتا ۔

عذرا ۔ حقیقت مین بڑا کام کیا یہ بہی کچھہ معلوم ہوا کہ وہ کون شخص ہے ۔ یہان ہندوستان مین کہان سے آگیا سنتی ہون کہ یہان نام کو بہی مسلمان نہین ۔ شو یہان

لیلا ۔ ہان اتنا معلوم ہوا کہ سلطان محمود غزنوی کی فوج کا سردار ہے کسی ہندو راجہ کے تعاقب مین آیا تہا اسکے ساتہہ والون نے اس راجہ کو پوری شکست دیدی اور اپنی شجاعت کے جوش مین دور تک اونکے پیچھے لڑتا چلا آیا ۔ آخر کسی مقام پر ان راجپوتون نے جو کل مارے گئے تہے گہیر کے گرفتار کرلیا اور سندہ کی طرف لئے جاتے تہے اور ہمارے سردار نے اُن راجپوتون کے ہاتہہ سے نجات دلوائی ۔

عذرا ۔ بہن خیر ہمارے لوگون نے اوسپر احسان کیا تہا ۔ مگر اوسنے ہمپر بہت بڑا احسان کیا یہ کام جو اُس نے کیا ہے اور کسی سے نہو سکیگا ۔

لیلا ۔ ہان اس مین کیا شک ہے مگر عذرا یہ احسان نہین ہے مسلمان کے ساتہہ جو بہلائی کرے اُسے احسان نہین کہتے بس یہ سمجہہ لو کہ ہمارا فرض تہا کہ اس نوجوان کو ان ظالم بت پرستون کے ہاتہہ سے چہڑائے اور اسیطرح جب شیر نے حملہ کیا اس نوجوان کا فرض تہا کہ ہم سبکو اُسکی مضرت سے بچانیکی تدبیر کرے وہ بہادر تہا اُس نے شیر کو مار ڈالا اور کوئی ہوتا تو سب کو جگا دیتا کہ سب ملکے شیر کو مار ڈالین ۔

عذرا لیلی کی زبانی یہ تقریر سنکے تہوڑی دیر تک خاموش رہی اور اوسکے بعد بولی ہان لیلا اس نوجوان کا نام کیا ہے ۔

لیلا ۔ منصور ۔

عذرا ۔ کچھہ یہ بہی معلوم ہوا کہ کس خاندان سے ہے ۔

لیلا ۔ اس کا حال تو ابہی نہین سنا رات تہوڑی رہگئی ہے بس اب سو رہو

عذرا ۔ رات کیسی صبح ہوگئی جنگل کی چڑیان چہچہا رہی ہین ۔ پہاڑی کوے

بونے لگے۔ اے چاند کی روشنی تو دیکھو۔ تارونکی روشنی کیسی پھیکی ہو گئی۔

لیلا۔ مگر ابھی تک کسی نے اذان نہین دی۔

عذرا۔ اب کوئی گھڑی مین اذان کی آواز بھی آئیگی۔ اسی سے تو کہتی ہون کہ اب سو کے کیا کرو گی۔ چلو وضو کرین۔

لیلا۔ تم بیٹھی رہو مین پانی لئے آتی ہون یہین وضو کر لینا۔

اس کے بعد لیلا اُٹھ کے گئی اور دو لوٹون مین پانی لے آئی۔ دونون لڑکیان بیٹھ کے وضو کرنے لگین وضو کر کے عذرا کہنے لگی اے سب تو ابھی تک پڑے سو رہے ہین اب انھین جگا دو۔ اذان کی آواز آتی ہے۔ جل شانہ۔ وہ اذان کی آواز آئی۔

لیلا۔ کون اذان دے رہا ہے۔

عذرا۔ ہائے کوئی نئی آواز ہے۔ ہمیشہ اذان سنتی رہی ہون اور ہمارے خاندان مین سے تو کوئی نہین جسکی آواز مین نے کبھی نہ سنی ہو۔ یہ سمجھ مین آتا ہے کہ کون اذان دے رہا ہے۔ اور نہ ایسی موثر اور دل مین پیوست ہو جانیوالی آواز جبتک سننے مین آئی۔

لیلا۔ یہ کون ہے۔

لیلا۔ (ذرا تامل کر کے) ہان ہان یہ وہی نوجوان ہوگا۔ منصور۔ اسی سے تو کہتی ہون کہ نئی آواز ہے بہن عذرا کیا اچھی آواز ہے جی چاہتا ہے سنے ہی جایئے خدا کرے نماز بھی یہی پڑھائے تو وہین کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھونگی عذرا تم بھی چلو۔

عذرا۔ بہت دیر تک سناٹے مین رہی اور بہت دیر تک دل ہی دل مین کچھ سوچ چکے کہنے کو سر اوٹھایا کہ لیلا کہنے لگی۔ کیون سوچتی کیا ہو نہ چلوگی۔

عذرا۔ متفکرانہ لہجے مین۔ ہان چلونگی مگر......

لیلا۔ مگر کیا۔

عذرا۔ کچھ نہین (چونک کر) ہان تم جاتی ہو کہ مجھے خیمہ سے قدم باہر نکالتے

ڈر معلوم ہوتا ہے۔ اب وہ سناٹا موقوف ہوگیا۔ باہر سے لوگون کی آوازین آنے لگین جو خیمون سے نکل نکل کے وضو کر رہے تھے۔ سفیدۂ صبح کے اڑنے بڑھ کے تمام عالم علوی پر قبضہ کر۔ چاند کے چہرے پر جیسے ہوائیان چھٹنے لگین اور تارے شرما شرما کر صبح کی سفید چادر سے منہ چھپانے لگین عذرا کے خیمہ مین جو عورتین سو رہی تھین وہ بھی اوٹھین اور وضو کر کے نماز کو تیار ہو گئین۔ جب عذرا کی مان نے اوٹھہ کے بیٹی کو باوضو دیکھا تو بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی۔ عذرا کب اٹھی۔

عذرا۔ امان جان مین دیر سے جاگ رہی ہون آپ تو سو رہی تھین یہان بڑے تماشے ہوئے۔

مان۔ تماشے کیسے؟

لیلا۔ جی ہان لڑکے نزدیک وہ تماشا ہی تھا اور اوسوقت ڈر کے مارے بوٹی بوٹی کانپ رہی تھی۔

عذرا۔ ہان اوسوقت تو مین ڈر رہی تھی مگر اب جب یاد کرتی ہون ہنسی آجاتی ہے

مان۔ اے ہے یہ تو کچھ معلوم ہو کہ ہوا کیا۔

عذرا۔ امان جان ایک شیر ڈکار رہا تھا۔ اور اوسکی آواز سنکے مین کئی دفعہ ڈر ڈر گئی آخر وہ شیر بالکل خیمہ کے قریب آگیا اور اون لوگون پر جو پہرا دے رہے تھے جھپٹ پڑا اور سلمی کے ابا کو زخمی بھی کیا۔ مگر پھر مار ڈالا گیا۔

مان۔ اے ہے بڑا غضب ہوا تھا۔ عذرا پھر اوس شیر کو کسنے مارا؟

عذرا۔ خاموش ہو جاتی ہے۔

لیلا۔ اب نہ بتاینگی چچی جان یہ تو ڈر کے مارے آپے سے گذری جاتی تھین۔ مین نے جاکے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اوس نوجوان نے مارا جو کل سے مہمان ہے۔

عذرا کی مان۔ بڑا کام کیا وہ جاگ رہا تھا۔

لیلا - نہین چچی جان وہ پہرا دے رہا تہا۔

عذرا کی ماں - پہرا دین سے پہرہ سے کیا واسطہ وہ تو مہمان تہا اوسکے لئے اُس سے پہرہ دلوایا۔ خدا جانے اب لوگون مین کیا ہوگیا ہے کہ جیسے مہمانداری رسمین بہول گئے۔ عذرا کے ابا آئین تو ان سے کہون کہ یہ کیا شامت ہے کہ جو لوگ اولٹی مہمانون سے خدمت لیا کرتے ہین واہ واہ اچہی خاطرداری کی ہے۔ آخر سب عورتین نکل کے چلین کہ نماز مین شریک ہون اسوقت یہ قدیم دینی رسم باقی تہی کہ عورتین بہی جماعت مین شریک ہوا کرتی تہین خیمہ کی حراست کے لئے دو چار عورتین بٹہا دی تہین۔ لیلی عذرا کی طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی۔ عذرا چلو بہن نماز کو چلین (کان مین) خدا کرے وہی نوجوان نماز پڑہائے کیسی اچہی آواز تہی۔

عذرا - نہین مین تو نہین چلونگی مجہے رہنے دو مین اپنے یہین نماز پڑہ لونگی۔

لیلا - واہ روز جایا کرتی تہین آج کیا ہوا نہین مین تو لیچلونگی بس اب چلو۔

عذرا - نہین کیا آج میرا جی نہین چاہتا۔

لیلا - یہ نئی عذر ہے مین نے جو کہا اس سے جی نہین چاہتا۔

عذرا - ہان جو کچہ ہو مین تو نجاؤنگی۔

لیلا - نہ جاؤ نہ سہی۔

خیمہ مین جتنی عورتین تہین سب جا چکین۔ لیلا سب کے بعد روانہ ہوئی اور عذرا نے دو تین عورتون کیساتہ نماز ظہر ادا کی اور نماز سے فراغت کر کے عذرا تنہا بیٹہ کے اپنے دل سے باتین کرنے لگی وہ کہہ رہی ہے میرا دل آجتک کسی خیال کو زیادہ ٹہیرنے نہین دیتا تہا یہ کیا معاملہ ہے کہ اب ایک خیال میرے دل مین اس مضبوطی سے ٹہیر گیا ہے کہ کل رات سے باربار یاد آتا ہے۔ کوئی شکل ہر وقت آنکہون کے سامنے پہرتی ہے۔ کسیکی شکل ابہی نام نہ لونگی۔ نہین ہرگز نام نہ لونگی کوئی سنیگا۔ کتنے بڑے عیب کی بات ہے میرا خیال یہ کہین

اماں جان کو معلوم ہو جائے تو غضب ہی کردین مجھ سے لڑکی اور کسیکی شکل اور صورت کو ہر گہڑی اپنے خیال مین رکھے یا اللہ یہ خیال مجھے بہولجائے ورنہ مجھپر مصیبت کا الزام آجائیگا - خدا سے چاہتی ہون کہ اوسے بہولجاؤن جسے یاد کرتی ہون آہ اوسکی صورت تو آنکھون کے سامنے سے ہٹتی نہین - اب کیا کرون میرے امکان مین جو کچھ تھا وہ نذر کر چکی - اب اسکو کیا کرون کہ اذان کانین آئی اور بیتاب ہو گئی - مین تو اس آواز سے بہاگتی ہون دیکھو لیلی خفا ہو گئی مگر نماز کو نہ گئی کیا عجب کہ وہی آواز دلفریب کان مین پہر آجاتی - وہان اس شکل سے دوچار ہونیکا بہی خوف تہا آہ اسمین کیا بات ہے کہ میرا دل بے اختیار نکلا جاتا تہا - بس ایک نگاہ مین میرے سارے دل کا فتح کرلیا اوسکے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت بڑا فتح کرنیوالا ہے کیا نام ہے؟ "منصور" یہ بیحال عذرا نے جوش مین یہ نام اس زور سے لیا کہ باواز منہ سے نکلگیا - یہ نام لینے کو لے لیا مگر فوراً چونک پڑی اور گہبرا گیا کر چارونطرف دیکھنے لگی کہ کسی نے دیکھہ تو نہین لیا مگر صد شکر کہ کوئی نہ تہا اب سب عورتین اور عذرا کی مان واپس آگئین اور کوچ کا سامان ہونے لگا - عورتین محافون مین سوار کرائی گئین - خیمے ڈیرے بہی اوکھاڑکے اونٹون پر لادے گئے بہادر گہوڑون پر سوار ہو گئے اور باربرداری اور زنانی سواریون کے گرد حلقہ باندہ کے مغرب کیطرف روانہ ہوے -

چوتھا باب

بارگاہ سلطانی

افغانستان اور پنجاب کے سرحدین جس مقام پر ملی ہین وہ بالکل پہاڑی سرحدین ہے پہاڑیان ہرطرف گہیرے ہوئے ہین اور مسافرون کو دہمکاتی رہتی ہین کہ تم سب ہماری قید مین ہو اور ممکن نہین کہ اس قید سے کوئی نکل جا سکے وہان کے کوہستان نے صدہا بلکہ ہزارہا کو آوارہ کر رکہا اور ٹکڑا ٹکڑا کر کے مار ڈالا - سوا ان

الوالعزم فاتحون کے جنہون نے ان پہاڑون سے سر نکال کے ہندوستان کے سرسبز سبزہ زارون کو اپنے گھوڑون کا جولانگاہ بنا دیا اور جتنے لوگ ادہر آئے ممکن کہ سرگردان پہرتے پہرتے یہان سے تنگ نہ آگئے ہون۔

جسوقت ہمارا خیال اس مقام پر پہنچا ہے۔ ٹہیک دوپہر کا وقت ہے آفتاب کی جنبش نے تمام کوہستان کو آتش کدہ بنا دیا ہے چٹانون پر آفتاب کی تیز شعاعین پڑتی ہین اور اونکی ننگی سطح سے شعلے نکل رہے ہین باد سموم کے جہونکے آتے ہین اور ان شعلون کو اور بہڑکاتے ہین۔ صحرائی چرند جو شکاریون کے خوف سے بہی آزاد رہتے ہین اونکو آفتاب کی گرمی نے پریشان کر دیا ہے اور پہاڑی درختون کے نیچے ہانپ رہے ہین کوہستان کے درون کہوون مین جا بجا چرند چہپے بیٹھے ہین جن طیور سے اوڑا گیا وہ تو اوپر چڑہتے چڑہتے اتنی بلندی پر پہنچ گئے کہ دنیا کی گرمی سے محفوظ رہین باقی اونہین درختون کی ٹہنیون پر چہپ چہپ کے بیٹھے ہین جنگلے نیچے پرندون نے جا کر پناہ لی ہے اسی کوہسار مین ایک مقام پر بہت بڑا لشکر اوترا ہے خیمے نصب ہین اور سپاہی جو شدت حرارت سے لشکر کے گرد چکر لگا کر پہرہ نہین دے سکتے وہ اپنے اپنے خیمون کے دروازون پر تہکے ہوئے سے بیٹھے ہین کہ اگر کسی طرف سے حریف کی فوجین نظر آئین تو فوراً تلوارین کہینچ کے اوٹھہ کہڑے ہوئے۔ سب خیمون کے درمیان ایک بڑا خیمہ ہے جس کے آس پاس اس شدت سے اور حرارت اور طپش مین بہی دس بارہ بہادر سپاہی ننگی تلوارین لئے ٹہل رہے ہین اور انکی تلوارون پر دوپہر کے آفتاب کی شعاعین تڑپ رہی ہین جس اثر سے ایک طرف تو حرارت روشنی کو اور ترقی ہوتی ہے اور دوسری طرف اک رعب و داب کا سمان بندہ گیا ہے جسکو کسی فاتح شہنشاہ کے فرودگاہ پر ضرور ہونا چاہیے اوسیوقت دو بہادر اور قد آور جوان ایک دوسرے خیمہ سے نکلے اور باتین کرتے ہوئے اس عالیشان بڑے کیطرف روانہ ہوئے جو یقیناً شاہی خیمہ ہے۔

پہلا۔ ہاں تو کچھ تدبیر ضرور ہونا چاہیے۔

دوسرا۔ اور کیا عجب ہے جو سلطان کو اب غزنی کا عزم فسخ کرنا پڑے۔

پہلا۔ ہاں سلطان کو منصور کیساتھہ بڑی رغبت ہے اور حقیقت مین ایسا ہی نوجوان ہے جسکے دلین بہادری کی خو بو ہوگی اوسکی صورت کا عاشق ہوگا۔

دوسرا۔ یہی سمجھہ مین نہین آتا کہ منصور غائب کہان ہوگیا جے رام گرفتار ہوکر آگیا جو آج سلطان کے سامنے پیش کیا جائیگا۔ تمام راجپوتونکو ایسی شکست ہوئی کہ بالکل بدحواس اور بے سروپا ہوگئے ان فتوحات کے لعبد منصور کا گرفتار ہوجانا حیرت سے خالی نہین۔

پہلا۔ لو اب سلطانی خیمہ آگیا۔ وہان چلکے سلطان کے سامنے اس امر مین غور کرتا کہ شاہی گارڈ کے لوگون نے فوجی آداب سے ان دونون کی سلامی کی جس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ بہی کوئی معمولی سپاہی نہین بلکہ فتوحات اسلامی کی نامور اور سردار ہین ان دونون سردارون نے عساکر عثمانیہ نے سلطانی خیمے نصب ہوتے ہی دربار کے موافق سر نیاز جہکا دیا پہر سر اوٹہا کر دعائے دولت دی اور حسب سلطانی تخت شاہی کے سامنے داہنی طرف کی کرسیون پر بیٹہہ گئے تخت شاہی اگرچہ اس شان و شوکت کی کوئی بات ہی نہین پائی جاتی تہی جس نے آخر خاندان مغلیہ کو عشرت پسند بنا دیا مگر بالکل سادہ بہی نہ تہا۔ افغانستان اور وسط ایشیا کے اعلیٰ خیالات کے موافق آہنی تخت تہا جسپر جابجا چاندی کے پترون سے گلکاری بنائی تہی خیمہ مین مخملی فرش تہا اور خاص تخت کے نیچے اس فرش پر ایک نہایت ہی نفیس اونی قالین تہا اوسپر آہنی تخت رکہا ہوا تہا خیمہ مین اس زمانہ کی کاریگری کے لحاظ سے تنمیر بنایا گیا تہا۔ جنکی اعلیٰ خوشنویسی بتا رہی تہی کہ آخر زمانہ کے لوگ اس قسم کی تحریرون کو ڈہونڈہینگے اور نہ پا سکینگے۔ ان فرمون مین سے بعض تو آیات قرآنی اور حدیث نبوی کی پرجوش کلمات لکہے ہوئے تہے خاص تخت کے سامنے جو فرم تہا اوسمین نہایت جلی حرفون مین لکہا ہوا تہا "نصر من اللہ فتح قریب" داہنی طرف

یہ کتبہ آویزاں تھا "والجنۃ تحت ظلال السیوف" بائیں طرف تھا "دنی فی سبیل اللہ" اس قسم کے چیدہ اور بزمیوں کے علاوہ باقی فریموں میں وہ اشعار لکھے ہوئے تھے جنکے ذریعے سے خاص سلطانی دربار کے معرکہ آرائی شعرا نے سلطان کی مدح سرائی میں جودت و نکات کے جوہر دکھائے سلطان کے لباس میں بھی کچھ ایسے تکلف سے کام نہیں لیا گیا تھا۔ ایک نرم اور عمدہ پوستین کی قبا تھی اور سپید چمڑے کی پٹی کسی ہوئی تھی جسمیں لوہے کی ڈوری لگی ہوئی تھی اور اس ڈاب پر سنہری پھول جڑے تھے سر پر ایک عمامہ تھا جسمیں کلغے کے نیچے ایک بیش قیمت لگا ہوا تھا جو گذشتہ فتح پر جیپال کے خزانہ سے ہاتھ لگا تھا۔ سلطان کے بشرہ سے اولو العزمی اور بلند حوصلگی کے آثار نمایاں بڑی بڑی آنکھیں چوڑی اور کشادہ پیشانی سرخ و سفید رنگ اسکے علاوہ لمبی نورانی ڈاڑھی ان سب چیزوں نے شاہی رعب داب کے سین میں ایک ہیبت ڈالدی تخت کے سامنے کرسیوں پر دونوں طرف دو قطاریں تھیں داہنی طرف وزرا و افسران فوج زرہ بکتر سے آراستہ بیٹھے تھے اور بائیں طرف کرسیوں پر شعرا بیٹھے ہوئے تھے جنکا نام ہر لایق اور مہذب سوسائٹی میں عزت کیساتھ لیا جاتا ہے۔ فردوسی۔ عصاری۔ منوچہر۔ بلخی لبیقی حکیم عصری سب اپنے رتبہ کے موافق قرینے سے دربار میں ایک جوش و خروش پیدا کر دیتے تھے سلطان نے یک بیک فردوسی کیطرف نگاہ اٹھا کے دیکھا اور فردوسی نے کھڑے ہو کے اپنے پر جوش لہجہ میں یہ قطعہ پڑھا۔

جہاندار محمود شاہ بزرگ   بابے خور اندہی میش و گرگ
چو کودک لب از شیر مادر بشست   بگہوارہ محمود گوید نخست

سلطان نے اپنی شاہانہ متانت کیساتھ فردوسی کی نازک خیالی اور قادر الکلامی کی داد دی جسکے ساتھ تمام اہل دربار خصوصاً شعرا نے نعرہ تحسین و مرحبا بلند کیا اور فردوسی آداب شاہی بجالا کے بیٹھ گیا اسکے بعد سلطان منوچہری کیطرف متوجہ ہوا اور منوچہر اوٹھ کھڑا ہوا اور یہ قصیدہ نہایت خوش الحانی سے پڑھنے لگا۔

ابرسے چمن برآمد و برف از جبل گداخت   گل با شگفتن آمد و بلبل بہ بوستان

آن دور شد کہ ناخن درندہ تیز بود — وان روزگار رفت کہ گرگی کند شبان
بر بقعۂ حشم ارادت کند خدائے — فرماندہی کند خلق مہربان
وان ہم چو حضرت شہ محمود نامدار — جم مرتبت پناہ جہان قیصر زمان
شاہے کہ عرض لشکر منصور گر دہد — از قیروان سپہ بکشد تا بقیروان
سلطان روم روی بمنت دہد خراج — جیپال ہند و سندہ بگردن کشد کلان
شاہے بدین لیاقت و عکسی بدین نسق — ننوشتہ اند بر ہمہ شہنامہ داستان
اے آفتاب ملک بسے روز ماہتاب — وے سایۂ خدائے بسے سالہا بمان
خالی مباد گلشن حضرائے مجلست — ز آواز بلبلان سخن گوئے مدح خوان

ان اشعار پر تمام دربار سے آفرین اور سبحان اللہ کی آوازین بلند ہو رہی تھین کہ خدا جانے کیا بات تھی کہ صرف سلطان نے چار ہی پانچ شعر شوق سے سنے ہونگے کہ کچھ سوچ مین آگیا۔ اس امر کی طرف اہل دربار کا خیال اُسوقت سلطان کے چہرے سے غصہ و غم کی آثار نمایان تھے پیشانی پر شکنین پڑی ہوئی تھین۔ آنکھین سرخ تھین اور انکو آثار غضب کے ساتھ ایک سکوت تھا کہ جو کسی صدمے کی یا غم کی خبر دے رہا تھا۔ اس سکوت نے ذرا اور تمام افسران فوج کو بھی سناٹے مین کر دیا۔

سلطان کی تیورون نے کل اہل دربار پر ایسا رعب طاری کر دیا کہ سب خاموش تھے اور مجال نہ تھی کہ کسیکی زبان سے کوئی لفظ نکل جائے۔ احمد بن حسن میمندی جو وزارت اور مدار المہامی کے عہدے پر ممتاز تھا اور بخلاف اور سفرون کے اس سفر مین سلطان کے ہمرکاب تھا اس نے اپنے نکتہ رس عقل اور اپنے تیز ذہن سے کام لیا اور دل ہی دلمین خیال کرنے لگا کہ سلطان کا مزاج یک بیک کیون برہم ہو گیا اُس نے اپنے دلمین کہا اس قصیدہ مین کیا بات تھی جسنے سلطان کے مزاج پر ایسا اثر کیا وزیر احمد بن حسن میمندی کو خدا نے علاوہ فہم و ذکا کا حافظہ بھی بہت تیز دیا تھا جو اشعار منوچہر بلخی نے پڑھے اوسکو یاد ہو گئے تھے اون اشعار کو اس نے اپنے دل ہی مین پڑھا اور غور کرنے لگا کہ ان مین کیا لفظ تھا

جو خلاف مزاج ہوا احمد بن حسن نے چار شعر پڑھے جب پانچواں شعر پڑھا فوراً سمجھ گیا کہ سلطان کا سکوت اور ملال کس وجہ سے ہوا پانچواں شعر تھا۔

شاہیکہ غرض لشکر منصور گزر دید
از قیروان سپہ بکشد تا بہ قیروان

احمد بن حسن دل میں کہنے لگا کہ اس منصور کے لفظ نے یہ آفت ڈہائی منصور سے سلطان کو بڑی محبت تھی اوسکی خاندانی وقعت اور اوسکے جوہروں کو سلطان نہایت غایت نظر سے دیکھتا تھا اب کس پہلو سے گفتگو شروع کروں کہ سلطان کا غم غلط ہو احمد بن حسن اسی پس و پیش میں تھا کہ سلطان نے اہل دربار کی طرف متوجہ ہو کر کہا کیا اب منصور کیطرف سے نا امید ہو جانا چاہیے۔

وہ دونوں افسر جو ابھی آکے شریک دربار ہوئے تھے دونوں لشکر سلطانی کے پر جوش سردار تھے انمیں سے ایک تو عرب تھا جو سلطان کی عربی فوج کا سپہ سالار تھا اور جسکی تلوار نے ترکستان خراسان اور نیز ہندوستان میں بڑے بڑے جوہر دکھائے تھے اور دوسرا ایک ترکی بہادر تھا جو نثار دولت میں بڑے اعلی عہدہ پر ممتاز تھا اور وزیر جنگ کی خدمت کو انجام دیتا تھا پہلے کا نام عبد اللہ طائی اور دوسرے کو التونتاش کہتے تھے جسوقت سلطان نے یہ حسرتمندانہ جملہ کہا تو اوسوقت دونوں افسر کچھ اور عرض کیا چاہتے تھے مگر عبد اللہ طائی نے سبقت کی اور کھڑے ہو کر پہلے دعائے دولت دی پھر عرض کیا حضور ہم دونوں منصور کی جستجو میں وفاداران تخت اور جان نثاران سلطنت خواب و خور اپنے اوپر حرام کرینگے اور جسطرح بن پڑیگا بہادر نوجوان منصور کو ڈھونڈھ لائینگے۔ کسی ہندو راجہ کی اتنی مجال نہیں کہ منصور کیساتھ برا سلوک کرے اگر خدا نخواستہ منصور کیجانب سے کوئی صدمہ پہنچا تو ہمارے سوار پوری سرزمین ہلا دینگے اور ہمارے گھوڑے ہندوستان کی سرحدوں اور بڑی سلطنت کو روند ڈالینگے۔

سلطان۔ عبد اللہ تم لوگوں کی جرات اور تمہارے حوصلوں سے مجھے امید ہے مگر میں سچ کہتا ہوں کہ اسوقت تک جب میں نے ہندوستان پر حملہ کرنے کے

لئے تلوار ہاتھ مین لی ہے اور رکاب پاؤن مین رکھا ہے صرف جہاد کی خالص نیت سے اور خدا کے مبارک دین کی خدمت کے لئے اور اسی وجہ سے خدا نے میری مدد کی اور ان کفار کو ذلیل و خوار کیا مین یہ نہین پسند کرتا کہ اپنی اس خالص نیت کو خراب کردون اور آیندہ فوجکشی سے دین اسلام کے علاوہ منصور کا بدلہ لینا بھی میری غرض ہو۔ اس پر اہل دربار نے بادشاہ کی نیت کی داد دی اور سلطانی خیمہ مین یکایک خدا ترسی کا ایک جوش پیدا ہوگیا عین اوس جوش و خروش کی حالت مین بہادر ترک اور التونتاش اوٹھا اور عرض کیا کہ ہماری التجا ہے کہ حضور اپنے عالی ہمت دل مین کسی قسم کی فکر اور تشویش کو جگہ نہ دین سلطان پاک نیت نے کہا الحمد للہ کہ ہماری فوج کے ہر سپاہی کی نیتین خالص اور پاک و صاف کردین ہین ہر جان نثاری کے امتحان اور ہر جانبازی کے میدان مین اللہ جل شانہ کا جلال ہماری نظرون کے سامنے ہوتا ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ رہیگا لیکن اس خالص نیت کیساتھ اپنے بہادر نوجوان افسر منصور کو ڈھونڈ نکالینگے اور اسی کوشش و جہاد مین خدا ہمارے ہاتھون سے یہ بھی کام کردیگا کہ ہم منصور کی تلاش بھی کرینگے اور اسکے ہر پاک قطرۂ خون کی جگہ ہزارہا راجپوتون نے بلکہ کفار و بت پرست راجاؤن کے خون کا سیلاب بہادینگے حضور میری راے مین تو مناسب ہے کہ عساکر سلطانیہ اب آگے بڑھین تاکہ کفرستان ہند پر ہماری تلوارون کا دباؤ پڑے اور دشمنونکو خوف ہو۔

سلطان۔ میرے بہادرو اس امر مین اب تمہاری کیا راے ہے میرا تو قصد تھا کہ اس مرتبہ غزنی کو واپس چلوں اور آیندہ سال آکے بازار جہاد گرم کرون۔

احمد بن حسن۔ اسمین کوئی شک نہین کہ اب ہماری فوجین تھک گئی ہین اور اس ماندگی کے زمانہ مین انکو جہاد کی تکلیف مین ڈالنا نامناسب ہے آثار صحابہ سے بھی یہی ثابت ہے کہ جہاد مین سپاہیون کی راحت رسانی بلکہ اون کے متعلقین تک کے خیالات کو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہئے جناب فاروق رضی اللہ عنہ

علامہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین تصریح کردی ہے کہ ایک بار خلیفہ ثانی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رات کیوقت حسب عادت مدینہ کی گلیون مین سیر کررہے تھے کہ آپکا گذر ایک مکان پر ہوا اوس مکانمین پر دے پڑے ہوئے تھے اور پردون کے اندر سے روشنی کی شعاعین باہر نکل رہی تھین اور کوئی جوان عورت اپنی شیرین دلکش آواز سے درد کے لہجہ مین کچھ اشعار پڑھ رہی تھی جناب فاروق ٹھہر کر سننے لگے تو یہ اشعار تھے۔

تطاول ھذا اللیل تسری کواکب — وارقنی ان لا ضجیع الاعبہ

رات کیسی لمبی ہو گئی ہے اور تارے اوسطرح سیر کررہے ہین اور مجھے اس امر نے حیران کردیا کہ کوئی ہم بستر نہین ہے جس سے لطف صحبت اور دلچسپی حاصل ہو اس مضمون کے دو اور شعر پڑھ کے یہ شعر پڑھا۔

فواللہ لولا اللہ تخشی عواقب — لزعزع من ھذا السریر جوانب

یعنی مین خداے پاک کی قسم کھا کے کہتی ہون کہ اگر انجام مین خدا کا خوف نہوتا تو اسوقت چارپائی کی چولین ہلتی ہوتین اس کے بعد اوس نے ایک شعر اور پڑھا جسکا دوسرا مصرعہ یہ تھا

ورد اکرام لبعلی ان تنال مراکبہ

یعنی اے شخص وہ جو عالم خیال مین یہ میرا مخاطب ہے سنلے کہ میرے معزز و محترم شوہر کی سواری پھر دستک دی۔ عورت سے پوچھا کون ہے آپ نے اپنا نام لیا اور دریافت کیا کہ شعر کیون پڑھتی ہے لیکن اوس نے خوفزدہ ہو کر معذرت کی اور کہا میرا شوہر جہاد پر گیا ہے اور اسکی مفارقت مین اپنے نفس پر جبر کررہی ہون اور جب دل نہین مانتا تو یہ اشعار پڑھکر دل بہلاتی ہون۔

جناب فاروق یہ سنکر دیر تک متفکر رہے کہ یہ تو بڑی خرابی ہوئی ایسا نہو کہ جہاد سے برے نتائج پیدا ہون آخر دیر کے بعد آپ نے اوس سے دریافت کیا کہ عورتین کتنی مدت تک مفارقت شوہر پر صبر کرسکتی ہین اوس نے کہا عورتون کا حال مین کیا جانون مگر اپنی طبیعت سے مین کہہ سکتی ہون کہ چھہ مہینے کے بعد مجھسے صبر نہین ہوسکتا۔ اسکے بعد جناب فاروق اوسکے دروازہ سے

پہنچ آئینگے اور صبح کو کل امرا و عساکر کے نام فرمان بھیجکر کہ ہر سپاہی کو ہمیشہ چھ مہینے کے بعد دائمی طور پر ایک ماہ کی رخصت دیجایا کرے ۔

نام فرمان جاری کر دیئے کہ ہر سپاہی کو خواہ کسی مرتبہ کا ہو ہمیشہ چھ مہینے کے بعد ایک ماہ کی رخصت دیجایا کرے ۔

عبد اللہ بن طائی ۔ حضور منصور کی منصور الجبری نے ہمارے ہر سپاہی کے دل مین ایک جوش پیدا کر دیا ہے ۔ اگر وہ نہتے بھی ہین تو اپنی زندگی کو بھول گئے ہین اور اگر جہاد پر مستعدی ظاہر ہوجائے تو سب لوگ بڑے جوش و خروش کیساتھ موجود ہوجاینگے ۔

التوقماش ۔ مین اپنے ساتھ جان نثارون کیطرف سے بھی ایسے ہی امید رکھتا ہون کہ وہ ذرا اشارہ پاتے ہی لڑائی کے لیے مستعد ہوجاینگے ۔

سلطان ۔ بیشک مین اپنے اُن وفادار سپاہیون کی مستعدی اور سچی شجاعت کا شکرگذار ہون ۔ لیکن قماش اگر وہ اپنے جوش شجاعت مین اپنی ماندگی کا خیال نہین کرتے یا اپنی گذشتہ مشقتون کو بھول گئے ہین تو کیا مناسب ہے کہ مین بھی خیال نکرون تم سب لوگ سنلو منصور میری فوج کا ایک سپاہی تھا اُسکو کوئی ترجیح نہین میری نظر مین میرا ہر سپاہی وہی وقعت رکھتا ہے ۔

یہ مجھے گوارا نہین ہوسکتا کہ اُس ایک شخص کے لیے مین اپنے بہادر اور وفادار سپاہیون کی اکثر جانین بے سلیقگی سے اور بیجا طور پر کٹوا دون ۔ یہ جملہ کہہ کے سلطان نے زبان روک کے سب کی طرف دیکھا اور سب افسرون نے کھڑے ہوکر ادب سے سر جھکایا اور کہا ہم سب تخت کے جان نثار اور شاہی احکام کے فرمان بردار ہین بندگان عالی اپنے کریمانہ اخلاق سے جو فیاضی اور قدردانی ہماری حقیر خدمات کے معاوضہ مین فرماتے ہین اس کا شکریہ پورے طور پر ادا کرنیکی قوت ہماری زبان اور ہماری قوت مین نہین ہے ۔ اتنا کہہ کے پھر سب اپنی اپنی کرسیون پر بیٹھ گئے ۔

سلطان۔ ہان ہان سچ کہتا ہون۔ اگر منصور کا کچہہ خیال ہے تو صرف اسوجہ سے کہ وہ بڑے محترم اور واجب التعظیم خاندان سے ہے وہ خاندان انصار ہے اوسکے اجداد نے سرور کائنات حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام خاندان مہاجرین کو ایسے وقت مین پناہ دی تہی اور اُس جماعت کی مدد کی جبکہ دنیا مین سوائے خدا کے اُس مقدس گروہ کا پناہ دہندہ اور مددگار نہ تہا ہمارے پیغمبر صلوٰۃ علیہ وعلی آلہ وسلم اُسکے اجداد کے مہمان رہے تہے (اسوقت سلطان کی آنکہہ مین آنسو ڈبڈبا آتے ہین اور دربار مین ایک دینی رقت پیدا ہوجاتی ہے) بس اگر منصور کا خیال ہے تو اسقدر۔

عبداللہ طائی۔ حضور یہ کوئی معمولی ہے آہ جس پیغمبر کا کلمہ پہیلانا ہمارا مقصود ہے اوسکے میزبان اور جان نثار انصار کی نسل کا بہادر نوجوان خدا جانے کن ظالمون کی قید مین گرفتار ہے اور ہم مطمئن بیٹہے ہین۔

سلطان۔ افسوس ہے کہ راسم نے بہی ہمارے ہاتہہ گرفتار ہوکے خودکشی کرلی ورنہ اس سے حال معلوم ہوجاتا اور نہ بہی معلوم ہوتا تو اُسکے عوض مین شاید ہم منصور کو جلدی پا جاتے اچہا پہر اب کیا کارروائی کیجاوے؟ میرے ذہن مین تو کوئی بات نہین آتی۔

التوقماش۔ حضور اسکے سوا اور کوئی تدبیر نہین کہ سلطانی فوجین جلد ہندوستان کی طرف بڑہین۔ اگر حضور کے ارادہ کی ذرا بہی خبر ہندو راجاؤن کے کان مین پہنچ جائیگی تو تمام راجہ تہرا اوٹہینگے اور جس کسیکے قبضہ مین منصور ہوگا حضور کیخدمت مین بہیجکر عفو تقصیر کرائیگا۔

سلطان۔ بہتر اگر تم سب کی یہ رائے ہے تو یہی سہی۔ اچہا تو اب اس امر کا فیصلہ ہونا چاہئے۔

احمد بن حسن۔ سوا اس طرف سندہ کے اور کدہر فوج بڑہائی جاسکتی ہے کیونکہ منصور اسطرف سے گئے تہے اور اسی ملک کی حدود پر پہنچکر غایب ہوئے ہین۔

سلطان اسکے بعد دونون سرداران فوج التونتاش اور عبداللہ طائی کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ اب مین نے واپسی غزنین کا ارادہ ملتوی کیا تم دونون جا کے اپنے ہمراہیون کو اطلاع دو کہ کل صبح او جھین نماز کے وقت سندھ کیطرف کوچ کرنا ہوگا اور مستعد ہو جائین کہ ان کی سپہ گری اور شجاعت کا امتحان لیا جائیگا۔

دونون افسرون نے تلوارین میان سے نکالین اور کھڑے ہو کے جوش وخروش کے لہجہ مین عرض کیا خدا حضور کے اقبال کو بلند کرے اور دشمن ہمیشہ ذلیل وخوار رہین ہماری تلوارین اب دکھاوینگی کہ ہم کیسے وفادار اور جان نثار ہین اسکے بعد سلطان نے شاہانہ متانت کیساتھ بہادر افسرون کی وفاداری اور فرمان برداری کا شکریہ ادا کیا۔ یہ افسر شاہی خیمہ سے باہر نکلے اور دربار برخواست ہو گیا۔ ان دونون نے باہر آتے ہی تمام افسران فوج کو شاہی حکم سنا دیا۔ اور تمام عساکر اسلامیہ مین ایک جوش وخروش پیدا ہو گیا اور سب اوسیوقت سے کوچ کی تیاریان کرنے لگے۔ اب رات ہوئی اور خلاف معمول اس رات کو فوج اسلام کو وہ سکوت نہ تھا جو ہمیشہ ہو جایا کرتا تھا کیونکہ افسر سپاہی لڑائی اور جہاد کی خوشی مین رات بھر جاگتے تھے۔ افسرون اور سپاہیون نے جوش وسرور کی بیداری مین رات گذاری تارے جو ہمیشہ سے جاگنے کے مشتاق ہین پچھلی رات کو انکی آنکھین بھی جھپک چلین مگر ان جانبازون کی آنکھ نہ جھپکی تھی۔ گویا آج کی رات ہر سپاہی نیند بھول گیا تھا اکثرون نے اس بیداری کو یاد الٰہی مین بسر کیا اور صبح کے سہانے وقت مین جبکہ قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے عموماً عربی وترکی سپاہی درگاہ رب العزت مین نہایت الحاح وعاجزی سے فتح ونصرت کی دعا مانگ رہے تھے کہ خیمے ڈیرے اونٹون پر لدنے لگے اور افسرون نے ایک وسیع میدان مین اپنی افواج کو نہایت عمدہ صفون مین مرتب کرایا۔ سلطان محمود غزنوی بھی اپنے خیمے سے برآمد ہوا اور اوس کی صورت دیکھتے ہی ہر طرف سے دعائے دولت کے نعرے ہونے لگے جب سلطان اپنی فوج کے آگے کھڑا ہوا تو عبداللہ طائی کی فوج کے ایک افسر

عربی لہجہ مین صبح کی اذان دی اور سبھون نے جماعت سے نماز ادا کی نماز سے فراغت ہوتے ہی طبل جنگ بجنے لگا اور فوجی باجون نے ہر سپاہی کو کوچ کی اطلاع دی سب لوگ صفین باندھ کے جنوب کی طرف روانہ ہوئے اور جس شان و شوکت سے جا رہے تھے اس سے صاف عیان تھا کہ زمین ہند اون کے جلال و سطوت سے ڈر ڈر کے اپنے سبزہ زار اور اپنے صحراؤن کو ان کے سپرد کرتی جاتی ہے آخر یہ فوج جاتے جاتے نظر سے غائب ہو گئی۔

پانچوان باب

اجمیر ش

ہم جس زمانہ کا بیان کر رہے ہین اُن دنون ہندوستان کے وسیع سبزہ زارونکو مختلف قوتون اور سلطنتون نے اس کثرت سے بانٹ لیا تھا کہ مجموعی قوت کبھی یکجا نہو سکتی تھی اور اگر بالفرض کبھی قوتین یکجا پیدا ہو سکتی تھین تو اسکو اتفاق پیدا نہین ہو سکتے تھے جو لوگ دعوے کرتے ہین کہ اگر کل ہندوستان کی سب قومین یکجا ہو جاتین تو مسلمان کو ہرگز کامیابی نہوتی اُن کا یہ دعوی ایک حد تک مان لیا جائے اگرچہ مسلمانون کا یہ جواب کافی ہے کہ قیصر و کسریٰ سب جنکے جھنڈونکے سایہ مین دنیا کے بہت بڑے بڑے ملک موجود تھے انہون نے اپنی اس مجموعی قوت کیساتھ کیا کر لیا جو ہندوستان کی سلطنتین باہم اتفاق کرکے اور پوری شجاعت کیساتھ مزاحمت کرتے تو مسلمانون کو یون آسانی سے فتحیابی کا موقع نہ ملتا خیر جاہے جو کچھ ہو اسمین شک نہین کہ یہان تھوڑی زمین پر ایک ایک راجہ تھا جو اپنے حلقے کے اندر آزادی اور خود مختاری کیساتھ ایک شخصی سلطنت کے شہنشاہ کا رتبہ رکھتا اجمیر ش کے گرد دلی سے لیکے دامن وندھیاچل تک کی تھوڑی زمین کئی سلطنتین قائم تھین۔ اودے پور۔ اجین۔ اندور۔ اور خود راجہ اجمیر ش کی سلطنتین اس تھوڑی سی زمین کو اپنے حصے مین بانٹے ہوئے تھین اجمیر ش اور اجین اُن دونون سلطنتون

کے راجاؤن مین آپس مین بڑا اتفاق تہا اس اتفاق کی ایک وجہ تو یہ تہی کہ دریاے
چمبل کے کنارے دونون راجاؤن کی سرحدین ملی تہی اور دوسرا خاص باعث اتحاد
ایک عزیزدارانہ تعلق تہا جو شاہی خاندانون مین پیدا ہوگیا تہا یہ دونون خاندان
نہایت شریف بہادر آرین قوم کا وہ خالص خون جو نسلاً خاندان والون کی رگون
مین چلا آیا تہا وہ ملک مین نہایت قیمتی خیال کیا جاتا تہا اور اسی وجہ سے ان خاندانو
مین بہی سورج کی رگ وپے مین شجاعت اور دلیری موجود تہی جس سے امید ہوسکتی
تہی کہ ہندوستان شاید انقلاب سے محفوظ رہجائے اور [illegible] مسلمانون کے روکنے
مین ان کی کوشش راجہ دہلی کی کوششون سے کم نہ تہی - خصوصاً جبکہ اجمیر کے راجہ
نے اپنی بیٹی اجین کے نوجوان راجہ کے عقد مین دیدی تو ان دونون سلطنتون کے
اتفاق سے یہ امید اور قوی ہوگئی کہ مسلمانون کو شاید قدم بڑہانیکا موقع نہ ملے -
راجہ اجمیر کے محل مین ایک اور لڑکی حسین تہی جس سے راجہ کو انتہا درجہ کی الفت
تہی یہ لڑکی اپنے حسن وجمال کے اعتبار سے تو ایسی تہی کہ اسکے نازک لب اور رسیلے ہونٹون
مین اور رسیلی اور شرمگین آنکہون کی دور دور شہرت تہی اسکی تمنا اور آرزو تو بڑی
بات تہی صرف ایک جلوہ دیکہ پانے کے لیے اکثر شہزادے شاہی سلطنتون سے
آتے تہے اور ناکام اور نامراد واپس جاتے تہے بچپن ہی سے اسکو مقدس زبان
سنسکرت کی کتابین پڑہائی گئین اور اوسکے تیز ذہن اور نکتہ رس طبیعت نے نو
دس برس ہی مین اوسکو ایک بہت بڑے پنڈت کے رتبہ کو پہنچا دیا اسکے بعد
خاندانی رسوم کے موافق اوسنے سپہ گری کی تعلیم پائی اور اس حیثیت سے یہانتک
کمال کو پہونچ گئی کہ گہوڑے پر سوار ہوے ایک اعلی درجہ کی سپہ گری کی طرح پہرتی
اور چالاکی سے لڑائی کے کرتب دکہاتی تہی اون دونون کی باہمی لڑائی اور آپس
غیر منقطع کے عہد کی روزانہ خونریزی نے اسے ایک شجاع اور بہادر سپاہی بنا دیا تہا
جب وہ گہوڑے پر سوار ہوکے اور کالی کالی زلفین شانون پر بکہیر کے نکلتی تہی تو تمام
شاہی فوج دونون طرف سے سلامی لیکے دعا سے دولت دیتی تہی - اسیوقت

کا عالم بہت سے لوگون کو بیتاب کر دیتا تہا اور ان ہی ہنگامون نے ملک مین ایک شورش پیدا کر دی تہی سوہنا اس بیمثال لڑکی کا نام تہا اور باپ کو اسقدر پیاری تہی کہ گہڑی بہر کو اوسکی مفارقت گوارا نہین کرتا تہا۔ خصوصاً اوسکے ذاتی جوہر سپہ گری نے اُسے باپ کی نظرون مین اور معزز بنا دیا تہا اُس زمانہ تک ہندوستان مین پردہ کی رسم جاری نہ تہی اور سوہنا ہمیشہ تخت کے بائین جانب دربار مین نہایت شان و شوکت سے جلوہ آرا نظر آیا کرتی تہی۔ راجہ نے خوردسن بیٹی سوہنا کو اپنی شادی کا ایک حد تک اختیار دیدیا تہا اور یہی وجہ تہی کہ اب اسکو اٹہارہوان سال تہا اور ہنوز شادی کی نوبت نہین آئی تہی بہت سے شاہزادے اور راجہ سالہا سال کوششون کے بعد مایوس ہو گئے تہے خود راجہ کے وزیر کا نوجوان اور بہادر بیٹا جے رام بہی ایک مشہور سپاہی تہا۔ میدان جنگ اسکی نظر مین شکارگاہ سے زیادہ وقعت نہین رکہتا تہا اور بہت بڑے معرکون مین وہ نیکنامی حاصل کر چکا۔ اگر اوسمین کوئی فرق ہو تو صرف اسقدر کہ مزاج تیز تہا اور ہر کام کو بے سوچے سمجہے کر گزرتا تہا عرصہ سے اس نازنین کے دل کو اپنے قابو مین لانیکی تدبیرین کر رہا تہا بلکہ خود راجہ بہی چاہتا تہا کہ جے رام ہی کیساتہہ شادی ہو جاے مگر اس امر نے راجہ کو بہی مجبور کر دیا تہا کہ خود سوہنا کو منظور نہ تہا باوجود ان سب باتون کے جے رام ہمت نہین ہارتا تہا اور ابہی تک وہ اپنی تقدیر آزمائی مین مصروف تہا۔

جے رام کے زیادہ فریفتہ ہونیکی وجہہ یہ تہی کہ خود نہایت جانباز سپاہی اور بہادر سمجہا جاتا تہا اور یہی وصف کو اوسنے کمال کیساتہہ اپنی معشوقہ مین بہی پایا تہا سرحدی لڑائیون مین سوہنا نے جتنی مرتبہ اپنی شجاعت دکہلا کے غنیم کی فوجونکو پسپا کر دیا اور اتنے ہی مرتبہ اوسنے جے رام کے دل پر ایک نیا تیر عشق مارا سلطان محمود غزنوی نے جب ہندوستان کو زیر و زبر کرنا شروع کیا۔ اسوقت تمام بہادر راجاؤن کی رگ حمیت جوش مین آگئی سرگروہ کے بڑے ہندوستانی دربار مین سلطانون ہی کی یورش اور تاخت و تاراج کا چرچا ہو رہا تہا خصوصاً جیپال کی

شکست اور بیجے رام کی ناکامی نے سر راجہ کی آنکھین کھولدی تھین جو بورے تھے وہ منتظر بیٹھے تھے کہ محمود کے سپاہی ان کی حدود کے قریب پہنچین اور وہ سر نیاز جھکادین لیکن بہادر راجپوتون کو خون جوش کھا گیا کہ جہان تک جلد ممکن ہو سکی اور تاتاری سپاہیون کے سامنے صف آرا ہون اور داد شجاعت دین یہی ذوق و شوق راجا اجمیرش کے بہادر درباریون مین بھی ہو گیا تھا خصوصاً اجمیرش مین زیادہ جوش تھا اسلئے کہ اس سے پہلی لڑائی مین راجہ اجمیرش نے جیپال کی مدد کے لئے فوج روانہ کی تھی جو پسپا ہوئی اور بادشاہی سے کئی نامور افسر قتل ہوئے جس روز بیجے رام کے ناکام ہونیکی خبر آئی اسروز راجہ اجمیرش دربار مین بیٹھا تھا اور بڑے بڑے پنڈت اور نامور بہادر چھتری صف بستہ کھڑے تھے راجہ کے عالم افروز بیٹی راجہ کے تخت کے برابر سونیکی چوکی پر اسلحہ جنگ سے آراستہ بیٹھی تھی۔ وزیر اور تمام اہل دربار سے سامنے دست بستہ کھڑے تھے اور اونہین کی جماعت مین وزیر کا بیٹا بجے رام کھڑا تھا اگرچہ شاہی رعب وداب کی وجہ سے اسکی آنکھین نیچی جھکی ہوئی تھین اور مجال نہ تھی کہ چوری چھپے بھی کبھی سوہنا کی کاکل پیچان اور رخسار دلون کی طرف نگاہ لیجائے لیکن دل ہی دل مین ہزارون شوق اور آرزوون کے ساتھ سوہنا کے خیال سے باتین کر رہا تھا اور اپنے خیال جوش و خروش مین اسدرجہ محو تھا کہ عالم خیال مین گستاخی گستاخیان کرنے لگتا تھا۔ آؤ دیکھین راجہ اپنے دربار سے کیا باتین کر رہا ہے۔

راجہ۔ ہان تو پھر راجہ جیپال نے چھوڑ دیا اس کا مجھے افسوس ہے۔

وزیر۔ حضور کا وہ کیا کرسکتے ہین دو دو دفعہ اونہون نے بہت کچھ اہتمام سے فوجین جمع کین اور ترکون کا مقابلہ کیا مگر دونون مرتبہ اونہین کو شکست ہوئی آخر رسم زمانہ کے بموجب اونہون نے تخت چھوڑ دیا اور اپنے بیٹے اندپال کو تخت پر بٹھا دیا۔

راجہ۔ کیا ترک بڑے بہادر ہین۔

وزیر۔ حضور ہم سب لوگون کی نااتفاقی سے ترکون کا وسیلہ بڑھ گیا ورنہ مجال نہ تھی کہ محمود ہندوستان کی حدود پر یون آفت مچا دیتا ہماری پست ہمتی کو دیوتاؤن کی بھی غضب نازل ہوا ہے اور بس یہی سبب ہے کہ ملکشون سے مقابل مین ہمین شکستین ہوتی جاتی ہین۔

ایک فوجی افسر۔ اور اس موقعہ پر زیادہ خرابی میری رائے مین سنجے رام کی وجہ سے ہوئی اگر محمود کے آنیکی خبر سنکے اوسنے اپنے آقا جیپال کو چھوڑ دیا

راجہ۔ کیا وہ محمود سے ملگیا۔

فوجی افسر۔ جی مہاراج پہلے تو لوگون کا یہی خیال تھا کہ وہ ترکون سے ملگیا ہے مگر اس دفعہ محمود نے دوسرا حملہ کیا اس سے لوگون کی رائے بدلگئی اور سب کہتے ہین کہ اگر اوس نے راجہ جیپال کا ساتھ چھوڑا تو ترکون سے بھی نہین ملا۔

راجہ۔ پھر محمود کے اس حملہ کا کیا نتیجہ ہوا کیا ترکونکو شکست ہوئی؟ یہ جملہ کہہ کے راجہ نے جواب سننے کے لیے ایسا شوق ظاہر کیا کہ اوسکی صورت سے عیاں ظاہر تھا۔

فوجی افسر۔ راندوگی کے سمیہ مین مہاراج سنجے رام کو شکست ہوئی اور وہ سندھ کیطرف بھاگ گیا۔

راجہ۔ (طیش کھا کے) بھاگ گیا اور اپنے چھتری برن مین داغ لگایا۔

وزیر۔ سری مہاراج چھتری برن مین تو اوسی روز داغ لگادیا جبسے وہ راجہ جیپال کے ساتھ بیوفائی کی۔

راجہ۔ اب ترک کہان ہین اور ان کا کیا ارادہ ہے۔

سردار فوج۔ مہاراج سنا گیا ہے کہ سنجے رام کے تعاقب مین محمود نے اپنی فوج روانہ کی ہے۔ اس کا کچھ حال نہین معلوم ہوا کہ اس تعاقب کا کیا انجام ہو لیکن اب سمجھ لینا چاہیے کہ سندھ اور پنجاب کی حالت بہت نازک ہے اب وہان کے

راجہ ضعیف ہو گئے ہین اور ترکون کا زور شور ہے تاخت و تاراج کا بازار گرم ہے غریب رعایا کی جان و مال پر تنگی ہے جسوقت یہ تقریر ہو رہی تہی راجہ اپنے دل مین جوش کہا رہا تہا اسکی صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ اوسکے بیتاب کئے دیتا ہے۔ آخر جہلا کر تمام اہل دربار کیطرف خطاب کر کے کہا افسوس یہ سب ہماری غفلتون کا یہ نتیجہ کہ آج ملکش بے ایمان۔ ڈاکو اور لٹیرے مسلمان ہمارے ملک مین آ گئے اور ہماری بستیون پر ڈاکے ڈالتے ہین وہ راجپوتون کی بہادری اور شجاعت کیا ہوئی کیا سارے آریہ ورت مین آن اور لاج نہین رہا ہے جو ایشر کی دیا پر آسرا لگائے اور ان ظالم لٹیرون کو روکے۔ راجہ کی زبان سے یہ نکلتے ہی بہت سے بہادرون کی آنکہ مین خون اتر آیا جے رام بڑہ کے تخت کے آگے آیا سجدہ کیا اور دیر تک دعا دینے کے بعد عرض کرنے لگا مہاراج یہ ترک بہی کوئی چیز ہین جنکی تلوارون سے ہم چہتری لوگ دب جائین فقط ہماری نا اتفاقی کا سبب تہا جو انکو سندہ کے قریب پہنچنے کا حوصلہ ہوا ورنہ انکی کیا مجال تہی کہ ادہر کا رخ بہی کرتے سنتا ہون محمود کا ارادہ ہے کہ ہندوستان بہر مین جتنے دیوتا بہرے ہین اور جتنے بت خانے ہین سب کو مسمار اور منہدم کر دے

جے رام۔ مہاراج حقیقت مین وہ بہت متعصب ہے اور ایسا متعصب ہے کہ حضور کو بہی اوسکی گوشمالی کا بندوبست کرنا چاہیے۔

راجہ۔ مین کیا بندوبست کرون؟ میری سرحد کے قریب آ گیا تو البتہ دکہا دونگا کہ میرے بہادر کس مردانگی اور شجاعت سے لڑتے ہین۔

جے رام۔ حضور میری رائے مین تو اسوقت اسکو زک دینے کا اچہا موقع ہے اور ممکن نہین کہ ہم شکست نہ دیدین اوسکی فوج سندہ کیطرف بڑہتی چلی جاتی ہے اور ساعت بساعت اوس مقام سے دور ہوتی ہے جہان سے کمک پہونچ سکتی ہے اگر اس موقع پر سری مہاراج کی کوئی فوج ملک سندہ مین پہنچ جائے تو ترکون کو معلوم ہو کہ ہندوستان کے لوگ کیسے بہادر ہین۔

انی صورت مین سوا اسکے سب اپنی زندگی سے ہاتھ دہوئین اُن سے اور کچھہ نہ بنیگا۔

راجہ۔ جے رام میں بہی یہی چاہتا ہون کہ جس طرح ممکن ہو ان ترکون کو ہندوستان سے باہر نکالدیا جائے اور آریہ ورت کو ان ملکشون سے پاک و صاف کرون اور دیوتاؤن کی نظرون مین نیکنامی حاصل کرون۔

وزیر۔ مہاراج محمود کے سپاہی اکثر معرکون مین کامیاب ہو کے تجربہ کار ہو گئے ہین میری رائے مین تو اسوقت تک سبقت نکرنا چاہیے جبتک کہ حضور کی طرف تقدم نہ کرے ہم سب وفاداران تخت ہین اور اس راہ پر مٹ جانا اپنا فخر سمجھتے ہین لیکن حضور کو ایسے پُرخطر معرکہ مین ہاتھ جب ہی ڈالنا چاہیے جب مجبوری ہو اور صلح کی کوئی صورت نہ نکل سکتی ہو۔

راجہ۔ کیا تیرے دل مین ترکون کا خوف بیٹھہ گیا۔ میرے جان نثار ایسے نہین ہین کہ محمود کے ترکی سپاہیون سے دب جائین۔

وزیر۔ حضور محمود کو چہیڑنا مصلحت کے خلاف ہے۔ راجہ جیپال نے ہندوستان کے بہت بڑے راجاؤن سے مدد لیکے کتنی بڑی فوج کر لی تہی خود حضور کے جان نثارون کا ایک بہت بڑا گروہ پشاور کے قریب مہاراجہ جیپال کے جہنڈے کے نیچے ترکون سے لڑ چکا ہے۔ لیکن کیا ہوا"

راجہ۔ وہ اتفاق تہا اور ہندو مختلف فوجون کی بے انتظامی سے شکست پا گئے جب میرے سپہ سالار میرے چہتری سپاہی جوش و خروش سے حملہ کرینگے تو محمود کی گذشتہ کامیابیون کو خاک مین ملا دینگے۔ اتنا کہہ کے راجہ نے اپنے فوجی سرداران کیطرف دیکہا۔

جے رام۔ سری رام میرا فخر بڑہجائے اگر اس مہم پر روانہ کیا جاؤن حضور بہت جلد سن لینگے کہ مین نے ان مسلمانون کو خاک مین ملا دیا سنا گیا ہے کہ بجے رام ادہر بہاگ گیا ہے اور سندہ کا راجہ بہی مسلمانون سے بہت جلا ہوا ہے۔

دونوں کو ملا لونگا اور مسلمانوں کو گھیر کے مار ونگا اگر پرمیشر نے چاہا تو پہلے محمود کے سوار کاٹونگا اور پھر خود محمود کا سر حضور کے قدموں کے آگے پڑا ہوگا۔

راجہ۔ جے رام تمہاری ہمت اور تمہارے حوصلہ نے میرا دل خوش کر دیا تم جاؤ اور بیس ہزار فوج منتخب اپنے ساتھ لیلو بعد اسکے راجہ دربار کے افسروں کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا۔ میرے بہادر جے رام سنگھ کے ساتھ اور کون جانے کو پسند کرتا ہے۔

اس پر سب افسروں نے ہاتھ جوڑ کے سر جھکا دیا اور عرض کیا مہاراج ہم سب حاضر ہیں۔ حضور جسکو حکم دیں وہ ترکوں کے مقابلہ کو حاضر ہو۔"

اس کے بعد شاہزادی موہنا جو تخت کے بائیں طرف بیٹھی تھی اوٹھ کے باپ کے قدموں پر گر پڑی باپ نے اوس کے سر کو اوٹھا کے سینہ سے لگا لیا اور پوچھنے لگا۔ موہنا بتا تو کیا چاہتی ہے کیا تو نہیں چاہتی کہ میرے بہادر ترکوں کے مقابلہ کو روانہ ہوں۔

موہنا۔ نہیں نہیں یہ نہیں چاہتی میرا مطلب یہ ہے کہ مجھے بھی جانیکی اجازت ہو سکے اکثر لوگوں کی زبانی میں نے سنا ہے کہ مسلمان بڑے بہادر اور لڑنے والے ہوتے ہیں ایک عرصہ سے اونکی بہادری کے دیکھنے کی مشتاق ہوں مہاراج چند دن کے لیے مجھے اپنے قدموں سے جدا ہونے دیجئے کہ جا کے دیکھوں کہ وہ کیونکر لڑتے ہیں اور کیسی جرأت دکھاتے ہیں۔ راجہ یہ کلمات سنکے ہنس پڑا اور کہنے لگا بیٹی تیری بہادری کا حال میں خوب جانتا ہوں مجھے اور کسی بات کا کھٹکا نہیں صرف اتنا خیال ہے کہ تجھے تکلیف ہوگی جنگ میں یہ راجپوتانہ کی ریگستان تیری پھول کی سی صورت کمہلا دینگے۔

موہنا۔ مہاراج حضور کی خوشنودی اور رضامندی کی صورت میں ان سب باتوں کو بخوشی خاطر برداشت کرونگی اور مہاراج یہ تو دھرم کا کام ہے۔ مسلمان ہندو دھرم کو نقصان پہنچا رہے ہیں جسکے دل میں محبت کی ذرہ بھی ہو اور دھرم کا طرفدار ہو

کر جان پر کھیل کر اجمیر کے [illegible] کو پاک تیرتھ دھرت سے نکال باہر کرے۔ یہ سنکے راجہ کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور تمام دربار پر ایک سناٹا طاری ہو گیا آخر راجہ نے دل سے اوٹھتے ہوئے جوش کو دل ہی مین دبا دیا اور اپنی جگر پارہ سوہنا کیطرف متوجہ ہوکے کہنے لگا سوہنا بیشک ہم سب کے دلمین ایک جوش پیدا ہو گیا اور ہم لوگون مین غیرت نہین رہی کمبخت ظالم مسلمانون کو لوٹ کھسوٹ کا حال سنکے تیرے دل مین ایک جوش پیدا ہو گیا اور ہم لوگون مین جیسا چاہئے ویسا جوش نہین ہے تو زیادہ پریشان نہو اور قدم گھر سے باہر نہ نکال جے رام جاکے مسلمانونکو خاک مین ملا دیگا اور گھر بیٹھے تیرا کلیجہ ٹھنڈا کر دیگا۔ اپنی بہادری تو اس دن کے لئے اوٹھا رکھ جب دہرم کا جھنڈا لیکر اجمیر سے نکلونگا۔ تو میری جگر پارہ ہے اگر تو مجھسے جدا ہوگی تو پھر میرا کسی بات مین دل نہ لگیگا۔ پردیس جانیکی مین تجھکو کیونکر اجازت دون ترکون کے ظلم کا حال سب ہی جانتے ہین۔ پرمیشور ہی کو معلوم ہے کہ اس لڑائی کا کیا انجام ہوگا اگر تو ان کے ہاتھون مین پڑ گئی تو میری زندگی دشوار ہوگی۔

سوہنا۔ مہاراج مین ہوشیاری سے مقابلہ کرونگی اور مسلمان کی اتنی مجال نہین کہ مجھے گرفتار کر لین مین پھر ہاتھ جوڑ کے عرض کرتی ہون کہ اب مجھے لڑائی پر جانیکی اجازت دیجائے اگر راجہ جی نے کہا کہ تیرے بارہ مین انکو صدمہ پہنچا۔ شاہزادی سوہنا کا یہ اصرار دیکھ کر راجہ پھر سوچ مین آ گیا [illegible] دل ہی دل مین کہنے لگا کوئی حرج نہین سوہنا کسی غیر کیساتھ نہین جاتی ہے منتری کا لائق بیٹا جے رام ہمراہ جاتا ہے۔ کیا عجب کہ اس سفر مین وہ سوہنا کو اپنے حسن۔ دلاور خدمات سے دوست بنا لے۔ مین بھی یہی مدت سے چاہتا ہون کہ جے رام کیساتھ سوہنا کی شادی کر دون مگر خود سوہنا کے انکار سے یہ معاملہ اٹکا رہا ہے اگر جے رام نے سوہنا کو رام کر لیا تو مجھے بڑی خوشی ہوگی واقعی اس سے عمدہ اور کوئی موقع نہین ملتا کہ جے رام سوہنا کے دلکو اپنے اختیار مین کرسکے۔ راجہ سوہنا کی طرف متوجہ

ہوا اور کہنے لگا۔ اے سوہنا تیری ماں مجھے کسیطرح جدائی گوارا نہین کرنے دیتی مگر اب مجھے اصرار ہے اور میرے وزیر کا لائق بیٹا جے رام تیرے ہمراہ جاتا ہے لہذا مین دل پر جبر کر کے تجھے اجازت دیتا ہون۔ بیٹی جا مگر خبردار ہوشیاری سے رہنا ایسا نہو کہ تجھے کوئی ضرر پہونچے اور مین تیرے غم مین زندگی سے بیزار ہو جاؤن۔

مہاراج مین بہت ہوشیار رہونگی اور دیوتاؤن کی مدد سے مجھے ملیچھون پر فتح ہوگی مین مسلمانون کے سردار کا سر کاٹ لاؤنگی اور آپ کے قدمون پر ڈالدونگی

راجہ۔ جے رام مین اپنی جگر پارہ سوہنا کو تیرے ساتھ کرتا ہون۔ خبردار اسکے دل کو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچے اور اوسکی خاطر مدارات کو اپنا فرض سمجھنا۔ دیکھو سوہنا پر کوئی آفت نہ آنے پائے ورنہ اگر ایسا ہوا تو خیریت نہوگی۔ یہ سنکے جے رام راجہ کے قدمون پر گر پڑا اور راجہ کی اجازت سے اٹھکر عرض کرنے لگا۔ سری مہاراج مین شاہزادی سوہنا کو آپکی جگہ خیال کرونگا۔ اگر شاہزادی کی ضرورت اور خدمت مین میرا سر کٹ جائے اور میری جان جاتی رہے تو مجھکو بھی دریغ نہوگا

راجہ۔ ہان جیسا کہا ہو ویسا ہی کر دکھانا اور مجھے تجھسے ایسی ہی امید ہے کہ تو ہمارے راج کے قدیم جان نثارون مین سے ہے اور تیرے آباؤ اجداد کے خدمات نے مجھے ثابت کر دیا ہے کہ تو اجمیر شہر کے راجہ کا وفادار خادم ہے۔ یہ سنکے جے رام نے سر نیاز جھکا دیا۔

راجہ۔ جے رام اب تم اس وقت سے جا کے فراہمی فوج کا سامان کرو۔ کل تمہین بیس ہزار فوج کیساتھ تڑکے ہی روانہ ہونا چاہیے۔ تمہارے بعد مین اور انتظام کرونگا اور ضرورت کے موقع پر فوراً یہان سے کمک پہونچے گی۔ جے رام دیکھو محمود کے مقابلہ مین ہمیشہ شریفانہ برتاؤ کرنا اگر وہ ظالم ملک لوٹ کھسوٹ کرتا ہے تو کرنے دو مگر تم شرافت اور پاک نفسی کو نچھوڑنا بیوفائی اور بد عہدی ہونے پائے جبتک حریف لڑائی پر آمادہ نہو تمہاری طرف سے سبقت نکیجائے مظلوم پر تلوار نہ بلند کرنا۔ مسلمان کا کوئی سردار یا کوئی شہزادہ گرفتار ہو تو اوسکی عزت

کیسا ہی تہ کہیا یونہی آدمی ہے اور یہاں دلاسا کے ساتہہ میرے پاس لے آنا سوا اسلحہ کے لینے اور حراست مین رکہنے کی غرض قید یونہی کوئی جبر نکیا جاوے مگر ہان محمود کیطرف سے اگر ان اصول کے خلاف کارروائی کیجاوے تو تجہے بہی اختیار ہے کہ جو پاسی کرے اور اسکی شدت سے چاہے پیش آئے لیکن اس مین اپنی شرافت سے نگذر جانا اور موہنا تو عورت ہے اسکے دل مین رحم کا جوش زیادہ ہے تو پہر اسپر ان نصیحتون کا خیال رکہنا بسرام بس اب جاؤ اور کوچ کی تیاریان کرو کل تارون کی چہاؤن مین تیری فوج کا جائزہ لینے آؤنگا اور اسیوقت تجہے اور اپنی جگر پارہ موہنا کو رخصت کرونگا۔

موہنا تو بہی جا اور سفر کی تیاریان کر اپنی مان اپنی سہیلیون سے رخصت ہولے بس اب مین بہی جاتا ہون۔

اسکے بعد سب لوگ رخصت ہوئے اور راجہ محل مین گیا اور ہر شخص نے گہر کا راستہ لیا۔

چوتہا باب

نہ شاہد ماند نہ این شاہد آرا

سندہ کے وہ انتہائی ریگستان جہان ہندوستان کی حدین تمام ہوتی ہین اور بلوچستان کے پہاڑ شروع ہوتے ہین بالکل سنسان پڑے ہین موسم خزان کی ہوا کے جہوکے آئے ہین اور مسافرون کے عوض ریگ روان کو ہر چہار طرف کی سیر کراتے پہرتے ہین درختون کا سبز زیور افسردگی بسبب موسم اتار اتار کے خاک ملا رہا ہے ہان جابجا مصیبت زدہ دشت نوردون کے پرانے ایمن ببول کے درخت اپنی معمولی سبزی تر و تازگی سے کہڑے ہین اور آبلہ فگن کانٹون کو دامن مین چہپائے ہوئے ہین کہ دہوپ کا مارا مسافر ان کے نیچے آکے پناہ لے تو اسے چہیڑ چہاڑ کے ذرا لطف اوٹہائین ایک طرف بہت سی لاشین پڑی ہین جو آفتاب کی تمازت مین زیادہ رہنے سے پہول گئی ہین ان لاشون قدیمی مہمان گدہون کا غول

آسمان پر سے اونکی طرف جھک پڑا ہے اور وہ مردار خوار جانور نہایت اطمینان کے ساتھ لاشون پر چکر باندھتے ہوئے اوڑے آتے ہین - ایک پہاڑی کی درمیان مین چھوٹی جھیل ہے جسمین بلوچستان کے پہاڑون سے کئی آبشار بہتے ہوئے آکے گرتے ہین اور اوسکے گرد جو تھوڑی تھوڑی دلدل ہے اوس مین نرکلے اور مختلف قسم کے طیور اپنے پنجے گڑائے کھڑے ہین آسمان ٹھیک سمت الراس پر ہے اور دہوپ بھی ہر چیز پر تھوڑا بہت اثر کر رہی ہے -

عین اوسوقت مشرق اور جنوب کی طرف سے چار پانچ سو سوارون کا ایک مختصر گروہ نمودار ہوا ان سوارون کیساتھ بہت سے اونٹ ہین جن پر بار برداری کا سامان لدا ہوا ہے اونھون کو ہر چہار طرف سے لوگ گھیرے ہوئے آہستہ آہستہ آرہے ہین ہر سوار پورے اسلحے سے آراستہ ہے مگر نیزے جو سرون سے اونچے ہین اور جنکی نوکون پر آفتاب کی کرنین تڑپ رہی ہین ایک نہایت لطف کا تماشہ دکھا رہے ہین عمامے سب کے سرون پر ہین اور وضع لباس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو زمانے نے بہت ستایا ہے اور نہایت افلاس کی حالت مین کہا مگر انکے ساتھ ان اسلحہ کی درستی بتا رہی ہے کہ زمانہ انقلاب اور مصیبت سے اپنے آپکو بچانے کے لئے خوب مستعدی اور ہوشیاری سے کام لیتے رہے ہین بہت سے اونٹون پر محملین ہین اور اونکے پردے اگرچہ خوب کس کس کے ڈوریون سے باندہ دئے گئے ہین - مگر ہوا انکو جا بجا سے اوڑا دیتی ہے محمل والے اونٹ بھی سوارون کے حلقے مین ہین اور باد صرصر کے جھونکے ساتھ ساتھ اوڑتے چلے آتے ہین اس گروہ سے آگے بطور مقدمۃ الجیش کے دو شخص ہین دونون کے ہاتھ پاؤن اور دونون چہرونکی وضع ثبوت دے رہی ہے کہ انکی شجاعت اور بہادری اپنا مثل نہین رکھتی - صورت و شکل کا اعتبار سے بھی دونون اعلی درجے کے حسین ہین سفید عمامے سر پر ہین تلوارین میان مین ہین مگر ایک جس کے حسن کو نوجوانی ابہار ابہار کے دکھا رہی ہے - اس کا

میان سنہرا ہے اور دوسرے کی تلوار چمڑیکی میان مین ہے یہ دونون آپسمین - باتین کرتے ہوئے اپنی چھوٹی سی فوج آگے آگے چلے آرہے ہین -

نوجوان - یہ مردار خوار جانور یہان کس چیز پر گر رہے ہین -

دوسرا - ہان مجھے بھی حیرت ہے معلوم ہوتا ہے یہان کوئی لاش پڑی ہے

نوجوان - ایک لاش نہین معلوم ہوتی ہے بہت سی لاشین معلوم ہوتی ہین ورنہ اتنے ایک جانور نہ اوترتے -

دوسرا - چلو دیکھ لین - دونون قدم بڑہا کے چلتے ہین اور پہاڑی کے نشیب و فراز مین پہنچکر حیرت مین آجاتے ہین مردار خوار جانور ان کی صورت دیکھتے ہی اوڑجاتے ہین -

نوجوان - شاید کوئی یہان لڑائی ہوئی ہے ورنہ اتنی لاشین کہان سے آگئین یہ باتین کر ہی رہے تھے کہ پیچھے سے شور کی آواز آئی دونون حیرت زدہ ہوکر اپنے ساتھیون کو دیکھنے لگے مگر اسکے سوا کچھ نہ معلوم ہوا کہ اوسکے ساتھی گھبرا کر انہین پکار رہے ہین دونون نے اپنے گھوڑون کی باگ موڑی اور زور سے ایڑ بتا کے ہوا کی طرح پھرتی سے اپنے ساتھ والے سپاہیون کے پاس جلد پہونچے -

نوجوان - کیون کیا ہوا؟

کئی سپاہی - اسطرف اشارہ کرکے ذرا ادہر دیکھو وہ بہت بڑی فوج کسی ہندو راجہ کی آرہی ہے - بڑا غضب ہوا اس بیشمار فوج سے ہم کیونکر مقابلہ کرینگے اور ہمارے یہ تہوڑے سے سپاہی بہادر دم بہر مین نذر اجل ہوجاوینگے -

نوجوان - ہمکو خدا کے فضل سے نا امید نہ ہونا چاہئے جس خدا نے ہمین یہانتک صحیح و سالم پہنچایا ہے وہی خدا اس نازک وقت مین بہی ہماری مدد کریگا اور ہندوون سے ڈرنا کیا یہ لوگ تو ہمارا شکار ہین - یہ لوگ پہاڑی چڑیان یا صحرائی ہرن ہین ہمارا یہی چھوٹا سا گروہ انہین گھیر کے ماریگا -

ایک سپاہی نے صاحب دیکھئے یہ لوگ ہم سے قریب ہوتے جاتے ہین اب آپ اپنے سپاہیونکو مینہ سے کھڑا کیجئے اور اپنی صفون کو درست کیجئے ورنہ پاس ہوکر حملہ کرینگے۔ اسیطرح گھبرائین اور اضطراب مین رہین اور یہ سب ہم پر آپڑین یہ سنتے ہی نوجوان نے بہادر اور نامی سپاہیون کے نام لے لیکے پکارا اور سبکو فراہم کرکے لڑائی اور اپنی عزت بچانے پر آمادہ کیا۔ محملدار اور بار برداری کے اونٹ پیچھے کر دیے گئے اور تمام سوار اور پیادے غنیم کیطرف صفین باندھ کے کھڑے ہوگئے ابھی دشمن کی فوج دور تھی مگر لڑائی کے پرجوش شوق نے ایک ایسا سکوت پیدا کر دیا تھا کہ کسی کی بھی آواز نہین نکلتی تھی۔ ہان کبھی کبھی وقت محملون سے اُن بچون کے رونے کی آوازین نکلتی تھین جو اپنی ماؤن کی گود مین تھین اور کسی ضد پر مچل مچل جاتے تھے۔ دشمنون کی فوج آخر قریب آگئی اور دور سے ایک سیلاب کیطرح تمام مشرقی حصہ صحرا کو بھرتا ہوا بڑھ کے قافلہ کو پہنچی اور اُس گرد کے دامن مین نظر آتا تھا کہ ہر طرف آدمیون کا جنگل پھیلا ہوا تھا۔ جو ابھی زمین سے نکلا اور تمام حصہ دنیا پر طاری ہو گیا وہ بہادر نوجوان اور اس کا ساتھی جو ابھی پہاڑی کے نیچے لاشونکو حیرت و حسرت سے دیکھ رہے ہین دونون صفون کے آگے کھڑے تھے اور اپنے خیال ہی خیال مین خدا کی درگاہ مین دعا کر رہے تھے کہ ان کے ساتھیون کو اس بلا سے نجات ملے۔

یکایک ایک پیر مرد انکی صفون مین سے نکلا اور نوجوان کیطرف مخاطب ہوکر کہنے لگا منصور تمہارا نام مبارک ہے۔ خدا تمہین ہر حال مین فتح دیگا۔ ہماری عمر اب آخر ہو گئی اے میرے قوم کے بہادر اب یہ تمہاری شجاعت کا وقت ہے اور فتح تقدیری معاملات مین دیکھو ایسا نکرنا کہ تمہارا اور اس مبارک نسل کا جس مین ہم سب مین نام بدنام ہو شہادت کے شوق نے تمہین کہان کہان پہنچایا اور کہان کہان کامیاب کیا تم مین کا ایک بہادر قسطنطنیہ کی دیوارون کے نیچے آرام کر رہا ہے تم مین سے بہت سے لوگ روم و شام و مصر و ایران کی زمینون مین محو خواب شہادت ہین مراغہ و اندلس بھی تمہارے نامورون سے خالی نہین اب ہندوستان کی

زمین کو اپنے نام سے عزت دینے کیلئے تم یہان آؤ دیکھو وہی کرنا جو تمہارے شایان ہے۔ اگرچہ ہندوستان میں ہمکو بہتی مصیبتون سے سابقہ پڑا یہ مصیبت اُنسے بڑی ہی لیکن تمہارے بزرگون نے جیسے جیسے کام کئے ہین یہ مصیبت اُن سے بڑی نہین ہی تمہاری قوم کی بوڑھیون تمہاری عورتون تمہارے بچون سب کی نجات اور سبکی عزت اسی عزت اور تحمل و شجاعت پر منحصر ہے جو اب تم سے ظاہر ہوگی۔

منصور۔ جناب آپ سب کے سب بزرگ اور واجب التعظیم ہین آپ آرام سے بیٹھے جبتک کہ ہم مین سے ایک کے بدن مین جان ہے ممکن نہین کہ ہماری عورتون اور ہمارے بچون اور آپ ایسے بابرکت لوگون کیطرف آنکھ اٹھاکر دیکھے اے یادگاران نسل انصار جنت آپکے سامنے ہے حورین آپکی منتظر ہین کیونکہ دیکھو غنیم کی فوج قریب آگئی ہوشیار ہو ہوشیار ہو یہ یاد رہے کہ تمہاری ہی تلوارون کے سایہ کے نیچے جنت ہی ٹھہرو اور اُن لوگونکو اس شجاعت کا نمونہ دکھاو جو عرب کے خون کا نتیجہ ہے اور اسلام کی گود مین پلی ہے۔

جو فوج سامنے نظر آئی یہ مہاراج اجمیر کی فوج تھی۔ یہ لوگ اصل مین تو محمود کے مقابلہ کو روانہ ہوئے تھے مگر قسمت نے ان غریب مسلمانون کے مقابلہ لاکے کھڑا کردیا۔ جو ایک عرصے سے خانہ بدوشی کے عالم مین زمانہ گذران رہے تھے اجمیر کے بیس ہزار راجپوت جو پورے اسلحہ سے عجیب شان و شوکت ظاہر ہوتی تھی پانسو ہاتھی آگے صف باندھے کھڑے تھے جنکے جھومنے کیساتھ عرصہ رزمگاہ ہی خوف کی حرکت ہوجاتی تھی اکثر ہاتھیونپر طلائی اور گنگا جمنی جھولین پڑی تھین ایک بہت بڑا ہاتھی جسپر سونیکی مرصع عماری آفتاب کی جھولین پڑی تھین اوسپر راجہ کی بیٹی سوہنا بیٹھی ہوئی تھی اور اپنے راجپوت سپاہیون کا جوش خروش کو دیکھہ دیکھکے مسرور ہورہی تھی اوس کے برابر ایک دوسرے ہاتھی پر بہادر وزیرزادہ جے رام پورے اسلحہ سے آراستہ بیٹھا ہوا تھا اور بڑے ذوق شوق سے راج کنواری سوہنا کی ہر آرزو پر کان لگائے تھا کہ اوس کی

زبان سے کوئی جملہ نکلنے اور تعمیل پر مستعد ہو جائے جب یہ فوج کچھ دیر تک سکوت کے عالم میں رہی اور معلوم ہو گیا کہ یہ مسلمان بے لڑے اپنے آپکو بہادر راجپوتون کے سپرد نہ کرینگے۔ تو وزیر زادہ جے رام پورے اسلحہ سے تھے شاہزادی کیطرف متوجہ ہو کے کہنے لگا شہزادی صاحب اب آپ ہوشیاری سے اپنے ہاتھی پر بیٹھ کے لڑائی کا تماشا ملاحظہ فرمائیں میں گھوڑے پر سوار ہو کے جاتا ہون تا کہ فوج میری بہادری سے مقابلہ کر کے ان ملکش ترکون کو خاک میں ملا دے یا گرفتار کر لے۔

موہنا - جے رام میں تماشہ دیکھنے کے لئے تیرے ساتھ نہیں آئی ہون۔ بلکہ میری غرض اس سفر سے بہادری کا شکار کھیلنا ہے میرا گھوڑا منگا کہ میں بھی لڑ کے مقابلہ کرون اور اپنی قوم کی شجاعت ان ظالم ملکشون کو دکھا دون۔

جے رام - حضور [illegible] کسی [illegible] فوج سے مقابلہ ہوتا اسوقت آپ [illegible] کا نام لیجیے گا اور ان چند آدمیون کے مقابلہ میں آپکو تکلیف کرنیکی کوئی ضرورت نہیں اگر میں ہاتھیون ہی کو ریل دون تو دم بھر میں یہ سب کچل کے پامال ہو جائیں مگر مجھے نہیں منظور ہے کہ انکو بھی اپنے دل کا حوصلہ نکالنے کا پورا موقعہ ملے اگرچہ یہ ملکش ظالم اور ناخدا ترس ہیں مگر مجھے ان کے ساتھ ہمدردی ضرور ہے کہ اگر انمین کوئی شجاعت کا دعوی رکھتا ہو تو میرے مقابلہ میں آئے اور دیکھے کہ ہم راجپوت انکی بہادری کو کسقدر ذلیل سمجھتے ہیں۔

موہنا - میں تیری اس فیاضانہ شجاعت سے خوش ہوئی۔ حقیقت میں تو ایسا ہی بہادر ہے جیسا کہ میں نے سنا تھا۔ لیکن میرا بھی جی چاہتا ہے کہ تیری طرح میں ان لوگون کی شجاعت کا امتحان کرون۔

جے رام - حضور یہ چند آدمی کیا مقابلہ کرینگے اور [illegible] کونسی شجاعت ہے جو ہم ان چند متنفسون کے مقابل میں بھیجیگا۔ اسکے لئے اگر آپ اپنے ہاتھی سے اترینگی تو ہماری ذلت کا باعث ہوگا اب میں جاتا ہون تھوڑی دیر میں حاضر ہو جاؤنگا۔

موہنا۔ جے رام میرا دل تو یہی چاہتا ہے کہ خود ہی جا کر مقابلہ کرون مگر اب اصرار کیساتھ منع کرتا ہے تو اچھا تو ہی جا اس کا خیال رہے کہ ان لوگون کا مارنا بہادری نہین بہادری اگر ہے تو یہ سب لوگ زندہ گرفتار کر لئے جائین۔

جے رام۔ شہزادی صاحبہ مین بھی یہی چاہتا ہون اور حتی الامکان اس امر کی۔ کوشش کیگئی ہے صرف اس خیال سے تو مین خود جاتا ہون ورنہ تھوڑے سی مسلمانون کے لئے مین اپنے ہاتھی سے نہ اترتا۔ ہمارے ہاتھی اور ہمارے سوار خود ہی ان سے دنیا کو پاک کر دیتے۔

موہنا۔ جے رام تو اگر پاک اور رحمدلی کی نیت سے جاتا ہے تو جلدی جا۔ آہ مسلمان کیسے ظالم ہین اور اُن کے مقابل مین ہمارے چھتری برن کے لوگون مین کتنی شریفانہ شجاعت ہے لیکن نہین معلوم دیوتاؤن کا ہمپر کیا غضب ہے کہ یہ ملکش مسلمان راکشون سے بھی بڑھ گئے جنکو ہمارے آریہ ورت بزرگون نے خاک مین ملا دیا تھا۔

جے رام۔ شہزادی صاحب مین اب جاتا ہون آپ ہوشیاری سے رہیگا یہ کہکر جے رام ہاتھی سے اترا اور ایک نہایت عمدہ گھوڑے پر سوار ہوا ڈہال اسکی پیٹھ پر پڑی ہوئی ہے سر پر ایک بڑا عمامہ تھا جسپر وزرات کی ایک کلغی لگی ہوئی تھی ہاتھ مین جے رام کے گھوڑے پر سوار ہوتے ہی تمام ہندؤن نے ایک جیکارے کی آواز بلند کی اور طبل جنگ اور تمام فوجی باجے بجنے لگے جسنے مسلمانون کو بھی خبردار کر دیا کہ اب حملہ ہوا چاہتا ہے بھاٹ لوگ لڑائی کی بانیان کہتے اور چھتری برن کی قدیم بہادریان یاد دلاتے ہوئے آگے بڑھے۔

عربون کے مفلس قافلہ مین سوائے ذاتی شجاعت کے اور کون سامان تھا کہ وہ ان باجون کی آوازون اور اس شان و شوکت کا جواب دیتے ہان اُنہون نے زور سے نعرہ تکبیر بلند کر کے ہندو بہادرون کا کام پورا کرنے لگے لیکن ساجپوتون کے دریائے سواج جنے اون کے دلونپر ایسا اثر کیا تھا کہ ہندو فوج نے حملہ کیا۔

اور برابر اُن سے قریب ہوتی جاتی تھی مگر وہ ایک خاموشی کے عالم مین کھڑے تھے کہ ہندو سپاہی اُن کے سر پر پہنچ جائین تو اسلحہ اور اپنی بہادری سے کام لین آخر راجپوت اسقدر قریب پہنچ گئے کہ عرب لوگ اُن پر نیزون سے وار کر سکتے تھے اسوقت ایک طرف سے منصور اور دوسری طرف سے رئیس قوم محمد بن صالح کے بیٹے نے زور سے تکبیر کہی اور جسوقت تمام سپاہیون نے ایک ساتھ نیزے جھکا کر ہندوون پر وار کرنا شروع کئے۔

ہندوون کے پاس نیزے کم تھے اور اسمین کوئی شک نہین کہ جبتک اونہون نے زبردستی ہندوون کو نہ بڑھنے دیا اور نیزون ہی کے زور پر رکھا اُسوقت تک وہ بہت کامیاب رہے اور اس تھوڑے عرصہ مین ہندوون کو بہت نقصان ہوا لیکن جب ہندوون نے اپنے مذہبی جیکارے بھر کے زور سے حملہ کیا تو مسلمان نہ رکھ سکے اور تلوار چلنے لگی دونون طرف سے سپاہی نہایت جرات و استقلال سے لڑتے رہے عرب لوگ چونکہ ایک مقام پر مجتمع ہوکے لڑ رہے تھے اور ہندوونکی متواتر کوششین اونکے چھتے کو نہ توڑ سکین اس امر نے ہندوونکو بیحد پریشان کردیا کیونکہ وہ صرف فتح کے امیدوار تھے اور یہان لڑائی طول کھینچتی جاتی تھی۔

جے رام ویرنک یہ رنگ دیکھکر متفکر ہوگیا اسلئے کہ اتنی مختصر فوج کو پسپا کرنے کے لئے زیادہ زمانہ نہ چاہئے تھا۔ آخر اُس نے حکم دیا کہ ہاتھی بڑھائے جائین اور ہاتھیون کے ذریعہ سے مسلمان کی فوج منتشر کرکے پامال کردیجائے یہ تدبیر پورے طور پر کارگر ہوگئی اور مسلمانون کی اس جماعت سے جو اب مختصر حصون پر بٹ گئی تھی تباہی کے آثار ظاہر ہونے لگے عرب عورتین جو اکثر ایسے موقعون پر لڑتی تھین یہ عالم دیکھ کے اپنے محلون مین بیتاب ہوگئین اور اکثر تلوارین ہاتھ مین لے لے کے اونٹون پر کود پڑین۔ عورتون کی اس کارروائی نے مردون مین اور جوش پیدا کردیا۔ لڑائی پھر تھوڑی دیر کے لئے جوش و خروش سے ہونے لگی۔ منصور نے جو اسوقت تک اپنی شجاعت سے جوہر دکھاتا رہا زور سے تکبیر کہی اور مسلمانونکو للکار کے بڑھایا

اوسکی آواز کچھ دیر تک لڑائی کے ہنگامہ پر غالب رہی اور آخر اوسکے اشارے کے جب
مسلمانون نے یورش کی اور ہر طرف سے تکبیرین گونجنے لگے تو اوسکی پرجوش آواز
مختلف شور کی صداؤن مین غالب رہی اور جنگ وجدال کے بازار مین بہت سر
گرمجوشی پیدا ہوگئی یہ سب تدبیرین ہوئین مگر اس کا علاج کہ راجپوتون کا شمار
بیس ہزار تھا اور مسلمان پانچسو تھے۔ ہندوؤن کی طرف دو ہزار آدمی مارے گئے لیکن
اون کے مقابل مین مسلمانون سے جو تین سو پچاس سپاہی نذر اجل ہوئے اونہون
نے مسلمانون کی قوت کو بالکل ضعیف کر دیا تھوڑی دیر لڑائی اور ہوئی ہوگی کہ
راجپوتون نے مسلمانون کو گھیر لیا اور اُن کے جوانمردون کو تھکا تھکا کے گرفتار
کرنے لگے۔ انصار کا تمام قافلہ درہم برہم ہوگیا جو مرد عورتین قتل ہونے سے بچ
رہے تھے وہ کامیاب ہوا اور راجپوتون کے ہاتھون گرفتار ہوئے اجمیر کے
بہادرون نے مسلمانون کو گھیر لیا اور اُن کے مفلس قافلۂ انصار کے اونٹ کل
سامان لوٹ لیا گیا جے رام یہ خبر خوشی کے لیکے راجکنواری موہنا کے پاس سے
لے گیا اور کہنے لگا شاہزادی صاحب یہ آپکی برکت تھی کہ پرمیشور نے اتنی جلدی
ملکشون کو ان کے ظلم کا بدلہ دیا۔

موہنا **جیرام**۔ مجھے تعجب ہے کہ اس لڑائی پر تو خوشی ظاہر کرتا ہے یہ چند مسلمان اگر
اتنی دیر تک بہادری دکھاکے تیرے بیس ہزار سپاہیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوئے
تو تیرے لیے کوئی فخر کا موقعہ نہین تو نے کیا نہین دیکھا کہ اُن کی عورتین بھی اونٹون
کود کود کے لڑنے لگین تہین جو کام اُن لوگون نے کیا اگر اُن کے مقام پر تو یا تیری
طرف کے کچھ لوگ ہوتے تو اُن سے ہرگز نہ ہوتا یہ فخر و ذلت کا محل ہے۔

جے رام۔ شہزادی صاحبہ مین تسلیم کرتا ہون مسلمانون نے اس موقعہ پر بڑی
بہادری سے کام لیا لیکن بھگوان کی دیا سے ہم کامیاب ہوئے اسپر فتح لیا آپکی
مرضی ہے کہ ہم خوشی بھی نکرین۔

موہنا۔ یہ خوشی کا محل نہین بلکہ میرے دل مین تو ان مسلمانون کی محبت پیدا ہوگئی۔

انھون نے اپنی حیثیت اپنی قوت اپنی حالت سے زیادہ کام کیا تو افسوس کرکہ تیری نسبت ایسے شریف لوگونپر ظلم کرنا تھا۔

جے رام۔ شہزادی صاحب مین ہر طرح آپکا تابع فرمان ہون اور آپ جو فرماتی ہین اوس سے مجھے انکار نہین ہوسکتا اگر آپکی یہی راے ہے کہ مسلمانون کی جماعت قابل ہمدردی تھی تو مین منظور کرتا ہون۔ مگر لڑائی مین جب دشمنون سے مقابلہ ہوتا ہے خواہ اونکی شکست تقدیر سے ہو یا کسی اور سبب سے اور خواہ وہ کیسی ہی بہادری سے لڑکر ہارے پسپا اور گرفتار ہوے ہون لیکن یہ عام قاعدہ ہے کہ اسپر مسرت نمائی ہوتی ہے دشمنون کیساتھ کبھی ہمدردی نہین ہوسکتی سانپ کے بچہ کو بھی اگر مار گرائے تو بھی خوشی ہے کہ دشمن مارا گیا۔ اس موقعونپر خوشی کرنا انسانی طبیعت کا خاصہ ہے مجھے تو یقین ہے کہ آپکے دل مین بھی خوشی کا ایک جوش اسوقت ضرور پیدا ہوگیا۔ جب ہمارے سپاہی مسلمانونکو گرفتار کررہے تھے۔

موہنا۔ ہان اوسوقت اپنے دل مین ایک خوشی کا اثر پاتی تھی مگر تھوڑی دیر کے بعد مجھے معلوم ہوگیا کہ وہ عقل کا کام نہ تھا بلکہ نفس کا کام تھا اب مجھے ان بے بس گرفتارون کیساتھ ایک قسم کی ہمدردی ہے اور جے رام مین سچ کہتی ہون کہ اگر تیری جگہہ پر مین ہوتی تو ان غریبون کو رہا کردیتی۔

جے رام۔ شاہزادی صاحب عموماً عورتون کے دل مین مردون سے زیادہ رحم ہوتا ہے شاید یہ اوسی کا نتیجہ ہے۔

موہنا۔ جے رام اگر تو اس قسم کے مردون مین سے ہے جنکے دل مین رحم اور ترس نہین تو مجھے بھی تیرے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی نہین وہ اصل مین عورتون سے بھی زیادہ بودے ہین۔

اس جملہ نے جے رام کے دل پر بہت بڑا اثر کیا۔ اسکی تمام امیدون اور آرزوون کو صدمہ پہنچگیا دل مین کہنے لگا اب کیا کرنا چاہیے اگر دشمنون کیساتھ ہمدردی

کرون تو مہاراجہ مہابلی کو کیا منہ دکھاونگا اگر سختی کیجائے تو پیاری موہنا کی ناراضی کا باعث ہوگا آخر اوسنے سر اٹھاکے کہا۔ شہزادی صاحب اگر آپکی یہ مرضی ہے کہ یہ لوگ چھوڑ دئے جائین تو آپ کے حکم سے مجھے انکار نہین۔ جسطرح چڑیان اکثر صدقے کرکے چھوڑ دیجاتی ہین اسیطرح ان ملکشون کو آپ کے دلربا چہرے اور آپکی سیاہ زلفون پر تصدق کرکے چھوڑ دونگا۔

موہنا۔ نہین اب یہ گرفتار ہوئے ہین تو رہنے دے اب انہین لیجاکے کسی اطمینان کے موقعہ پر رکھ کہ مین خود جاکے دیکھونگی کہ یہ کیسے اور کس خیال کے لوگ ہین انکی بہادری نے میرے دل مین جگہہ کرلی ہے اور اگر ان لوگون نے قبول کیا تو مین عمدہ طور سے اون کی میزبانی کرونگی اور خود انکو اپنی زبان سے اونکی شجاعت پر مبارکباد دونگی اب تو جلدی کسی عمدہ سبزہ زار مین چلکے خیمہ نصب کرا اور اپنی فوج کو ستانیکا موقع دے کیونکہ سفر اور لڑائی دونون چیزون نے سب کو تھکا دیا ہے اب جلدی کسی مقام پر ٹھیرنے کے لئے تجویز کر۔

جے رام۔ بہتر ابھی پڑاؤ کا سامان ہوا جاتا ہے۔

پہاڑون کے دامن مین لاشون سے دور ہٹ کے جہان آبشارون اور نہرون نے چکر کھاکے زمین کو شاداب بنا دیا تھا اور منظر بھی ایک قدرتی پرجوش کیفیت پیدا کردیتی تہی۔ اور چہار طرف سرسبزی اور شادابی کے آثار پائے جاتے تھے اس سے عمدہ کوئی اور مقام ٹھیرنے کیلئے تلاش کرنے سے بہی نہین ملسکتا تہا۔

اس مقام پر تمام فوجی خیمے نصب کردئے گئے اور پہاڑی کی بلندی پر جہان سے کل فوج کے خیمے اور چند کوس تک کا سین ہر وقت نظر کے سامنے رہا کرتا ایک مسطح تختہ تجویز کیا گیا کہ وہان شہزادی موہنا کا خیمہ نصب کیا جائے درمیان مین ایک اُس کا خیمہ اور اوسکے گرد اوسکی سہیلیون اور پیش خدمتون کے خیمے نہایت عمدہ ترتیب اور خوبصورتی سے کام کردئے گئے۔ یہ سب انتظام

کر کے شاہزادی سوہنا کے پاس جے رام آیا اور سر نیاز جھکا کے کہنے لگا شاہزادی صاحب حضور کے حکم کے موافق سامان کر دیا۔ اور حضور کی بارگاہ اور جلو کے خیمے سب ایک عمدہ سر سبز اور بلند ٹکڑے پر قایم ہین تشریف لے چلکے ملاحظہ فرما لیجیے۔
آفتاب کی تیز شعاعین اور میدان کی اوڑتی ہوئی گرد نے حضور کو پریشان کر دیا ہوگا

سوہنا۔ جے رام یہ چیزین مجھے بالکل تکلیف نہین دیتین اگرچہ مین ناز پروردہ ہون مگر جفاکش بھی ہون سپہگری کے شوق نے ان تمام مصیبتون کو میری نظر مین ہیچ کر دیا ہان جے رام قیدی ترکون کے لیے کیا کیا وہ کہان ٹھیرائے گئے ہین

جے رام۔ ابھی تک تو وہ فوج کی حراست مین ہین اور میدان ہی مین ہین لیکن تھوڑی دیر کے بعد اُن تین بڑے خیمون مین بھر دئے جائینگے جو حضور ہی کے خیمہ کے قریب نصب کر دئے گئے ہین اور دو سپاہی اُن کی حراست کے لئے مقرر کر دئے جائینگے۔

سوہنا۔ اچھا چلو مین اپنے خیمہ مین چلکے تھوڑی دیر ٹھیرون پھر ان قیدیون کے دیکھنے کو چلونگی یہ کہہ کے شاہزادی سوہنا نے اپنا ہاتھی بڑھوایا اور گرد کے ہاتھی جنپر اس کی سہیلیان اور پیش خدمتین سوار تھین اور وہ بہادر اور پریجمال عورتین جو اسلحہ جنگ سے آراستہ اور اپنی زلفون کو شانون پر بکھرائے ہوئے گھوڑون پر سوار تھین سب نے سوہنا کے ہاتھی کیساتھ فرودگاہ کیطرف رخ کیا۔

ساتوان باب

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا

تاریکی نے عالم کے چہرہ پر سیاہ برقع ڈالدیا ہے اور قمری مہینہ کی پچھلی تاریخون کی رات نے اپنا سیاہ لباس دنیا کو پہنا دیا ہے۔ ہمارا خیال اسوقت کوہستانی اور ریگستانی دونون زمینون کو درمیان مین سیر کر رہا ہے جہان معمولًا اسوقت صحرائی درندون اور چند آبشارون کے بہنے کی آواز کے سوا اور کوئی آواز نہین سنائی دیتی تھی اس مہیب اور خاموش سین مین ایک بہت بڑی فوج

کے اوٹھنے سے شور وغل اور ہنگامہ پیدا ہوگیا ہے آخر رات کی خموشی اس فوج پر بھی غالب آگئی اور بالکل سناٹا ہوگیا۔ لیکن کچھ لوگ گرفتاران بلا جو شاید اس فوج پر بھی اسیر ہین اس کے رونے کراہنے کی آوازین زیادہ ابھر ابھر کے سنی جانے لگی ان گرفتاران مین مرد بھی ہین مگر انھون نے صبر اور تحمل سے کام لیا ہے اور اپنے درد وغم کو حسرت ناک سکوت کے ذریعہ سے ظاہر کر رہے ہین البتہ عورتون اور ننھے ننھے بچون کی رونے کی آوازین صحرا کے گوشے گوشے مین دور دور تک جاتی ہین اور ہمدرد اور مددگار کو ڈھونڈھتی پھرتی ہین انہین قیدیون مین وہ مصیبت زدہ بہادر بھی ہے جسکے سلطان محمود غزنوی کی فوج کا ہر سپاہی دشمن بنگیا ہے اور جسکی جستجو مین سلطانی فوجین سندھ کے ریگستانون مین خاک اوڑاتی پھرتی ہین منصور ہے یہی اور اپنی حالت زار کا خیال کر کرکے دل مین بیتاب ہوجاتا ہے اور دل مین کہتا ہے کہ افسوس میری ہی قسمت نے ان سب یادگاران نسل انصار کو بھی آفت مین پھنسا دیا کہ خدا نے مجھے جے رام کے سپاہیون کے ہاتھ سے نجات دلوائی اور پھر لا کے اس عظیم الشان فوج کے ہاتھ مین گرفتار کر دیا۔ مجھے خدا کی مرضی اور اُسکے حکم سے انکار نہین لیکن آہ میرے ساتھ جو عورتین اور بچے گرفتار ہوئے ہین اُنکی حالت دیکھ دیکھ کے کلیجہ منہ کو آتا ہے قسمت ان سب عورتون کی پردہ دری کر دی آہ ظالم ہندوؤن کے سامنے یہ سب بے برقع و چادر بیٹھی رو رہی ہین اگرچہ ان کی صورت نہ دیکھنا چاہئے لیکن اب سب چاہئے یہ تمام قیدی صرف حراست مین تھے اور کسی قسم کی سختی ان پر نہین کی گئی تھی جسکی وجہ یہ ہوئی کہ رحمدل شاہزادی سوہنا کو خدا نے ان کا ہمدرد بنایا ہے ہر قیدی دوسرے کے پاس جا کر اسکی مزاج پرسی کر سکتا تھا۔ منصور انہی آسانیون کی باعث اپنے مقام سے اوٹھا اور ادھر ادھر گھوم کے قیدیون کی حالت دیکھنے لگا عورتون اور بچون کی حالت دیکھ کے وہ بیتاب ہوجاتا تھا اور پھر خدا کے سچے دوست

اوسکے دل کو تسلی دیا کرتے تھے خود منصور بھی مارے زخمون کے چور چور ہو رہا تھا لیکن اپنی تکلیفین اس سیر کے وقت بھول گیا تھا ہان مسلمان عورتون پر اسکے زخم ستم گزر رہے تھے کیونکہ اسکی بہادری اسکی خوش اخلاقی اور اوسکی دلفریب صورت نے ہر متنفس کے دل مین اسکی بہادری اسکی خوش اخلاقی اور محبت ڈالدی تھی۔ عین اس حالت مین اس کا گذر وہ کمسن لڑکیون پر ہوا انکی طرف نظر جاتے ہی منصور کے دل مین خدا جانے کیا خیال آگیا کہ وہ یکبیک ٹھٹک کے مبہوت سا رہگیا تھوڑی دیر کی حیرت زدگی نے اوسکے خیالات پر بڑا اثر ڈالا اور اپنے تمام قیدیون کا غم اوسکے دل سے غائب ہوگیا۔ ایک خالص اور پاک محبت کا طوفان عالم خیال مین اوسپر طاری ہوگیا اور بادۂ الفت کے تیز جھونکے کل باتون کو دل سے اوڑا لیگئے ان لڑکیون نے اوسے نہین دیکھا تھا مگر یہ آہستہ کھڑا ہوکے اونکی باتین سننے لگا۔ اس حیرت کی حالت مین جو آوازین منصور کے کانمین آئین وہ یہ تھین۔

لیلا۔ انبو تم نے بھی دیکھ لیا کہ ہمارے ہان کی عورتون نے کیسی جرات سے مقابلہ کیا

عذرا۔ ہان دیکھ لیا مگر ایسی سیر خدا کسیکو نہ دکھائے آہ مین تو اپنے اس ناتجربہ کار سن مین کیا کرسکتی۔ لیکن جنہون نے بہادری سے کام لیا اونہون نے کیا نہ لیا یا تو مارے گئے یا زخمی ہوئین اور اب ہمارے ساتھی کافرون کے ہاتھ مین گرفتار ہین اب اس قید سے نجات پانیکی امید نہین خدا جانے کیسی بیعزتی اور کس قسم کی بے آبروئی قسمت مین لکھی ہے۔ یہ کافر ہمین لونڈی بنائینگے اور بیحرمتی کرکے ہماری شرافت مین داغ لگائینگے۔

عذرا۔ لیلا یہ کیا کہا۔ کیا بعصمتی بھی ہوگی آہ اگر ایسا تھا تو مجھے پہلے کیون نہ بتا دیا کہ مین لڑکے جان دیتی۔

لیلا۔ اب عزت و آبرو کا بچانیوالا کوئی نہین۔

عذرا۔ لیلا اسقدر مایوس نکرو! آہ تمہاری غیرت کیا ہوئی جو ایسی باتین زبان سے نکالتی ہو"

لیلا۔ قسمت خلاف ہوتی ہے جب تقدیر بگڑ جاتی ہے۔ اُس وقت نہ انسان مین حیا ہی باقی رہتی ہے اور نہ عصمت۔ جب خدا نے ہمین ایک ظالم اور مشرک قوم کے ہاتھ مین گرفتار کیا تو غیرت اور پاکدامنی کیسی۔

عذرا۔ کیسی بھولی باتین کرتی ہو۔ اب ہم گویا نسل سے ہین جس پر ہمین ناز تھا اور نہ وہ عصمت شعاری ہم مین باقی ہے جو وردِ منصور رہتی۔

عذرا۔ چاہے تم نے ان باتون کو گوارا کر لیا ہو لیکن مین اپنے آپکو ایسا ہی پاکدامن سمجھتی ہون جیسے کہ مجھے ہونا چاہیے۔

لیلا۔ آہ ہمین کیا اوسپر اختیار ہے۔ اپنے دل سے تو سب ہی ایسا خیال کرتی ہین لیکن جبر اور ظلم اپنے ارادونپر قایم نہ رہنے دے۔ تو کیا کیا جائے۔

عذرا۔ نہین لیلا کوئی جبر اور کوئی ظلم مجھے اس ذلت مین نہین ڈال سکتا ہان اپنی جان تو دے سکتی ہون۔

لیلا۔ ہائے یہ بھی نہین ہو سکتا اسلحہ چھین لئے گئے۔ کوئی اتنا بھی نہین کہ کہین سے زہر لا دے۔ پھر بتاؤ کیونکر جان دو گی۔

یہ سنکے عذرا نے سر جھکا لیا۔ اس تقریر کے اثر نے پہلے تو اوسے اس درجہ نادم بنا دیا کہ کوشش کرتی تھی مگر کسی طرح سر نہین اوٹھایا جاتا اور شرم دلانے والے خیالات نے اپنے کثرت ہجوم سے آخر اوسکے دل مین جوش پیدا کر دیا رخسارون کی سرخی چہرے کی بشاشت سب اوس جوش کے نذر ہو گئی اور دلربا چہرہ جو ساری دنیا کی رونق اور سارے جذبات کا مرکز تھا بالکل زرد افسردہ ہو گیا کون کہہ سکتا ہے کہ اپنے دل مین وہ کیا کہہ رہی تھی لیکن چہرہ کے متغیر ہونے سے بے بس و بیکس دست و پا بہادر منصور اسقدر سمجھ رہا تھا کہ اوسکے خیالات بہت جلد صورت بدلتے ہین اور اوسکے بعد سے اسیری نئی نئی مصیبت ڈالتی ہین آخر ان خیالات نے عذرا کو بالکل مایوس بنا دیا اور اپنی خیالی ناکامیون سے الٹا سکے اون نے سر اوٹھایا اور لیلا کی طرف نہایت مایوسی کے لہجے مین کہنے لگی

اب اور کوئی تدبیر باقی نہین رہی تو مین بتاؤن اس سے اچھی کوئی تدبیر نہین رہی تو مین بتاؤن تم میرا گلا دباؤ اور مین تمہارا گلا دباؤن بس اسطرح ان تمام مصیبتون سے بہت جلد نجات ملیگی۔

لیلا۔ ہان عذرا یہ تدبیر تو اچھی ہے لیکن خدا کے خلاف ہے۔ آہ قیامت کے دن ہم خدا کو کیا جواب دینگے جب پوچھا جائیگا اپنی منہ بولی بہن کو کیون مار ڈالا۔

عذرا۔ بہن کیا خداوند کریم نہین جانتا کہ ہم پر کیسی مصیبت پڑی ہے۔

لیلا۔ وہ عالم الغیوب ہے یہ سب اپنی آنکھون سے دیکھ رہا ہے مگر اس کا حکم ہے کہ مصیبت کے وقت مسلمان کو صبر کرنا چاہئے وہ اپنی امید کو نہ منقطع کرے اور منتظر رہے کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔

عذرا۔ آہ! سوائے عزرائیل کے اور کیا حاصل ہوگا۔

لیلا۔ نہین عذرا خدا کے فضل سے مایوس نہو۔

یہانتک گفتگو ہونے پائی تھی کہ ہمارا نوجوان منصور اپنی بیہوشی کے خواب سے چونکا بلکہ یون کہنا چاہئے کہ اس بیکس لڑکی کی مایوسی اور بیکسی نے اسکی عادت کے موافق اسے چونکا دیا ہمارے نوجوان کی زندگی اس قسم کے واقعات سے لبریز تھی مظلوم کی آہ اور بیکس کی بیقراری کی ندا وہ چونک پڑا کرتا تھا اور اسیطرح اس مرتبہ بھی وہ ایک آہ [illegible] کھینچتا ہوا چونکا اور یہ کہتا ہوا اُن لڑکیونکی طرف بڑھا اے پاکدامن لڑکیو [illegible] بفضل [illegible] منصور کی محفلون مین بیٹھنے والیو زیادہ بیقرار نہو۔ منصور تمہاری بیقراری سے بیچین ہو رہا ہے۔

یہ جملہ سنکے دونون لڑکیہ پھر اُن کے خیال [illegible] نے اسقدر جلد اثر کیا کہ [illegible] ایسا اوچھل پڑین اور دونون معصوم دل زور زور سے دھڑکنے لگے۔ مگر جلدی اپنے [illegible] کو سنبھال کے انہون نے دیکھا تو وہ نوجوان ان سے جسکے [illegible] اور جسکی آواز نے اُن کے دل مین جگہ کر لی۔ لیلا تو اٹھنے لگی کہ اُسکے ہمدرد کی تعظیم کرے مگر عذرا نے منہ پھیر کے چہرہ پر نقاب ڈال لی لیلا نے آگے

بڑہنے کا قصد کیا تو اُس کے پشت کیجانب سے اسکا کرتہ پیچہے سے پکڑکے روکا اور خود اُسکی آڑ مین آگئی۔ ہم نہین کہہ سکتے کہ اس پاکدامنی کے جوش نے نوجوان بہادر کے دلپر اثر کیا۔ دیکہنے والون نے اسقدر دیکہا کہ فوری جوش نے نوجوان بہادر کے دلپر جس سے نجات پاکے وہ لیلا کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اے خانمان برباد لڑکی یہ تو معلوم ہے کہ تمکو خدا نے ہماری مصیبت کا شریک کیا ہے۔ لیکن یہ تو معلوم ہے کہ تمکو خدا نے ہماری مصیبت کا شریک کیا ہے لیکن یہ بتاؤ کہ تم کون ہو کس خاندان کی زینت ہے۔ آہ باغ انصار مین خزان آگئی اور اوسکے کیسے کیسے شاداب شگفتہ پہول آج مرجہائے نظر آتے ہین۔

لیلا۔ حضرت کسی ملک کی شاہزادیان اپنے ملک مین وہ وقعت رکہتی ہونگی جو ہمکو اپنے خاندان مین حاصل تہی سادگی کی گود مین ہماری پرورش ہوئی۔ اور اور آزادگی کے صحرا نے ہمارے حوصلہ وسیع کردئے یہ بیکسی وبے بسی ہمارے لئے مصیبت ہے۔

منصور۔ ہان ہان مین جانتا ہون مگر یہ معلوم ہونا چاہئے کہ تم کس خاندان سے ہو اور کس کے باغ امید کو تمسے پہولو پنپنا زیبا تہا۔

لیلا۔ آہ! اب خاندان کو بدنام کرنے سے کیا فائدہ مگر اپنے ہمدردون سے اپنا حال چہپانا نہ چاہئے رئیس قوم محمد بن صالح کو آپ بخوبی جانتے ہین مین انکے بہتیجے حسن بن صالح کی لڑکی ہون اور لیلا میرا نام ہے اور یہ کم عمر لڑکی جس سے مین باتین کر رہی ہون اونکی پوتی اور محمد بن قاسم کی بیٹی ہے اور قاسم بن محمدؒ آپ کے بڑے دوست ہین مجہے معلوم ہے کہ ان دنون ہر وقت آپکا اونکا ساتہہ رہتا ہے یہہ اوہین کی بیٹی عذرا ہے اس قید نے عذرا کو اسقدر مایوس کردیا ہے کہ بیچاری بے عصمتی کے خوف سے جان دینے پر آمادہ ہے۔ اس جواب نے نوجوان منصور کو دیر تک ایک حیرتناک سکوت مین رکہا اوسکے خیالات عجیب سے تغیر دکہا رہے تہے قید اور اپنی مصیبت کا صدمہ دل سے نکل گیا اور اوسکی جگہہ

ہمدردی کے حیرت کے خیالات اور دشمنون کی نفرت تدبیر آخر بال مین کہا اور اس
سکوت کیا تھا کہا کہ اوسی نے سنا آہ ان لڑکیون کے سادہ دلپر کیا صدمہ ہوگا
قیس عامری کے خیال کے موافق یہ لڑکیان ان سرحدی کوہسارون اور ریگستانی
میدانون کی آزادی اُن کی گھٹی مین پڑی ناز برداری سے پرورش پائی لیکن ناز
برداری وہ نہین جو عالیشان محلون اور دولتمندی کے سامانون سے نمایان
ہوتی ہے بلکہ وہ جس کا دارومدار صرف آزادی بےفکری خودمختاری اور خوشحالی
پر ہوتا ہے آہ ان کے نازک دلونپر کیا ستم کر رہا ہے ان کے حسن وجمال پر یہ کتنا
بڑا غضب ہے خصوص وہ دوسری لڑکی جسکی سادی طبیعت کو معلوم ہوتا کہ نیچر
نے صرف بھولے پن ہی کا سبق دیا ہے۔ آہ اسکی صورت کسقدر دلفریب اسکا
حسن کیسا دلربا اسکی ادائین کسدرجہ دلکش ہین اسکی شرمائی نگاہ اپنے نیچرل نشانہ
بازی مین کتنی کامیاب ہے ہان اُس کا کیا نام بتایا تھا۔ عذرا کیسا اچھا نام ہے
یہ تو مان باپ کا رکھا ہوا نام نہین معلوم ہوتا کسی قدردان حسن اور کسی عاشق مزاج
نے رکھدیا ہوگا۔ اور یہ بیٹی کسکی ہے۔ قاسم کی۔ اسیر ہے۔ دوست جو ہر وقت میرے
پہلو بہ پہلو رہتا تھا مین نے جو خیالات اسکے حسن کی نسبت ظاہر کیے تھے
اسے نظر تو نے بری نگاہ سے تو نہین دیکھا ہے اسے دل ناجائز اور خراب نیت سے
تو اسکی طرف نہین متوجہ ہوا۔ ہان ایک شوق اور مضطربانہ جذبات کا ضرور
گنہگار ہون مگر جائز ہے میری نیت بری نہ تھی مین نے پاک نظر سے
اوسے دیکھا اور پاک دل اور پاک نیت سے آرزومند ہوگیا مگر آہ یہ تو جان
دینے کو تلی ہے۔ گرفتار کے خوف سے اسقدر تنگ آگئی ہے لیکن مین بھی اسکے
ساتھ اپنی جان دونگا میرے دل مین بھی غیرت ہونا چاہیے۔ اگر اسے اپنی پردہ
دری اور اپنی بے عصمتی کی غیرت ہے۔ تو مجھے بھی اپنی اس ذلت اور گرفتاری پر
غیرت آنا چاہیے ہان مین بھی غیرتمند ہون اور میری معشوقہ بھی نہین وہ شیرہ
لڑکی بھی غیرتمند ہے۔

اسکے بعد منصور لیلا کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا۔ لیلا تم اپنی بہن سے کہدو کہ زیادہ پریشان نہون۔ خدا ہم سبکی عزت و آبرو کا نگہبان ہے اگر ان کے دل مین غیرت ہے تو مین بھی ایسا غیرتمند ہون سچ کہتا ہون کہ اپنی جان بھی اس مقام پر دونگا جس مقام پر [illegible] کسی طرح تمھاری بہن کا خون کریگا لیکن اسکی عزت پر پردہ دری کی یا اس سے زیادہ کچھ کرنیکی کوشش کی کسی شبہ نہین ہے کہ اسکا عورت و مرد دونون اسکے تحمل نہو سکینگے

لیلا۔ صاحب ہمارے دلپر رعب غالب ہوگیا اور اس وجہ سے اب ہم کو نہین سوا موت کے اور کوئی چیز نہین دکھائی دیتی۔ آپکی ہمدردی کا بھی کوئی نتیجہ نہین خدا نے ہماری ہی طرح بے دست و پا بنادیا ہے۔

منصور۔ بیشک اس زمانہ مین کوئی میرا اختیار نہین اور کسیطرح تمھاری مدد نہین کرسکتا۔ لیکن یہ تو ہو سکتا ہے کہ تمھاری حفاظت اور ہمدردی مین اپنی جان لڑا دونگا۔

لیلا۔ ایسے سچے زبان سے نکلے ہین۔ آپنے ہمارے خاندان کے ساتھ جیسے سلوک کئے ہین انکی وجہ سے آپکی محبت کا خیال آتے ہی ہمارا کلیجہ پھٹنے لگتا ہے۔

منصور۔ لیلا تمھاری بہن کے مزاج مین بہت زیادہ شرم ہے۔

لیلا۔ جی ہان شرافت اور نزاکت دونون باتین ان کے مزاج مین اعتدال سے بڑھی ہوئی ہین [illegible] کی طرف متوجہ ہوسکے [illegible] اب یہ شرم کا کیون [illegible] جیسا [illegible] کے سامنے پردہ دری کردی تو اپنے ہمدردون اور محبت سے [illegible] شرم کیون سے شرم کیسی [illegible] تم شرمائی جاتی ہو۔ دیکھو [illegible] فرشتہ [illegible] ہمارے پاس بھیجا ہے بارہا ہماری مدد کی اور ہمارا خاندان کو خطرون سے بچایا اسکے ہاتھون امید ہے کہ ہم اس آفت سے بھی نجات پا جائینگی ادھر اسکے سامنے معذرت کرو اور اسکی خوشامد کرو کہ ہماری بیکسی

ہین کہ ہمراہ آ سکتے ہین دعا کرو کہ خدا ان کی بیکسی پر رحم کرے کہ ہم سب انہین پر منحصر ہے اس جواب نے منصور کو اس بات کا یقین دلایا کہ اوسکے دل پہ بات بے اثر نہین رہی اور اس نے ذرا جرات سے کام لیکے کہا۔ عذرا تم مضطرب نہ ہو اگر میری جان باقی ہے تو محال نہین کہ یہ آنکھین تمکو پھر نظر سے جی دیکھ سکے اگرچہ مین قیدی ہون اور میرے پاس اسلحہ نہین ہے مگر دیکھو میرے پاؤن کھلے ہین۔ ان ہاتھون سے وہ ہمدردی اور محبت جو مجھکو تم سے ہے پورا کام لیگی۔

عذرا۔ دشمن کے شکنجے مین آپکے ایسے ہمدرد کو مین کیونکر گوارا کرسکتی ہون کہ یون بے سوچے سمجھے خود اپنے ہاتھ سے اپنی جان دیدے آه جب آپکو ہماری مصیبت کا ایسا ملال ہے تو انصاف کیجیے کہ آپکی مصیبت ہمارے دل پر کیا ستم ڈہا دیگی۔

منصور۔ (دل مین) واه جذب دل اسکو کہتے ہین میری محبت نے اثر دکھایا۔ (ظاہر مین) نہین نہین تم اس بات کا خیال مت کرو مجھے خدا نے صرف اسلئے پیدا کیا ہے کہ تم سی پاکدامنون کی حمایت مین اپنی جان دیدون لیکن تم اسلئے نہین ہو۔

عذرا۔ اچھا تو مین کس لیے ہون۔

منصور۔ صرف اسلئے کہ اپنے جان نثارون کو اپنے دل مین جگہ دو۔ یہ جملہ کہتے وقت منصور کی آنکھون سے ایسی کیفیت نمایان ہوئی جس نے سادہ دل اور پاکدامن عذرا کو غیرت اور شرم سے دریا مین ڈبو دیا۔ عذرا اپنے دل ہی دل مین نہایت درجہ نادم تھی اور پچھلے الفاظ منصور کی زبان سے نکلے تھے اوسے کسیطرح بھولتی ہی نہ تھی مین اپنے دل سے خفا ہوا ہوکے اور بگڑ بگڑ کے کہہ رہی تھی۔ کمبخت تونے بدنام کیا۔ مین نہ جانتی تھی کہ میرا جذبات دل اتنا سچا ہوگا اس بدنامی کے خوف سے تو مین نے کبھی کسی کے سامنے آجتک اس کا نام بھی نہ لیا۔ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ حماقت سے تو اب سر اپنے

آنکھو محروم رکھا اپنے خیمہ مین چھپی بیٹھی رہی کہ کہین سامنا نہو جاوے اب آج اسے دل وہ جسے چاہتا تھا میری آنکھون کے سامنے کھڑا ہے - صاف کھڑا ہی نہین اپنے الفاظ مین ظاہر کر رہا ہے کہ تیری الفت اور تیری کشش جادو اون پر بھی چلگیا - قسمت تو کیون ایسی میری دشمن ہوئی ہے - کیا اس قید سے مین بدنام اور رسوا ہوکے نکلونگی مگر آہ یہان سے نجات ہی کیون ملنے لگی - ہماری محبت اور مصیبت دونون کا ایک ساتھ ہی فیصلہ ہوجاوے -

عذرا انہین خیالات مین تھی کہ منصور بھی اوسکی صورت کا اس درجہ شیدا تھا اور انہون نے اوس پر اس درجہ کا اثر کیا کہ نقش حیرت بنا کھڑا رہا اور دونون کے دل گویا کہ اس عالم سکوت مین راز و نیاز کی باتین کر رہے تھے - اور عشق کی اشرافی ٹیلیفون دونون کے کان مین لگا ہوا تھا اس عشق کی نئی راز دار لیلا عالم حیرت مین تھی - اسکی متحیر آنکھین کبھی منصور کیطرف متوجہ ہوتی تہین اور کبھی عذرا کے چہرے پر جاتی تہین باوجود عالم خود رفتگی کے بار بار اوسے دامن مین چھپنے کی کوشش کرتی تہین نسل کے دیگر قیدی جو اس خیمہ مین تھے وہ اپنی مصیبتون کے خیال سے سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے اور کسیکو کسی کی خبر نہ تھی ناگہان خیمہ مین چند راجپوت جوان آئے اور چارون طرف دیکھکر باہر چلے گئے جنکے جاتے ہی شاہزادی سوہنا ان قیدیون کے قریب جاکے وہ کھڑی ہوجاتی ہے اور وہ اوس شخص کو حیرت سے دیکھنے لگتا - آہ کسکی مجال تھی کہ سوہنا اوٹھتی جوانی دلربا صورت اور عالم فریب حسن و جمال کو دیکھتا اور وقف حیرت نہو جاتا خصوصاً اس موقع پر جبکہ پیشانی کے اوپر ایک سونیکا مرصع زیور تھا جسپر کلغی لگی ہوئی تھی - ایک چست کرتی بدن مین تھی اور ریشمی ساڑہی جسپر طلائی کام بنا تھا اپنی خوشنما شکنون سے اوس اوبھار کو چھپا رہی تھی جو دولت حسن کے ساتھ ابتدائی شباب کو عالم مین آشکارا کئے دیتا تھا - ساڑہی کے اوپر کمر مین مرصع سونیکی ڈاب تھی اور اسمین ایک نہایت ہی نازک تلوار لگی ہوئی تھی جو

جانستاں کا جوہر دکھانے میں خود اس کی تیغ ابرو کی ہمپایہ تھی۔ اوس کے پاؤں نازک پر قدیم ہندو سوسائٹی کے اصول ظلم کر رہے تھے اسلئے کہ وہ برہنہ پا تھی اور دلربا ادا سے سوہنا آ کر کھڑی ہو گئی لیکن عذرا اور لیلا کی محویت اسحد بڑھی ہوئی تھی کہ کسی کو اس کا خیال نہ آیا اور تینوں اپنے حیرت زدہ دلوں میں اسطرح مستغرق رہے آہ! عشق کا جادو کسقدر سچا اور موثر ہوتا ہے۔ قدیم حیرت زدگان عشق کا ہوش آنا تو درکنار یہاں یہ قیامت ہوئی کہ سوہنا پر بھی وہی بیخودی طاری ہو گئی۔ اور اس بیخودی کے سین کو ایک چوتھے پرجلال شخص نے اور بھی بارونق دیدی۔ سوہنا پر جبتک یہ عالم طاری رہا الوان راجپوت افسروں میں سے جو اسکے ہمراہ آئے تھے ایک نے آگے بڑھکر کہا۔ شاہزادی صاحبہ اگر اس خیمہ کے قیدیوں کو آپ ملاحظہ فرما چکی ہوں تو دوسرے خیمے میں تشریف لے چلئے۔

سوہنا۔ (اپنی بیخودی سے چونک کر) آؤ چلیں۔ ہاں مجھے ابھی ان لوگوں سے کچھ باتیں کرنا ہے مگر ان لوگوں کی زبان میں گفتگو کر سکتے ہو؟ چونکہ بلاواسطہ میں ان سے گفتگو نہیں کر سکتی۔

افسر۔ یہ لوگ آپکی گفتگو سمجھ سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ محمود کے ہمراہی نہیں ہیں بلکہ یہ لوگ ہیں جو قدیم سے ملک سندھ میں سکونت پذیر ہیں اور ایک زمانہ دراز کے قیام نے انہیں یہاں کی رسوم اور یہاں کی زبان سے بخوبی واقف کر دیا ہے۔

سوہنا۔ ہاں تو میں خود ان سے گفتگو کرونگی۔

اس فقرے نے بالآخر خود رفتگان عشق کو بھی چونکا دیا۔ پہلے تو لیلا کی نظر سوہنا اور اسکی ہمراہیوں پر پڑی اور لیلا نے فوراً عذرا کو ہاتھ سے ٹھوکا دیکے چونکا دیا عذرا اول پہلے گھبرا کے ان راہیوں کو دیکھا۔ پھر یکبیک خوف زدہ ہو کے لیلا کے پیچھے ہٹ کر بیٹھ گئی اور سر جھکا لیا عذرا کی اس حرکت نے منصور کو بھی گویا ہوشیار کر دیا اسنے فوراً گردن پھیر کے دیکھا اور دیکھتے ہی غضبناک

ہوئے پھر اور چاہتا تھا کہ ایک راجپوت کے آگے کھڑا تھا جو پھر پتھر مارے کہ شاہزادی سوہنا پر نظر جا پڑی اور دوبارہ متحیر ہونے کے ساتھ ہی ٹھٹک کر کھڑا ہو گیا منصور کی یہ بہادرانہ پھرتی اور یہ جرات سوہنا پر اثر کر گئی اور وہ اپنے دل میں کسی بے اختیاری کے شوق کا مزہ لے کے بولی صاحب آپکے قوم کی شجاعت اور خصوصاً آپکی ذاتی جرات نے مجھے آپکا قدردان بنا دیا ہے براہ عنایت بتائیے کہ آپ کون ہیں اور آپ کا کیا نام ہے یہ جملہ سنکے منصور حیرت و استعجاب کے ساتھ شہزادی سوہنا کی صورت دیکھنے لگا۔ سوہنا نے کچھ دیر جواب کا انتظار کرنے کے بعد پوچھا کیوں صاحب آپکو اپنا نام بتانے میں کچھ عذر ہے تو جانے دیجیے۔ بہادر نوجوان اور متحیر ہو گیا۔ اور اس نے اشارہ سے بتایا کہ میں آپکی گفتگو نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن قبل اسکے سوہنا کوئی اور کلمہ زبان سے نکالے لیلا نے شہزادی کی طرف متوجہ ہو کے کہا یہ اس سرزمین پر نئے آئے ہیں اس سبب سے آپکی گفتگو نہیں سمجھ سکتے آپ مغل ہیں میں جواب دیتی ہوں یہ کہکے لیلا نے منصور کو بتایا کہ شاہزادی آپکا حال اور نام پوچھتی ہیں۔

شاہزادی سوہنا نے لیلا کا شکریہ ادا کیا اور اسکو متوسط قرار دیکر بہادر نوجوان منصور سے باتیں کرنے لگی۔

منصور - میرا نام منصور ہے اور حال کیا سلطان جنگ آزماؤں کی فوج کا ایک سپاہی کیا ہو سکتا۔

سوہنا - آپکی نوجوانی اور اس نوعمری پر آپکی شجاعت کا خیال کر کے میں حیرت میں آجاتی ہوں۔

منصور - آپ بھی تو نوجوان ہیں اور آپکی وضع سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بہادر بھی ہیں۔ اس جواب نے شاہزادی سوہنا کو کسیقدر شرمندہ کر دیا۔ مگر پھر بھی سنبھل کے اپنے استقلال کے آثار ظاہر کر کے یہ بولی۔ میں نے تو آپکی شجاعت اور جوانمردی کا سماں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اسی امر نے مجھے مشتاق

بتادیا کہ آپ سے ملنے آئی ہون۔

منصور۔ مین کیا چیز ہون جتنے لوگ میرے ساتھ اسیر ہین ان مین سے ہر شخص مجھسے زیادہ شجیع اور بہادر ہے اور اتنا تو ہم سب بالکل بودے ہین کیونکہ جب آپ کے ہاتھ مین گرفتار ہوگئے تو بہادری کیسی اور شجاعت کیا۔

سوہنا۔ اس سے کیا ہوتا ہے شہسوار ہی گرتا ہے اور میرے نزدیک تو انتہائی تعریف اس بات کی ہے کہ آپ نے اپنا پورا جوہر دکھادیا۔ اتنے بڑے سیلاب عظیم مین ہوش وحواس ہی بجا رہنا دشوار ہے نہ کہ وہ بہادری کہ جو آپ نے ظاہر کی

منصور۔ مین کچھ آپ سے بھی دریافت کرنا چاہتا ہون اجازت ہو تو پوچھون

سوہنا۔ ضرور۔

منصور۔ آپ کون ہین اور یہ لشکر کس کا ہے ہم لوگون سے کیون مزاحمت کیگئی۔ حالانکہ ہمارے ساتھیون مین سے کسیکو محمود سے کچھ تعلق نہین۔ یہ لوگ خود اپنی جان بچاتے پھرتے ہین۔

سوہنا دل مین سوچنے لگی کہ کیا جواب دون اور اس فکر مین اوس نے گردن جھکالی تھی کہ ایک راجپوت افسر بول اوٹھا ہم لوگ مہاراجہ اجمیرش کے جان نثار ہین اور انہین کے حکم سے آئے ہین اور جن سے تم باتین کررہے ہو یہ ہماری سرتاج اور ہمارے راجہ کی لایق اور بہادر شہزادی سوہنا۔

سوہنا۔ آہ تم نے کیون بتادیا۔ مین خدا جانے کس فکر مین تھی اور تم نے بے سوچے سمجھے میرا نام بتادیا۔ خیر اب خبردار بے میری اجازت کے کوئی لفظ زبان سے نہ نکالنا۔ شہزادی سوہنا کا نام اور حال سنکے سپاہ اور منصور دونون متحیر ہوگئے اور منصور متفکرانہ لہجے مین کہنے لگا آپ شہزادی ہین ہم آفت زدون کے پاس آپنے کیون تکلیف گوارا کی۔

سوہنا۔ اول تو آپ کی شجاعت نے مجھے آپ سے ملنے کا شوق دلایا۔ دوسرے

اب آپ کے خلق اور آپکی حالت اور نیز صورت نے آپکا ہمدرد بنا لیا ہے - میں آپ سے ایک امر کی درخواست کرونگی کہ پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ (عذرا کیطرف اشارہ کرکے) وہ کون ہیں جنکے کہ مزاج میں دنیا بھر سے زیادہ شرم ہے - آخر وہ دبی کیوں جاتی ہیں؟ اپنا منہ کیوں چھپائے لیتی ہیں؟

اسکے جواب میں منصور تو کچھ متفکر سا ہوگیا مگر لیلا فوراً کہنے لگی شاہزادی صاحبہ ہم مسلمانوں میں رسم ہے کہ عورتیں نامحرم یعنی غیر مرد کے سامنے نہیں آتیں ہیں اور ہمیشہ پردہ میں بیٹھی رہتی ہیں یہ بیچاری میری بہن ہے -

سوہنا - مجھے اسکا حال بالکل نہیں معلوم تھا ورنہ میں تمہاری اور ان لوگوں میں سے کسیکو اپنے ساتھ نہ لاتی - اسلئے کہ آپکی توہین اور بےعزتی مجھے ہرگز گوارا نہیں پھر اپنے ہمراہیوں کیطرف متوجہ ہو کے اچھا تم لوگ باہر جاؤ ٹھیک میں ابھی آتی ہوں تمام افسران فوج یہ سنتے خیمے سے نکل آئے -

سوہنا - لو اب تو کوئی بات آپکے مزاج کے خلاف نہیں ہے -

منصور - نہیں آپکی عنایتوں کے ہم سب شکرگذار ہیں آپکے شریفانہ برتاؤ نے مجھے آپکا ممنون احسان بنا دیا ہے شاید ہی دنیا میں اور کوئی اپنے دشمنوں کے ساتھ ایسا برتاؤ نکریگا -

سوہنا - (لیلا سے) مگر مجھے تعجب ہے کہ تمہاری بہن اب تک اسیطرح آنچل میں چھپی ہوئی ہیں میری طرف سے انہیں اطمینان دلاؤ اور کہو کہ مجھے اپنی پیاری آنکھیں اور اپنی صورت دکھلائیں -

لیلا - (عذرا سے) حقیقت میں ان کی خلقی سے تو اسنے اس ہندو شاہزادی کو تمہارا ہمدرد بنا دیا ہے - ہم سب کا بھی فرض ہے کہ اوس کی دلشکنی نکریں اتنا کہہ کے لیلا نے عذرا کو ہاتھ سے کھینچ سامنے کھڑا کردیا - مگر ہمارے نوجوان منصور کے سبب سے عذرا کو کسیطرح سر اوٹھانے یا سوہنا سے چار آنکھیں کرنے کی جرات نہوتی تھی - سوہنا نے اب عذرا کی صورت دیکھی تو حیرت زدہ ہوگئی کہ

خدا نے اسکی صورت مین کیسی خوبی پیدا کی ہے اور اب اوسکے حسن و جمال سے کیسے عجب کی دلکشی ظاہر ہوتی ہے لیکن اصل مین یہ امر نوجوان منصور پر زیادہ اثر کر گیا تھا وہ اول تو شاہزادی سوہنا کا احسانمند تھا کہ اسکی بدولت پیاری عذرا کی زیارت کر سکا۔ دوسرے عذرا کے سحر انگیز حسن و جمال نے اوسے دیوانہ اور مدہوش بنا کے کھڑا کر دیا تھا۔

سوہنا نے تھوڑی دیر تامل کیا اور عذرا کے حسن و جمال کو دیکھہ دیکھہ کر غور کرتی رہی تھی اوسکے بعد نوجوان منصور کیطرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی اب مین آپسے ایک امر کی آرزومند ہون۔ اور امید ہے کہ آپ قبول ہی فرمائینگے۔

منصور۔ فرمایئے۔

سوہنا۔ مین چاہتی ہون کہ آپ میری دعوت قبول فرمائین اور کوئی نہین۔ آپ صرف تین صاحب اس درخواست نے منصور کو کسیقدر ششدر کر دیا کیونکہ اس قدیم زمانہ کے مسلمان ہندؤن کا کھانا نہین کھاتے تھے اور اگر کوئی اس امر کا مرتکب ہوتا تو ہر طرف سے صرف انگلی نہ نکلتے دیا اور کہنے لگا اچھا عذرا سے دریافت کیجئے اگر منظور کرینگی تو مجھے بھی منظور ہے۔

سوہنا۔ (لیلا سے) آپ اور آپکی بہن کیا میری میزبانی قبول نہ کرینگی۔

لیلا۔ نہین ہمین انکار نہین مگر کیا آپ ہمارے ساتھ بیٹھکر کھانا کھا سکینگی۔

سوہنا۔ آہ یہ ممکن نہین (کچھہ سوچکر) ہان ممکن ہے مگر ابھی نہین۔ اگر مین ایسا کرون تو بے دھرم ہو جاؤن اور میری ذات کا کوئی آدمی میرے ساتھ کھانا نکھاوے۔ تمکو شاید دھرم کی رسمین نہ معلوم ہونگی مین تو آج اسکو منظور ہی کر لیتی اگر ابھی مناسب ہو۔ نہین سہی آپ یہان سے جاتے اور لوگ بھیجینگے خود آپکی دعوت کا سامان کرینگے۔ اور آپکے لئے کھانا پکوائینگے۔

منصور۔ شہزادی صاحبہ اسکی کیا ضرورت ہے کہ ہم سے ذلیل شخصون کیلئے آپ اتنی تکلیف گوارا فرمائین اور لطف کیا ہے وہ کلمات کافی ہین جنھون نے

ہمین آپکا ممنون بنایا۔

سوہنا۔ نہین میری دعوت تو آپکو منظور کرنا ہوگی آپ اپنی قوم کے شریف اور معزز ہین اگر آپ کے ساتھ اس عزت کا سلوک نکیا جائے جسکے آپ مستحق ہین تو ہم لوگونکو خلق ناقدرشناس بلکہ ظالم کہیگی۔

منصور۔ اچھا مجھے منظور ہے اور غالباً لیڈا کو بھی منظور ہی ہوگا۔ مگر مین نہین جانتا کہ عذرا نے بھی دل سے منظور کیا یا نہین آپ ان سے بھی دریافت کر لیجیے یہ سنکے سوہنا نے اتنی جرات کی کہ بڑھکے عذرا کے جھکے ہوے سر پر ہاتھ رکھا پھر دوسرے ہاتھ سے ٹھوڑی پکڑ کے دلدہی کے لہجے مین کہا بہن مین تمکو بہن ہی کہونگی میری مہمانی قبول کر کے مجھے مشکور کرو۔

عذرا۔ مجھے انکار نہین مگر میرے دل مین خوف سمایا ہوا ہے۔ ڈرتی ہون کہ دوستی کے پردے مین دشمنی نہ کیجائے بیعزتی کا خیال اور بے عصمتی کا خوف میرے دل سے نہین نکلتا۔

سوہنا۔ نہین نہین تم ذرا خوف نکرو مین اطمینان دلاتی ہون۔ میری بات کا یقین جانو میرے فوج مین کسی کی مجال نہین کہ میرے حکم سے سرتابی کرسکے بس اسکا ایسا خوف نہین آپ تینون صاحب چلین اور چلکر خاص میرے کمرہ مین آرام سے رہین۔

منصور۔ مگر یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم تو آرام سے بسر کرین اور اسے یہ سب ہمارے ساتھی جنہین اگرچہ ہم سے زیادہ عزت رکھتے ہین یونہین مصیبت اور غم مین رات کاٹین حقیقت تمام مسلمانون کی راحت کا کوئی۔ اس وقت تک خواب ہمپر حرام ہے۔

سوہنا۔ سب کی دعوت کرونگی اور سب کی راحت کا سامان بھی کرونگی۔ آپ میرے ساتھ میرے خیمہ مین چلین ان لوگون کے لیے علیحدہ انتظام کر دیا جائیگا منصور نے یہ جملہ سنکے پاک نفس اور پاک دل شاہزادی سوہنا کو حیرت تعجب

سے دیکھا اور آنکھوں ہی آنکھوں مین شکریہ ادا کیا۔

لیلا۔ صاحب کس زبان سے اور کس دل سے آپکی عنایت اور مہربانی کا شکریہ ادا کرین اب ہمین کسی بات مین عذر نہین ہے۔

یہ سنکے سوہنا نے بڑھ کے عذرا کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگی نہین اب نہ گھبراؤ چلو میرے ساتھ چلو مین تمہاری میزبان ہون اور تم مع اپنے ہمراہیون کے میرے مہمان ہو۔

عذرا۔ اور لیلا نے نقاب منہ پر ڈالی اور مع نوجوان منصور کے شاہزادی سوہنا کے ساتھ خیمہ سے نکل کے چلی گئین۔

آٹھوان باب

رنگ مین بھنگ

جسطرح آسمان کی بہار تارون سے ہوتی ہے صحن چمن کو نازک اور خوشرنگ پھول رونق دیتے ہین۔ اسیطرح ہمارے ناول کی رونق عذرا اور سوہنا سے ہے دونون باغ حسن کے نوشگفتہ پھول ہین۔ مگر ان دونون مین ہر ایک خاص کیفیت ہے جو دونون کے حسن کو جدا کرنے کے ساتھ ایک خاص عالم فتنہ کا نمونہ دکھاتی ہے۔ سوہنا نے شاہی محلون مین پرورش پائی ہے اوسکے حسن کی شہرت دور دور پہونچ چکی ہے اوسکی نگاہ بازی مین صرف پیدائشی اور قدرتی نشانہ بازی نہین ہے بلکہ وہ اپنی اداؤن اور اپنی چتونون سے تیر نظر کو کاری اور حکم درد بنا دینے کی مشاق ہین ہمارے ناظرین نے دیکھا ہوگا کہ [illegible] وزیرزادہ اوسکی زلف گرہ گیر کا اسیر ہے اوسکے دلپر قابو پانیکی وہ ہمیشہ کوشش کرتا رہتا ہے مگر سوہنا اوسے عشق تازہ دکھا رہی ہے اور کسیطرح اوسکی آرزو پوری نہین ہونے دیتی بخلاف اسکے کہ عذرا ایک بھولی لڑکی ہے وہ حسین ہے مگر اوسکو نہین معلوم کہ مین حسین ہون اور ابھی تک اوسے یہ بھی نہین معلوم کہ

حسن کیا چیز ہے اور دل کو رخ زیبا سے کیا تعلق ہے ان صحراؤن مین اوسنے پرورش پائی جہان ریگستان کی گرم ہوا مین کسی دل مین معشوقانہ سرد مہری کا پیدا ہی نہین ہونے دیتی جہان دل امنگون اور خیالی جوشون کو دریاے آگ کی لہرون اپنے ساتھ لیجا کے سمندر مین پھینک آتی تھی یہ خارستان اسکے لیے گویا پھولون کا بچھونا تھا جو نازک پھول کے ساتھ وہی سلوک کرتا تھا جو اوسکی نگاہ نازدل عشاق کیساتھ کرتی تھی خلاصہ یہ کہ اوسکی نظر مین حسن و عشق دونون بے اصل اور وہمی چیزین تھین ان دونون کی اصلیت سے ضرور معلوم ہو جاتی مگر آہ اس نے کبھی اپنی صورت بھی تو اچھی طرح جی بھر کے نہین دیکھی یہ دونون دلربا نازنین لڑکیان جن مین ایک خود پرست اور خود فراموش ہے تقدیر کے انقلاب سے ایک مقام پر جمع ہو گئی ہین سوہنا کو اگرچہ اپنے حسن اور جمال پر کچھ دعوی تھا مگر عذرا کے بھولے پن اور سادگی نے ایسا اثر اور از خود رفتہ کر دیا ہے کہ اپنی خود پرستی بھولکر اوس کے ناز و ادا کی دیوانی ہو جاتی ہے عذرا کے ساتھ لیلا اور بہادر نوجوان منصور بھی سوہنا کے مہمان ہین سوہنا گھڑی گھڑی عذرا کی دلدہی کرتی ہے اور اوسکے نازک دل کو صدمات سے بچانے کے لئے طرح طرح کی کوشش کر رہی ہے لیکن اس خلوص صحبت صرف یہی دلچسپی نہین کہ عذرا کا غم غلط کیا جاتا ہے بلکہ زیادہ حیرت انگیز یہ بات ہے کہ کبھی کبھی اثنائے صحبت مین جو باتین سوہنا اور منصور مین ہو جاتی ہین وہ بہت ہی زیادہ قابل غور ہونے کے علاوہ مختلف پہلو لئے ہوئے ہوتی ہین۔ چنانچہ اوسوقت جبکہ سوہنا عذرا کے آگے معذرت کیساتھ اپنا افسوس ظاہر کر کے کہہ رہی تھی کہ مجھے ندامت ہے کہ میری فوج نے آپکے لوگون پر ایسا ظلم کیا۔ آپ لوگون سے مقابلہ ہی کرنا ظلم تھا آپکے مردون مین سے کون ہمارا دشمن بھی نہ تھا

منصور۔ بات کاٹکر کیون تھا کیون نہین ؟

سوہنا۔ (حیرت سے) وہ کون ہے

منصور۔ (اپنی طرف اشارہ کرکے) یہی گنہگار جو آپ کے سامنے بیٹھا ہے۔ آپ کیا نہین جانتی ہین کہ مین سلطان محمود غزنوی کی فوج کا ایک افسر ہون۔

سوہنا۔ (تعجب کے لہجے مین) تم محمود غزنوی کی فوج کے افسر ہو (چہرہ زرد ہو جاتا ہے) خدا کرے یہ جھوٹ ہو کیا حقیقت مین تم اوس کے ہمراہیون مین یہ نہین کہدو مین محمود کا ہمراہی نہین ہون ہون۔ اچھا تو آپ ان لوگون مین پھر کیونکر آ گئے۔

منصور۔ شاہزادی صاحب میری داستان بہت بڑی ہے اسکے لئے آپ کا زیادہ وقت رائگان ہوگا مین یہی چاہتا ہون کہ اسوقت آپ میری عذرا کی دلدہی کئے جائیے۔ یہ کہکر ایک سناٹے مین آجاتا ہے۔ منصور کی زبان سے یہ جملہ سنکے عذرا شرم سے سر جھکا لیتی ہے اور لیلا کی آغوش مین چھپنے لگتی ہے اور اس جملے نے سوہنا کے دل پر کچھ ایسا اثر کیا کہ وہ دیر تک ایک سکتہ اور تشویش کے عالم مین رہی عرصہ کے بعد اوسنے سر اٹھاکر منصور سے کہا میرے دل مین کچھ الجھن سی ہو رہی ہے مجھے بالکل نہین معلوم کہ میرے سوا اوس صحبت مین اور لوگون کے دل مین کچھ اولجھن سی ہو رہی ہے مجھے بالکل نہین معلوم کہ میری کچھ ایسی وہم دلانیوالی باتین ہر شخص کی باتین زبان سے نکلتی ہین کہ مین گھبرا جاتی ہون کاش مجھے معلوم ہوتا کہ آپ کے دل مین کیا ہے اور ان شریف بھولی لڑکی (عذرا کیطرف اشارہ کرکے) دل مین کون خیال جوش مار رہے ہین۔

منصور۔ آپ وہم نہ کیجئے اگرچہ مین آپ کے گروہ مین ہون۔ مگر میرے خیالات ذمین نہین ہین کہ اپنے محسنون کا احسان نہ مانون۔ مین زندگی بھر آپ کا احسانمند ہون۔

سوہنا۔ آہ! اس سے میرے دلکو تسلی نہین ہوئی۔ اچھا آپ اپنا حال بتائیے شاید آپکی داستان سنکے میرے دلکو اطمینان ہو جائے۔

منصور۔ آخر آپ کس بات مین اطمینان چاہتی ہین۔

موہنا۔ نہین کچھ نہین آپ اپنا حال بیان فرمائیے۔

منصور۔ مین سلطان محمود غزنوی کی فوج کا ایک افسر ہون۔ تھوڑی سی فوج کے ساتھ بجے رام کے تعاقب مین روانہ ہوا تھا اتفاقاً دشمنونکو پسپا کرکے اونکے پیچھے اسقدر بڑھتا چلا گیا کہ اُن کے چند مغرور سپاہیون نے متفق ہو کے مجھے گھیر لیا اور سندھ لیے جاتے تھے اتفاقاً راستہ مین یہ لوگ ملگئے جو ایک مدت سے یہان مقیم ہین اور انہین صحراؤن مین زندگی بسر کرتے ہین اونہون نے اُن لوگونکے ہاتھ سے مجھے نجات دلوائی جب سے انہین کے گروہ مین تھا۔ آپکی فوج نے میرے ساتھ ان بیکسون کو بھی گرفتار کر لیا۔

موہنا۔ اچھا اب تو محمود کے پاس جانیکا ارادہ نہین ہے؟

منصور۔ مین اپنے بس مین نہین ہون اسیر ہون جانا نجانا آپ کے اختیار مین ہے۔

موہنا۔ (دلمین) کیونکر پوچھون کہ اس شخص کے دل کا حال معلوم ہو مجھے خوف ہے کہ یہ سادہ مزاج عذرا کے حسن کا دیوانہ نہو۔ ہان دیکھو عذرا ہی سے پوچھتی ہون اوسکی باتون سے معلوم ہو جائیگا کہ منصور کو اُس سے کسی قسم کا تعلق تو نہین ہے۔

(آواز) بہن عذرا مین انہین چھوڑ دون کہ یہ پھر سلطان محمود کی فوج مین شامل ہو جائین تم کہوگی تو مین چھوڑ دونگی۔ عذرا نے کچھ اس کا جواب نہ دیا۔ اور جب مکرر سہ کرر پوچھا گیا تو نگاہین نیچی کرکے لیلا کیطرف بڑھی اور اس کے کان مین تھرائی ہوئی آواز سے کہا لیلا تم پوچھو کہ ان کے ساتھ مجھے بھی جانے دیجیے گا۔ مگر ہان دیکھو اپنی طرف سے پوچھنا میرا نام نہ آئے۔

لیلا۔ کیا اپنی طرف سے پوچھون کہ مجھے بھی جانے دیجیے گا۔

عذرا۔ جب تمکو اجازت ملیگی تو تمہارے ساتھ خواہ مخواہ مجھے مل ہی جائیگی۔

یہ سنکے لیلا عذرا کیطرف دیکھنے لگی اور کچھ توقف کے بعد موہنا کیطرف متوجہ ہو کے

بولی یہ ہمارے مہمان تھے اور مہمانی کی حالت مین اونہون نے ہمارے خاندان پر ایسے ایسے احسان کئے کہ ان سے جدا ہونیکو دل کسیطرح گوارا نہین کرتا۔ ایکا بڑا احسان ہوتا اگر ان کے ساتھ آپ ہمارا بھی آزاد کر دیتین۔

سوہنا۔ مین تم سے یہی پوچھتی ہون اور ضرور جو کہدیگی اوسپر عمل کرونگی۔

لیلا۔ خدا کی یہی مرضی ہے۔

اس جواب نے سوہنا کو مجبور کر دیا اوس نے دیر کے بعد فکر کرکے سر اوٹھایا اور منصور کی صورت سر سے پاؤن تک دیکھی کچھ دیر تیور اور اوسکے بشرے پر غور کرتی رہی اوسوقت معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے دلی جذبات کو نہایت جوش و خروش سے دبا رہی ہے آخر نہ رہا گیا اور منصور کیطرف دیکھکر کہنے لگی کیون صاحب آپ کیا چاہتے ہین کیا آپکی مرضی بھی یہی ہے۔

منصور۔ آپ کے خلق و مروت نے اس درجہ احسانمند بنا دیا ہے کہ ایسی خواہش بالکل احسان فراموشی ہے مگر ہم لوگون کے حال سے آپ خود اندازہ کر سکتی ہین کہ ہمین رہائی کی کسقدر تمنا ہوگی۔

سوہنا۔ (دل مین) اچھا آؤ اسکی مستقل مزاجی اور شرافت کا بھی امتحان کرو (منصور سے) اچھا اس صورت سے آپکو رہا کر سکتی ہون کہ آپ ایک امر کا اقرار کرین۔

منصور۔ وہ کیا؟

سوہنا۔ آپ اقرار کرین کہ حضور کیطرف سے آپ پھر ہندو فوج کا مقابلہ نہ کرینگے

منصور۔ نہین یہ کسیطرح ممکن نہین اگر رہائی اسی پر منحصر ہے تو مین ایسی رہائی سے باز آیا۔

یہ باتین سوہنا پر ساعت بساعت بیتابی کا اثر زیادہ کرتی جاتی تھین آخر نہ ضبط ہو سکا منصور کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین دبا کے آبدیدہ ہو گئی دو تین منٹ تک تو اوسکی پرستم آنکھین نیچی جھکی رہین۔ مگر جب بیقراری اور بڑھی تو ان مین [illegible]

ہوئے آنسوؤن کو عجب حسرت کی نگاہون سے اوسکی صورت دیکھنے لگی اسوقت ایسی صحبت مین ایک سناٹا سا پیدا ہوگیا تھا اور موہنا کے دلی جذبات چونکہ یکبک لیلا اور عذرا پر ظاہر ہوگئے تھے لہذا سب پر ایک حیرت کا سکوت طاری ہوگیا تھا ناگہان موہنا کے کان مین آواز آئی کہ کوئی پیش خدمت عورت اسکی پشت کیجانب پکار کے کہہ رہی ہے کہ شاہزادی صاحب بڑا غضب ہوگیا شاید ہمارے مہاراجہ صاحب آپ کے والد اپنی فوج لے کے خود آگئے ایک بہت بڑی فوج آرہی ہے۔ اس آواز نے موہنا کو گھبرا دیا اس کا دل دھڑکنے لگا اور پھر کے پیچھے کیطرف دیکھنے لگی۔ کثرت اضطراب مین منصور کا ہاتھ اوسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور ایک سکتے کے عالم مین رہگئی یہہ سکوت ہنوز تمام ہونے نہ پایا تھا کہ عذرا اور لیلا کی زبان سے بے اختیار کلمہ نکلا ہان ہان۔ آہ! ہمارے ساتھ فریب کیا گیا۔ پھر کے دیکھتی ہے تو کوئی شخص منصور کے پیٹھ پہ ہاتھ رکھے کھڑا ہے اور دوسرے ہاتھ مین چھری تانے ہوئے ہے اور قصد کرتا ہے کہ چھری مار کر اس کا کام تمام کر دے اسنے تو ابتک کام تمام کر دیا ہوتا مگر لیلا اور عذرا نے فوراً جھپٹ کے ہاتھ پکڑ لیا۔ جس مین چھری تھی وہ شخص جھٹکے دے دے کے کوشش کرتا ہے کہ ان دونون لڑکیون سے ہاتھ چھڑا کر وار کرے مگر دونون لڑکیون نے اس مضبوطی سے ہاتھ پکڑا ہے کہ اوسکے جھٹکون مین گھٹنون کے بل گر پڑتی ہے مگر ہاتھ نہین چھوڑتی ہین پہلی نظر موہنا نے نہین پہچانا کہ وہ کون شخص ہے مگر دوسری مرتبہ غور کرنے سے اسنے پہچان لیا آہ! وہ اس کا پہلا عاشق جے رام تھا۔

جے رام کی صورت پہچانتے ہی موہنا طیش مین آکر کھڑی ہوئی اپنے نازک ہاتھ سے تلوار کھینچ لی اور نہایت جوش کیساتھ کہنے لگی۔ جے رام مجھے نہین معلوم تھا کہ تیری موت میرے ہاتھ مین ہے سنبھل کمبخت۔

جے رام۔ آہ پیاری موہنا تو میرے دلکو اتنا بڑا صدمہ پہونچا اگر میری موت

آپ کے ہاتھ سے تو بخوشی خاطر قبول کرونگا

سوہنا۔ اب مجھکو پیاری کے لفظ سے خبردار یاد نکرنا یہ کہکر تلوار کو حرکت دی سبجے رام منصور کا شانہ چھوڑکے اور لیلا عذرا کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑا کے سامنے جاکر کھڑا ہوگیا اور سر جھکا کے بولا۔

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

سوہنا تلوار کو سیدھا کرکے چاہتی تھی کہ ایک ہی وار مین جے رام کا سر اوڑادے کہ منصور نے جھپٹ کے سوہنا کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا شاہزادی صاحب اب آپ اسکی خطا معاف فرمائین یہ میرا گنہگار ہے مین نے اسکی خطا معاف کی آپ ہی معاف فرمائین۔

سوہنا۔ یہ ہرگز اس قابل نہین ہے کہ اسپر رحم کیا جائے۔ یہ آپکا دشمن ہے اور سچ کہتی ہون کہ یہ پھر دغا کریگا۔

منصور۔ خیر جو کچھ ہو۔ ابتمہنے اس حرکت سے درگذر کی۔

جے رام۔ نہین یہ بہت اچھا ہے کہ سوہنا کے ہاتھ سے مارا جاؤن آہ! یہ نہین گوارا ہوسکتا کہ سوہنا کے دل مین میرے سوا اور کسیکو جگہ ملے۔

سوہنا۔ (اپنی چند خاص خادمہ عورتون سے) جاؤ ابھی جے رام کو گرفتار کرلو۔ جبتک مین حکم ندون اسے خوب اچھی طرح حراست مین رکھو۔

یکایک شور ہنگامہ کی آواز سنی جاتی ہے اور ساتھ ہی ایک فوجی افسر دوڑا ہوا آتا ہے اور اضطراب کے الفاظ مین کہتا ہے۔ شاہزادی صاحب بڑا غضب ہوا جسکی نسبت گمان تھا کہ ہمارے مہاراجہ صاحب کی فوج ہے وہ مسلمانون کی فوج نکلی آہ! ہمین بڑا دھوکا ہوا اور دھوکے کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ کسی راجہ نے مسلمانون کے ساتھ اپنی فوج کے کچھ لوگ کردئے ہین جو آگے آگے ہین۔ اون لوگون کو ہم ہندو خیال کرکے مطمئن تھے اب وہ سر پر آپہونچے تو معلوم ہوا کہ یہ فوج ترکون کے بادشاہ محمود غزنوی کی ہے۔ اب کیا کیا جائے

سرپرست کوئی انتظام نہین ہو سکتا۔

اتنا سننا تہا کہ سوہنا کی صورت پر حسرت برسنے لگی۔ منصور۔ لیلا اور عذرا کو اوس نے چہوڑا اور فوراً تلوار ڈپٹ سے کہڑی ہوگئی اور جے رام کیطرف متوجہ ہو کے کہنے لگی جے رام چل قومی معاملہ ہے اسمین ہم اور تم دونون ہمدردی ہین۔ آجکل ہم دونون اپنی جانبازی کے جوہر دکہائین اتنا کہہ اور جے رام کو ساتہہ لیکر خیمہ سے باہر نکلی۔ باہر جاکر دیکہتی ہے کہ سلطانی فوجین بالکل قریب آگئین غزنی کا نشان ہوا مین لہرا رہا ہے اور ترکی اور عربی بہادر برہنہ تلوارین ہلا رہے جوش سے چلے آتے ہین۔ شاہزادی سوہنا دیکہہ رہی تہی کہ سلطان محمود کی فوجین بگل جنگ بجنے لگا۔ بہادر سپہ سالار جے رام اگرچہ بالکل افسردہ اور دل شکستہ تہا مگر یہ لڑائی کا سمین اور راجپوت بہادرون کی جمعیت و دلیری کا عالم دیکہہ کے اوس کے دل مین بیتابی ہوئی رگ حمیت قومی یک بیک پہر ایسی جوش مین آگئی کہ دم بہر مین سوہنا کے عشق اور اپنی ناکامی بہول گیا فوراً گہوڑے پر سوار ہوا اور راجپوت بہادرون کی قومی غیرت اور مذہبی جوش دلا دلا کے لڑائی پر آمادہ کرنے لگا۔ خود سوہنا بہی گہوڑے پر سوار ہوئی اور اوسکے ساتہہ تمام عورتین چارون طرف سے گہیر لیا۔

ہندو فوج مین دو مرتبہ نقارے کی آوازین بلند ہوئین۔ ایک تو جب سپہ سالار جے رام شان و شوکت کے ساتہہ اپنے سوارون کے ساتہہ کہڑا ہوا دوسرے جب شاہزادی سوہنا سوار ہوئی۔ اور اس شان و شوکت کے ساتہہ میدان مین آئی کہ اوس کے سہیلیان اوسے اپنے جہرمٹ مین لئے ہوئے تہین ہندوؤن سے اسقدر جلد آراستہ اور مستعد جنگ ہوجائیگی امید نہ تہی۔ مگر شہزادی سوہنا کے آتے ہی مہاراجہ اجمیر کی فیاضیون اور انصاف پسندیون کا خیال ہر دل مین جوش مارنے لگا اور سب جان نثاری پر آمادہ ہوگئے۔ آناً فاناً مین صفین درست ہوگئین اور گرگٹ چہتری خون کی رنگی برکتین یاد دلانے لگے جے رام اپنے فوج سے آگے بڑہا اور اپنے بہادرون کی طرف دیکہہ کے کہنے لگا بہادرو

جانبازی کا یہ موقع ہے دشمن کون دشمن جو ملکش ناپاک ہین ہمارے آریہ ورت کو خراب کرنے آئے ہین۔ اگرچہ ہمارے مہاراجہ صاحب اس مقام پر موجود نہین ہین مگر انکی جگہ جگر گوشہ راجکماری سوہنا یہان موجود ہے۔ جس سپہگری اور بہادری تمہین خود راجہ صاحب کو یاد دلائیگی۔ یہ جملہ جے رام جوش مین آکر کہہ تو گیا مگر شاہزادی سوہنا کا نام زبان پر لاتے ہی اس کی بیوفائی اور سرد مہری نے اوسے فوراً ست کر دیا دلین مایوسی اور حسرت مندی کیساتھ کہنے لگا۔ افسوس میری محبت کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج سوہنا میرے سامنے ایک ملکش نوجوان کی الفت کا دم بھر رہی ہے آہ مجھے اوسکے ساتھ محبت ہے اوسکی عداوت اور اوسکے ضرر پہنچانے کی کوشش مجھسے نہین ہو سکتی۔ ورنہ بہت آسانی سے ممکن تھا کہ فوج تمام سوہنا کے برخلاف ہو جاتی اور مین خود سوہنا کو حراست مین کر لیتا اگرچہ مہاراجہ صاحب کو اطلاع کر دون تو سوہنا کے حق مین غضب ہو جائے مگر نہین مجھسے سوہنا کے ساتھ ایسی دشمنی نہوگی مہاراجہ صاحب کو ایک روز معلوم ہی ہو جائیگا اور اوس کا نتیجہ بھی یہی ہوگا کہ سوہنا بہت ذلت کیساتھ گرفتار کیجائیگی۔

جے رام نے یہین تک خیال کیا تھا کہ شور و ہنگامہ کی آواز نے اوسے خود چونکا دیا اور وہ گھبرا کر میدان جنگ اور اپنے جان نثار جنگ آزماؤن کو دیکھنے لگا سارا لشکر اور ہندو فوجین باہم مل چکی تھین دونون طرف کے جانباز شجاعت کے جوہر دکھا رہے تھے مگر التونتاش نے جو سلطان کیطرف سے فوج کا اعلی سپہ سالار تھا پہلے ہی حملہ مین صرف اپنے ہی جوانمرد سوارون کی مدد سے راجہ راجپوتون کی جرات کا یہ بہت اچھا موقعہ تھا کیونکہ وہ قوم جسکے کارنامے اگلی دنیا کے ترقی کے ذریعہ واقع ہوئے تھے لڑ رہی تھی جنہون نے اپنے تازہ جوش سے دنیا کا مرقع اولٹنا شروع کر دیا تھا۔

لڑائی دیر تک ایک ہی رنگ مین رہی راجپوتون نے دکھا دیا کہ واقعی اون کی شجاعت انہین خیالات کی مستقاضی ہے کہ تمام عورتون کو قتل کر کے میدان جنگ

مین کود پڑین اور نیکنامی کیساتھ اپنے تئین نیست ونابود کردین۔

جیسا کہ اکثر سپاہی مین ظاہر ہوا لیکن فتحیاب برادران ترک کے نئے حوصلے اسقدر بڑھے ہوئے تھے کہ راجپوتون کی اس شجاعت اور ثابت قدمی کو وہ خیال مین بھی نہ لائے راجپوت بہادرون کی آوازین اکثر ہوا مین گونجتی تھین اور طبل جنگ اور قرنا کی آوازونکو دبا دیتی تھین۔

داؤد طائی نے لڑائی کو اسقدر طول کھینچتے دیکھا تو اُس سے صبر نہو سکا۔ اپنی عمدہ پلٹن کا ایک گروہ لیکر اوس نے سخت حملہ کیا۔ اس حملہ کو راجپوتون نے بہت روکا اور نہایت جانبازی سے ثابت قدم رہے مگر تجربہ کار ترکی سوارون نے آخر اونہین پسپا کردیا۔ اسیطرح اس سے پیشتر بھی راجپوت کئی بار پسپا ہوکے کچھ دیر تک ہٹتے چلے گئے تھے مگر ہمیشہ جے رام کی کوششون سے سنبھل گئے اور بڑی بہادری سے مقابلہ کرنے لگے اس مرتبہ جے رام نے جیسے ہی دیکھا کہ راجپوت کچھ دور تک پسپا ہو آئے ہین اپنے گھوڑے کو بڑھایا اور غنیمون کے دریا موجزن مین کود پڑا۔

ضرورت تھی کہ اسکے ساتھ ہی تمام ہندو سوار بھی مسلمان سوارون مین گھس پڑے مگر جے رام جس طیش سے چلا تھا اور جس مردانگی سے اوسنے اپنے آپکو مسلمان کی صفون کے اندر داخل کردیا تھا وہ ایک ایسی ادا تھی کہ اوسکے تمام سپاہی ایک حیرت واستعجاب کی نظر سے اوسکی صورت دیکھنے لگے اور گویا لڑنا اور غنیم کا مقابلہ کرنا بھول گئے مسلمانون کی طرف سے داؤد طائی نے جب دیکھا کہ راجپوتون کا سردار اس شجاعت سے ہمارے گروہ مین آگیا ہے تو اوسنے اپنے تمام ہمراہیون کو اوس کے مقابلہ سے روکدیا اور خود گھوڑے کا کاوا دیکے اسکے مقابل جاکے کہنے لگا اے نوجوان کافر مین سمجھا کہ تو اپنی قوم کا سردار ہے اپنے اوپر نہین تو اپنی نوعمری پر ترس کھا تو دھوکہ مین ہے جوانی کے جوش کو شاید تو بہادری اور شجاعت خیال کرتا ہے حالانکہ حریف کی

نظر مین تو تو بچہ ہے اور ایک تجربہ کار ہنر آزما کے مقابلہ مین تو ہرگز کامیاب نہین ہو سکتا۔ اس تقریر کو وہ خود نہین سمجھا مگر ترجمان نے جو اب اسکے پاس آگیا تھا سمجھایا تو اوسے داؤد طائی کے کلام کا مطلب معلوم ہوا اور اوسکے ذریعہ کر اوسنے جواب دیا ملکش مسلمان اگرچہ مین نوعمر ہون مگر لڑائی کے میدانون مین میری تلوار بڑے بڑے سن رسیدہ سپاہیون سے زیادہ جوہر دکھا چکی ہے۔ اگر تجھے یقین نہین آتا تو لے تو بھی مزہ چکھ لے یہ کہکے جے رام نے داؤد طائی پر حملہ کیا داؤد نے ایک کار آزمودہ سپہ سالار کیطرح وار خالی دینا شروع کیا۔ دیر تک یونہین لڑائی ہوتی رہی کہ جے رام جھلا جھلا کے اور طیش مین آ آکے وار کر رہا تھا اور داؤد اوسکے حملون کو روکتا رہا۔ آخر حملہ کرتے کرتے سست پڑگیا اوسوقت داؤد نے جلا کے کہا تیرے حملے ہو چکے لے اب میرے وار خالی دے اتنا کہا اور اپنا نیزہ داہنے ہاتھ مین لیکے پکڑ لیا۔ مگر داؤد نے دوبارہ زور دیا تو جے رام اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر وار کا نیزہ ہاتھ مین لیکے جے رام پر وار کیا اور جے رام نے گلا پکڑ لیا اور چاہتا تھا کہ دوسرے ہاتھ سے نیزے کو چھوڑ کر تلوار کا وار کرے کہ ناگہان کسینے پیچھے سے آکر ہاتھ پکڑ لیا اور عربی زبان مین کہا بس اب جانے دیجئے۔ میری خاطر سے اسپر رحم کیجئے۔ غضب آلودہ ہوکر مڑکر دیکھتا کیا ہے کہ ایک نوعمر شخص گھوڑے پر سوار ہے اور جے رام کے قتل کرنیکو منع کرتا ہے داؤد کی آنکھونکو غصے نے خیرہ کر دیا تھا۔ بالکل نہ پہچان سکا کون شخص ہے۔

نوجوان۔ کیا مجھے نہین پہچانا بھول گئے۔

داؤد نے غور سے دوبارہ دیکھا اور پہچانتے ہی پہلے تو چلا کے دور سے کہا آہا! منصور! اور جے رام کو چھوڑ کے اسکے گلے سے لپٹ گیا۔

داؤد۔ منصور خوب ملاقات ہوئی تمہارے لئے ہمارے ہم سپاہی کا مون ہو رہا ہے۔ خود سلطان کو ایسا صدمہ ہے کہ دربار افسردہ ہو گیا۔

نوجوان۔ یہی تو ہمارا فرض ہے کہ ہمارے سلطان اپنے رکھوارون کے ایسے

شفیق اور مہربان ہین۔ خیر یہ باتین بعد مین ہونگی سر دست مین چاہتا ہون کہ آپ اس شخص (جے رام کیطرف اشارہ کرکے) کو چھوڑ دیجیے۔

جے رام خود حیرت مین تہا کہ کیا تہا اور کیا ہوگیا۔ پہلی نظر مین اس نے بہی منصور کو نہین پہچانا مگر پہچاننے کے بعد دل مین بہت نادم اور پشیمان ہوا جسوقت داؤد اوسے چہوڑکر منصور سے بغلگیر ہوا ہے اوسوقت بخوبی موقع تہا کہ جے رام کو ایک وار مین داؤد کا کام تمام کردیتا۔ مگر حیرت نے اوسکے اپنے ہوش و حواس مین ششدر رکہا اور جب ہوش آیا تو منصور کو پہچانکر دل مین سوچنے لگا اب حملہ کرنا یا لڑائی کا قصد کرنا انتہا درجہ کی بزدلی ہے۔ افسوس یہ وہی شخص ہے جسکے لئے مین اپنی جان سے بیزار ہون جسکی وجہ سے پیاری سوہنا کے دلپر مجھے بالکل کامیابی حاصل نہوسکی آہ۔ یہ دوبارہ مجھپر احسان کرچکا اس نے دو مرتبہ میری جان بچائی آسانی سے ممکن تہا کہ مین اس سے مقابلہ کرکے اپنا اور اوس کا فیصلہ کرلیتا مگر اوس کے احسان نے میری نظر اسکے سامنے جہکادی اب کس منہ سے مقابلہ کا نام لون کہانتک بیحیائی اختیار کرون

جے رام تو ان خیالات مین محو ہو رہا تہا اور سردار داؤد نے منصور سے کہا۔ اب یہان میدان مین ہمیشہ آئیگا۔ چلئے چلکے ہمارے سلطان کی قدمبوسی حاصل کیجیے۔

منصور۔ چلئے۔ وہ دونون روانہ ہوئے۔

سلطان محمود غزنوی اپنے شاہی گارد کے خیمہ مین تمام فوج کے پیچھے کہڑا تہا علم سلطانی ہوا مین لہرا رہا تہا اور اوس کے پہریرے کی حرکت کیساتھ مجاہدین اسلام کے دلمین جوش جانبازی ترقی کرتا جاتا تہا۔ خاص افسران فوج سلطانی کی جلو مین تہے اور لڑائی کے اور لڑائی کو دیکھ دیکھکے رائے زنی کرتے تہے۔

سلطان۔ ہمنے بہت سے ہندو نوجوان سے مقابلہ کیا مگر ان لوگون کے ایسی جری اور جانباز ہندو نہین دیکہے۔

ایک افسر۔ حضور واقعی یہ لوگ بڑے جری اور بہادر ہین اور زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ افسر بہت کم معلوم ہوتے ہین۔ وہان دو ایک نوجوان البتہ نظر آتے ہین

جو اپنی عمر اور وضع سے بہت جرات کر رہا ہے۔ مگر یہ کیا اس کی تو کاکلین چھوٹی ہین کیا عورت ہے۔

سلطان۔ ہان بیشک عورت ہی ہے جس طرح وہ اپنے تئین بچا بچا کے لڑ رہی ہے اس سے اوسکے عورت ہونیکا مجھے یقین ہوگیا۔ مگر مین نہین جانتا تھا کہ راجپوتون کی عورتین بہی ایسی جری اور شجاع ہوتی ہین۔

افسر۔ حضور اس کے مقابلہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصول جنگ سے بہی خوب واقف ہے صرف قومی جوش سے نہین آئی ہے بلکہ پیشتر سے فن سپہگری مین کمال حاصل ہے۔

سلطان۔ ابہی تک منصور کا پتہ نہین لگا۔ خدا جانے وہ کس مصیبت مین مبتلا ہوگا افسوس اوسکے نہونے سے لڑائی مین میرا دل نہین لگتا۔ خدا کی راہ مین جیسی جانبازیان اوس نے دکہائین اور کسی سے بمشکل ظاہر ہونگی۔ اور کیون نہو آخر کس نسل سے ہے ادہر سلطان کی یہ تقریر ختم ہوئی اودہر واقد طائی منصور کو لئے ہوئے حاضر ہوا اور جوش مسرت مین چلا کے کہنے لگا ؎

الہی در جہان باشی با اقبال
جوان بخت و جوان دولت جوانسال

دوست شاد دشمن پامال۔ حضور منصور ملگیا اور قدمبوسی کو حاضر ہوا ہے۔ سلطان نے جوش کے لہجے مین کہا " ہین کہان " سلطان کی زبان سے اس لفظ کا نکلنا تہا کہ منصور بڑہا۔ جہپٹ کے رکاب چومی اور دست بستہ سامنے کہڑا ہوگیا۔

سلطان۔ منصور تمہارے لئے سب لوگ بیتاب تہے تم کہان تہے؟ اور کس حال مین تہے۔

منصور۔ حضور مین ہر طرح خیریت سے تہا سلطانی حکم کی تعمیل کو جسوقت بجے رام کے پیچہے روانہ ہوا مین نے سندہ کی حدود مین پہنچکے بجے رام کو مع اسکے ہمراہیون کے گہیر لیا تہا لڑائی تہوڑی ہی دیر ہوئی اور آخرکار ہندو بہاگ نکلے

مینے یہ غلطی کی کہ تعاقب مین حد تک نکلگیا مجھے کچھ خبر نہ تھی کہ پیچھے راجہ کا کیا حشر ہوگا۔ مگر جب اپنی فوج سے زیادہ دور نکلگیا تو مفرورین کی ایک گروہ نے جسمین کم از کم پچاس آدمی ہونگے مجھے آکر گھیر لیا مین نے اول تو مقابلہ کیا مگر آخر زخمی ہوکر گرا اور گرفتار کر لیا اور وہ لوگ مجھے سندھ کیطرف لئے جاتے تھے کہ میری قسمت نے میری ہمدردیان صحرائے سندھ مین پیدا کردے کہ ایک اسلامی فوج نے جس مین پانچ چھہ سو آدمی تھے اُن تمام ہندؤن کو گھیر کے قتل کر ڈالا اور مجھے اُن کے ہاتھہ سے نجات دلوائی مجھے حیرت تھی کہ یہ لوگ یہان کہان سے آگئے اور کون لوگ ہین۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ اُن اسلامی خاندانون مین سے ایک خاندان کے لوگ ہین جو محمد بن قاسم کے ہمراہ ہندوستان آئے تھے اور یہین آباد ہوگئے تھے مجھے اُن لوگون سے ملکر بڑی خوشی ہوئی اور وہ بھی اسلامی اخوت کیساتھ مجھے ملے مین انھین لوگون مین رہنے لگا چونکہ وہ لوگ ہندو راجاؤن کی موجودہ شورش کے خوف سے بلوچستان کی طرف بھاگے جاتے تھے مین بھی اونکے ساتھ مغرب کی طرف روانہ ہوا اتفاقاً ایک روز یہ ہندو فوج سے جو آپ کے مقابلہ مین ہے ہمپر ناگہان آن پڑی اگرچہ اس خاندان کے لوگ نے کیا مرد اور کیا عورت بڑی مردانگی سے مقابلہ کیا مگر نتیجہ یہ ہوا کہ قتل ہوئے یا گرفتار کر لیے گئے گرفتار شدہ لوگون مین مین بھی تھا اور اسوقت موقع پاکے بھاگ آیا اور حضور کی قدمبوسی کی عزت حاصل کی۔

منصور یہانتک عرض کر پایا تھا کہ زیادہ شور و غل کی آواز آئی اور تمام لوگ کیا سلطان کیا منصور اُدہر دیکھنے لگے۔ دیکھا تو معلوم ہوا کہ راجپوت کو شکست ہوئی اور اُن کے جوانمرد افسر اگرچہ اپنی تمام فوج کے آگے کھڑے روک رہے ہین اور لڑائی کا جوش دلا رہے ہین مگر وہ ہرگز نہین سنتے اور بھاگتے چلے جاتے ہین۔

سلطان۔ (خوش ہوکر) منصور سے دشمنون کو شکست ہوئی اور خدا نے ہمین فتح نصیب کی اور سب سے بڑی خوشی اس بات کی ہے کہ تو ملگیا۔ اب دیکھہ مین اُن کافرون کو کیسی سخت سزائین دیتا ہون اور اُن کے افسرون کو جنہون نے تجھپر ظلم اور اُس عربی خاندان کے لوگون پر ظلم کیا تہا تیرے سامنے بلا کر قتل کرتا ہون۔

منصور۔ خداوند نعمت کو جو مجھہ ذلیل کے ساتھہ ہمدردی ہے اس کا یہی معاوضہ ہے کہ اپنی جان حضور پر نثار کرون مگر ایک امر کا آرزومند ہون اور امید ہے کہ جہان پناہ اوسکو قبول فرمائینگے۔

سلطان۔ تیری جو تمنا ہو بیان کر۔ مین اوسکے پورا کرنیکا عہد کرتا ہون۔

منصور۔ اس فوج کے سردار ایسے شریف اور نیک ہین کہ کفرستان ہند مین ایسے لوگون کے ملنے کی امید نہین ہوسکتی۔ یہ راجہ اجمیرشہ کی فوج ہے۔ مجھے ان لوگون کا سب حال بخوبی معلوم ہے۔ راجہ کے وزیر کا بیٹا جے رام اور خود راجہ کی بیٹی موہنا دونون اس فوج کے سردار ہین۔

سلطان۔ راجہ کی بیٹی سردار ہے یہ کیا؟

منصور۔ سلطان عالم۔ عجیب شریف اور نیک نفس لڑکی ہے۔ ہملوگون نے چونکہ جرات اور شجاعت سے مقابلہ کیا تہا۔ اسلئے اوسنے ہماری قدردانی کی اور نہایت خلق و مروت سے پیش آئی ہملوگون کو قید مین گھر سے زیادہ راحت ملی۔

سلطان۔ اور میدان جنگ مین آکر مقابلہ بہی کرتی ہے۔

منصور۔ جہان پناہ بڑی شجاعت سے مقابلہ کرتی ہے۔

سلطان۔ تو شاید وہی ہوگی جسکو مین نے ابہی جنگ مین گھوڑا دوڑاتے دیکہا تہا منصور اگر ایسا ہے تو جا اور جسطرح ممکن ہو اوسے عزت کے ساتھہ لے آ۔ اسلئے کہ مجھے اس احسان کا معاوضہ دینا ضرور ہے جو اُس نے تیرے ساتھہ

کیا اب ہندوؤنکو شکست ہو چکی ہے اور اُن کے سپاہی بری طرح قتل ہو رہے ہین اور ذلت کے ساتھ گرفتار کئے جا رہے ہین۔ ایسا نہو کہ میری فوج کے ہاتھون اوسے کوئی صدمہ پہنچ جائے۔

منصور۔ (سلام کر کے) حضور مین جانتا ہون اور اُسے لئے آتا ہون۔

یہ کہہ کے منصور رخصت ہوا اور میدان جنگ مین جا کے سپاہیون کے ہجوم مین غائب ہو گیا اب اسوقت ترکی سپاہی اور عربی نبرد آزما راجپوتون کا قتل و قمع کر رہے ہین ہندو سپاہی ادہر اودہر بہاگتے پہرتے تہے۔ سلطان محمود غزنوی بڑی دیر تک یہ تماشا دیکہتا رہا۔ بعد منصور چند لوگون کو اپنے ساتھ لیکر حاضر ہوا۔ سلطان کے سامنے دست بستہ کہڑے ہو کر اور سر نیاز جہکا کر۔ عرض کیا۔ حضور اُس شاہزادی کو لے آیا اور اوسکے ساتھ اُن لوگون کو بہی لایا ہون جن کا حال سنکے آپکو اُن کے ملنے کی خوشی فتح سے زیادہ ہوگی۔

سلطان۔ پہلے اوس شاہزادی کو بتاؤ اور میرے سامنے پیش کرو۔ پہر اُن باقی ماندون لوگون کا حال بیان کرنا۔

منصور نے شاہزادی سوہنا کی طرف (جو اوسکے پیچہے تہی) اشارہ کیا اور کہا وہ نیک نفس اور فیاض و قدرشناس شاہزادی یہ ہے۔

سلطان۔ ہان اس لڑکی کو مینے جنگ مین بڑی سرگرمی سے ترکون کا مقابلہ کرتے دیکہا تہا واقعی یہ قدر کے قابل ہے اسے ہمراہ لیجا کر نہایت عزت و آرام سے رکہہ پہر دربار مین باتین کرونگا اور کون لوگ ہین اونکو بہی سامنے لاؤ۔

منصور۔ مینے نسل انصار کے جس خاندان کا تذکرہ کیا تہا اوسکے تمام لوگ تو لڑائی مین مارے گئے۔ مردون مین جتنے نامور تہے سب اس فوج کے مقابل مین شہید ہو گئے۔ ہان چند مرد اور اوسکے ممتاز بہادرون کی دو لڑکیان گرفتار تہین مین انکو بہی حضور کی قدمبوسی کے لئے لے آیا ہون۔

سلطان۔ منصور تیرے اس جملے نے مجھے خوش کر دیا۔ آہ! کہان انصار کی

مبارک یادگارین اور کہان مین خوش نصیب ہون۔ بتاؤ وہ کون ہین کہ مین انکی زیارت کرون۔

منصور لیلا و عذرا کو پیش کرکے کہتا ہے ایک رئیس قوم محمد بن صالح کی پوتی ہے اور ایک اوسکے بھائی کی پوتی ہے۔ یہ لڑکیان نہایت ایماندار بھولی اور پاک نفس ہین۔ مین شاہزادی سوہنا کا احسانمند ہون کہ اوسنے لڑکیون کے ساتھ بہت اچھا شریفانہ سلوک کیا۔

سلطان۔ خدا سوہنا کو ہدایت کرے اُس نے جسقدر باتین کین سب ایک مسلمانون کی شایان ہین۔ مجھے ایک ہندو لڑکی سے ایسی فیاضانہ ہمدردی اور رحمدلی کی امید نہ تھی۔

منصور۔ حضور سوہنا اگر اوسکے اخلاق اور پاک طینتی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو فرشتہ ہے اور حسن و جمال کے لحاظ سے دیکھا جائے تو پری ہے۔

سلطان۔ منصور سے یہ باتین کر رہا تھا کہ داؤد طائی ایک نوجوان ہندو گرفتار کرکے لایا اور بادشاہ کی رکاب چومکر عرض کرنے لگا حضور یہ ہندو فوج کا سردار ہے اسکی کوشش سے راجپوت اتنی دیر لڑتے رہے سلطانی اقبال اور خدا کی تائید نے میری مدد کی مین نے اس کافر کو زندہ گرفتار کر لیا۔ اور اسوقت حضور کے سامنے کھینچ لایا۔

سلطان۔ ایسے نامی کافر کو زندہ نہ رکھنا چاہئے اسکے سامنے تبلیغ اسلام کر اگر قبول کرے تو بہتر ورنہ ابھی قتل کر ڈال۔

منصور۔ حضور مین اسکا احسانمند ہون۔ مین باکمال ادب التجا درخواست کرتا ہون کہ یہ نوجوان راجپوت میرے سپرد کیا جائے۔

سلطان۔ منصور تیری خاطر سے مین اسکے قصور معاف کرتا ہون اسکو اپنے ساتھ رکھو اور واپس چلکے میرے دربار مین حاضر کرنا

منصور۔ سر نیاز جھکا کر۔ بسر و چشم۔

سلطان - داوٗد اب واپسی کا حکم دے مین افغانستان کی گھاٹیون مین پہنچکر دو روز ٹھیرونگا اور اوسکے بعد سیدہا غزنی چلونگا ۔

فوج مین واپسی کا حکم دیا گیا اور تمام سپاہی خوش شادان وفرحان شمال کی طرف واپس روانہ ہوگئے ۔

نوان باب

نظرے خوش گذرے

وہ سنگستانی سلسلہ جو پشاور کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور شمال کیطرف ہمالیہ کے چوٹیون سے ملتا ہوا کوہ ہندوکش تک چلا گیا اُسکے بعد منظر بہت دلچسپ اور نہایت دلفریب واقع ہوئے ہین - اگرچہ برفباری اور بعض وحشی اور رہزن قومون کی وجہ سے یہ مقامات اکثر سنسان اور خوفناک رہا کرتا ہے مگر جن لوگون کو ان پہاڑون کی سیر اطمینان کے ساتھ نصیب ہوجاتی ہے وہ قدرت کی بہار دیکھتے ہین اور ان کے دل مین صانع قدرت کی وقعت ساعت بساعت زیادہ ترقی کرتی جاتی ہے صحرائی درندے کثرت ہین اور اُن آدمیون کے ہم پیشہ ہین جو اکثر یہان بسیرے [illegible] اور سیر کرتے نظر آتے ہین - ان درندون کی آوازین ان دلفریب منظرون کو ہمیشہ ہولناک بنا دیا کرتے ہین - ہان اگر لطف حاصل ہوتا ہے تو اُن طیور سے جو ہمیشہ سبزہ زارون مرغزارون سے زندہ دل مہمان اور بزم قدرت کے خوش گلو ہوا کرتے ہین اسوقت جبکہ ہمنے اپنے دوستون کو اس دلفریب سین مین پہونچایا ہے یہان معمول سے زیادہ لطف پیدا ہوگیا ہے اسلئے کہ ابر کا ایک ٹکڑا برس کے نکل گیا ہے اور آسمان کے نیلگون گرد وغبار سے صاف ہوکر خوب نکھری نکل آئی ہے - اگرچہ ابر برسنے والا نہین ہے مگر سفید ابر کا جال آسمان پر پڑا ہوا ہے جسے ہوائے تند کے جھونکے ادہر اودہر اوڑا کے ساعت بساعت ایک نئی وضع مین دکھاتی ہین سبزہ زار کی

شادابی خوب اوبہر کے چمک رہی ہے اور ہرے ہرے درختون کے رنگ مین اس قیامت کی دلفریبی ہے کہ دل بے اختیار اونکا شیدا ہوا جاتا ہے یکایک ایک طرف سے فوجی طبل کی آواز آئی اور آتے ہی چارونطرف کی پہاڑیون مین گونجی یہ سین بالکل آواز سے بھر گیا اور وحشی مخلوق نے اس سین مین ایسی بیقر بیقراری پیدا کردی کہ سب کے سب گھبرا کے اوڑے اور کچھ دیر تک فضائے عالم مین چلکر پہاڑیونکی اونچی چوٹیون پر جا جا کے بیٹھنے لگے طبل اور قرنا اور تمام فوجی باجون کی آوازین اسقدر غالب ہوئین کہ وہ سین جو ابھی بزم عشرت معلوم ہوتا تھا اور جسین طیور کی نغمہ سرائی نے سرودلدادہ کیلیئے ایک از خود رفتگی کا سامان کردیا تھا وہی سین اب میدان رزم بنگیا اور شاہی رعب وداب اور اسلامی ہیبت وحیرت نے ان طیور کو جو اوڑا اوڑا کے اونچی پہاڑیون کی چوٹیون پر جا بیٹھے تھے وہان سے بھی اوڑا دیا گیا ناگہان ایک افسر نے جو علم اسلامی ہاتھ مین لیے تھا آگے بڑھکر ایک سطح مقام پر نیزہ گاڑ دیا۔ وہی جسمین دولت غزنوی کا جبروت ظاہر کرنے والا پھریرہ لگا ہوا تھا ہوا کے تند پھریرہ کے ساتھ۔ شوخیان کرنے لگی اور پھریرے نے اپنے لہرانیکی رعب ودار آواز سے دکھانا شروع کیا وہ کس اقبال وقت مندی کیساتھ سرزمین ہند سے واپس آیا ہے اس جھنڈے کو ایک خاص مقام پر نصب دیکھکے کل سوار ٹھہر گئے اور افسر ہر طرف بڑھ بڑھ کے قیام اور پڑاؤ کا سامان کرنے لگے بہت پھرتی سے کام لیا گیا اور تھوڑی دیر مین اوس منظر کی صورت بدلگئی یا تو کھلا ہوا میدان تھا کسی طرف انسان کا نام ونشان نہ تھا اب جو دیکھتے ہی تو ہر چہار طرف خیمے ہی خیمے نصب ہین آدمی ادہر اودہر سیر کرتے پھرتے ہین بازار لگے ہوئے ہین بازار لگے ہوئے ہین جا بجا نشان اور جھنڈیان اڑ رہی ہین وہ جھیل جسمین نہرین پہاڑیونکی بلندی سے آ آکر گرتی ہین لہرین لے رہی ہین۔ موزن نے اس فوجی خیمہ نما شہر سے تھوڑا سا ادہر ہٹکے ٹیکرے پر شاہی خیمہ کے قریب قرار دیگئی تھی باہم

نکل کے باآواز بلند اذان دی اور وہ آواز سراپا جلال جو ہندوستان کے بتکدون کو درہم برہم کرانیوالی تھی ان سرحدی پہاڑیون مین گونجی خدائے واحد لایزال کا نام سنتے ہی تمام پیرو توحید اور مجاہدین اسلام کی زبان سے بیساختہ کلمہ اللہ اکبر نکلگیا اور وہ بہادر جو دنیا کے تخت و تاراج الٹ کے مردمیدان بنگئے تھے کچھ خوف زدہ سے ہو کے کانپ اوٹھے اور تمام عساکر اسلامیہ کے جوش و خروش کو اس آواز نے جانے کس اور موقع کے لئے بڑھا دیا گیا مگر اسوقت فرو کر کے سب کو ساکت کر دیا سپاہی جوق جوق جھیل اور نہرون کے کنارے بیٹھ بیٹھ کے وضو کرنے لگے اور مسجد کا تمام صحن جو بہت بڑا رکھا گیا تھا اور نمازیون سے بھر گیا اور کچھ دیر انتظام رہا ذرا دیر کے بعد خود سلطان اپنے خیمہ سے برآمد ہو کے مسجد مین داخل ہو گیا تو موذن نے اوٹھکر تکبیر کہنا شروع کی سب لوگ بھی کھڑے ہوگئے اور افسران فوج بڑھ بڑھ کے درست ہونے لگے امام نے پھر وہی جلال آمیز کلمہ "اللہ اکبر" اور نیت باندھ کے نماز ادا کی جس مقام پر یہ مسجد تھی اس سے ذرا شمال کیطرف ہٹ کے ایک سرسبز پہاڑی ہے اور اوسکے ہری ہری درختون کے نیچے لہراتی ہوئی کئی نہرین آتی ہین جو آکے جھیل مین گرتی ہین اور اسوقت بوجہ اسکے کہ پانی برس کے کھل گیا ہے نہرون سے زیادہ پانی آتا ہے اور بڑے زور شور کیساتھ جھیل مین گرتا ہے اس پانی کے گرنیکی آواز کی وجہ سے موذن کی آواز جو رکوع اور سجود کے وقت زور سے اللہ اکبر بلند کرتا ہے دور تک نہین جاتی اور اس سبزہ زار تک جو پہاڑی اور جھیل کے درمیان مین واقع ہے صرف پانی ہی کی آواز سنی جا رہی ہے اسی سبزہ زار مین عام لشکرگاہ سے علیحدہ بہت سے خیمہ نصب ہین جن کے گرد سخت جنگی پہرہ ہے اور افغانی سپاہی اور غزنوی اور عربی جوان بڑی سرگرمی سے ننگی تلوارین ہاتھون مین چارون طرف ٹہل رہے ہین مگر ان لوگون کے خیمہ سے باہر ایک نہر کے بالکل کنارے ایک چھوٹا سا خوشنما خیمہ ہے مگر وہان بھی ترکی موجود ہین اور انکی وضع اور حرکات

سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی غرض سے نہین بلکہ اُس شخص کی خدمت کے لئے ہین جو خیمے مین ہوگا۔ یہ تمام خیمے کن لوگون کے ہین اور انکی حراست کیجاتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سرزمین ہند کے بدنصیب قیدی ہین۔ جو پہلے مہاراجہ اجمیر کے وفادار جان نثار تھے اور آج دولت غزنویہ کے قیدی اور خدا جانے آگے کیا حشر ہوگا۔

مگر اس خیمہ مین کون ہے جو ان سے علیحدہ ہٹکر اور زیادہ عزت کیساتھ رکھا گیا ہے اس مین مہاراجہ اجمیر کی جگر گوشہ کنواری سوہنا ہے جس کی جدائی نے راجہ کے دلکو خدا جانے کیا صدمہ پہنچایا ہوگا۔ سوہنا نے جیسا احسان نوجوان منصور کے ساتھ کیا تھا اس سے زیادہ منصور اوسکے ساتھ تخلق و مروت پیش آیا اگرچہ سلطانی حکم کے بموجب اوس کا خیمہ قیدیون کے خیمہ کے نزدیک رکھا گیا۔ مگر اور ہر حیثیت سے اوسکی خاطر و مدارات اور دلدہی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا جاتا تھا۔ خود منصور کا خیمہ گو کہ سلطانی خیمہ کے پاس تھا مگر وہ اکثر اوقات اسی خیمہ کے قریب رہا کرتا تھا۔ لریا عذرا اور اوسکی بہن لیلا کو بھی اوسنے شاہزادی سوہنا کے خیمہ مین رکھتا تھا۔ کہ سوہنا کے دل مین کسی قسم کا خیال نہ گذرے سفر کے اوقات مین جبکہ فوجین قطع منازل ہوتی تہین وہ اسی محل کے پاس رہا کرتا تھا جسمین شاہزادی سوہنا ہوتی تھی اور اوسکے بعد ہی عذرا اور لیلا کے محل ہوتے تھے۔

اسوقت ادائے نماز کے لئے منصور سوہنا سے رخصت ہوکے گیا اور بعد فراغت فوراً واپس آنیکا وعدہ کر گیا ہے۔ اس خیمے کی بیٹھنے والیان دل ہی دل مین اس کا انتظار کر رہی ہین اور بار خیمے کے پردہ کی حرکت پر آنکھ اُٹھا کر دیکھ لیتی ہین انتظار کی باتین جب بڑھین تو سوہنا لیلا کی طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی

سوہنا۔ منصور ابھی تک نہین آئے ابھی آنیکو کہہ گئے ہین؟

لیلا۔ ہان وعدہ تو ابھی آنیکا کر گئے ہین۔ شاید سلطان نے کسی کام کے لئے

پڑھ کے لیا ورنہ اتنی دیر نہ ہوتی۔

موہنا۔ نماز کتنی دیر مین ہو جاتی ہے۔

لیلا۔ نماز دم بھر مین ہو جاتی ہے۔ ہان لوگون کے انتظار مین جسقدر دیر ہو

موہنا۔ سلطان نے روک لیا ہوگا تو مین جانتی ہون کہ دیر مین آئینگے

لیلا۔ ہان کسکی مجال ہے کہ بغیر اجازت کے سلطانی دربار سے اٹھ کے چلا جائے

یکایک پردہ اوٹھا اور دلیر و خوشرو نوجوان منصور خیمہ مین داخل ہوا اوسکی صورت دیکھتے ہی یہہ سب عورتین دلمین خوش ہوئین۔

منصور۔ آپکو گئے بہت دیر ہوئی کیا سلطان سے کچھ باتین کرنے لگے تھے۔

منصور۔ نہین صرف نماز مین ہی مشغول رہا۔ جسقدر دیر ہوئی لوگون کے انتظار مین ہوئی سپاہی ابھی ابھی صحرا مین ٹھیرے تھے اور اپنے اپنے کامون مین مشغول ہو گئے تھے انہین آتے آتے بہت دیر ہوئی۔

موہنا۔ میرا دل آپکی راہ دیکھتے دیکھتے گھبرا اوٹھا تھا۔

منصور۔ شاید آپکی دلچسپی کے لئے مین نے عذرا اور لیلا کو بھی یہین رکھا۔

موہنا۔ مگر مین تو انکے شمار سے گھبرایا کرتی ہون۔

یہ جواب سنکے منصور چپ ہو گیا اور دلمین سوچنے لگا کہ موہنا کے ساتھ کیا کاروائی کیجائے اگرچہ اوسکے مذہب کیموافق اسکے کھانے پینے کا انتظام کر دیا گیا ہے تو اوسے کسی قسم کی تکلیف نہین ہے مگر وہ زیادہ اس امر کی آرزومند ہے کہ مین اوسکے پاس بیٹھا رہون۔ میرے نزدیک اس کے پاس رہنا زیادہ مناسب نہین ہے اوسی کے حق مین مضر ہوگا۔ مین جانتا ہون کہ وہ مجھے محبت کرتی ہے مگر اول تو میرے دل مین عذرا کی الفت کا نقش قایم ہو چکا اور جو دل مین عذرا کو دے چکا تو ممکن نہین کہ اور کسیکو دے سکون دوسرے موہنا اب تک اپنے خاندان مین سخت بدنام ہو گئی اپنے باپ اور عزیزون کی نظر مین ذلیل ہو گی۔ اگر وہ انکا بالتونکا بالکل خیال نکرے میری بدنامی ہوگی اگر مین اوسکو اوسکے مذہب یا جوش

سے نزدکون منصور دیر تک ان خیالات کے دریا مین غرق رہا موہنا اور عذرا کیلا سب منتظر تھین کہ منصور سر اٹھا کر شگفتگی اور دلچسپی کیساتھ باتین کرے مگر وہ فکر کے بیابان مین اس شدت سے گرم سیر تھا کہ جوں جوں دیر ہوتی تھی اوسکے چہرے سے تھکن کے آثار بھی نمایان ہوتے جاتے تھے۔

ناگہان ایک خادم نے آکر عرض کیا۔ حضور سلطان نے یاد فرمایا ہے اور آپکے منتظر بیٹھے ہین۔

منصور۔ (چونک کر) مجھسے کچھ کام ہے؟ اتنا کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اور سب سے رخصت ہوکر دربار سلطانی کا راستہ لیا۔

جسوقت منصور سلطان کے خیمہ مین پہنچا ہے اسوقت تمام اہل دربار جمع تھے اور شعرا تہنیت اور فتحمندی کے اشعار پڑھ پڑھ کر سلطان کے حوصلے اور ولولے مین ایک تازہ جوش پیدا کر رہے تھے۔ گذشتہ کامیابی اور فتحمندی نے سلطان محمود اور اوس کے فوجی افسر کیا معنی ہر اسلامی سپاہی کے دلمین ایک ولولہ پیدا کر دیا تھا پہلا دربار ہے جو اطمینان کیساتھ اس تعصب کے دور مین بت پرستون اور مشرکون کی سرزمین سے نکلکر افغانستان کی حدود مین قایم ہوا تھا شعرا کو سب سے عمدہ موقع تہنیت اور فتح ادا کرنیکا اسی دربار مین ملا تھا شعرا بھی کون جنکی بعد نظم فارسی انہین کے رنگ اور انہین کی تقلید پر چلتی رہیگی۔ فردوسی کے پرزور شعر تھے کہ جنکا ہر ہر لفظ ایک رجز کا اثر رکھتا تھا۔ دیر تک تمام دربار کے حاضرین کو خاموش بنائے رکھے جب شعرا کو اپنی طبع آزمائیان دکھانے سے فرصت ملی تو سرداران فوج نے اوٹھ اوٹھ کر سلطان کو مبارکباد دی ان باتون کے بعد اہل دربار کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا بہادران اسلام الحمد للہ کہ آج ہم سب اپنے وطن کو سرخرو اور کامیاب جاتے ہین تمہاری جرات اور شجاعت نے جو ہدیہ تمہارے نذر کیا ہے یعنی بت پرست قیدی انکی نسبت تمہاری کیا رائے ہے۔

منصور۔ حضور کا اقبال ہمیشہ یون ہی بلند رہے اور دشمن کو سلطانی علم کے سامنے یون ہی ذلت نصیب ہو میری رائے مین تمام قیدیونکو بالفعل یونہی ہماری ساتھ غزنی جانا چاہیے۔ وہان پہونچکر حضور کی مرضی کے موافق ان کا فیصلہ کیا جائے تو مناسب ہے۔

سلطان۔ منصور اچھا مین تیری رائے کو تسلیم کرتا ہون۔ راجہ کی لڑکی جو تیرے سپرد کیگئی تھی وہ کہان ہے اور کیا وہ بھی غزنی چلیگی۔

منصور۔ جو حضور کی رائے ہو مگر میرے نزدیک تو وہ رحم اور شفقت سلطانی کی مستحق ہے اس نے ایک جان نثار سلطان کیساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔

ایک عالم دربار۔ حدیث مین آیا ہے اکرموا عزیز قوم ذلیل حتّی الا مکان نیک کو سلوک کرنا چاہیے۔

سلطان۔ اوس کے ایسے شریفانہ برتاؤ کا معاوضہ کیونکر کیا جائے

عالم۔ حضور میرے نزدیک تو سب سے زیادہ یہ مناسب ہے کہ وہ نہایت قدر و منزلت اور عزت و احترام کیساتھ اپنے باپ راجہ اجمیرش کے پاس بھیجدی جائے اس کارروائی سے تمام راجاؤن پر حضور کا بہت اچھا اثر پڑیگا۔ راجہ اجمیرش حضور کا درم ناخریدہ غلام ہو جائیگا اور اوسکی بیٹی کی دلی آرزو پوری ہوگی۔ اور قطع نظر ان تمام باتون کے انسانی حمیت کا مقتضی یہی ہے۔

سلطان۔ مین نے اس بارہ مین منصور کو مختار کردیا۔ منصور تم بھی اس رائے سے اتفاق کرتے ہو۔

منصور۔ حضور نہایت مناسب ہے (دلین) اگرچہ سوہنا یہ سنکر دل مین بہت رنجیدہ ہوگی مگر کیا کیا جائے اب اسکے سوا اور کیسطرح ممکن نہین کہ مجھے اس جھگڑے سے نجات ملے۔

سلطان۔ اچھا تو اب یہ تجویز کرنا چاہیے کہ یہ لڑکی کیونکر اوسکے ہمراہ مہاراجہ اجمیرش کے پاس بھیجی جائے اس لیے کہ اب ہم راجپوتانہ کی سرحد سے بہت دور نکل

آئے ہین راستے ڈاکوؤن اور لوٹیرون سے بھرے ہین۔

منصور۔ حضور خود راجہ کی فوج کے بہت سے لوگ گرفتار ہین ان مین سے چند اور لوگ منتخب کر لئے جائین جو راجہ کی بیٹی کو اپنے ساتھہ لیجائین اور بعض راجپوت سلطان کے جان نثارون مین شامل ہین انہین سے کوئی معزز اور لائق حضور کے طرف سے ہمراہ چلا جائے کیا خوب ہو اگر بلدیو سنگہ جو ایک عرصہ سے حضور کے دامان عاطفت مین پرورش پا رہا ہے اور مختلف موقعہ پر آستان سلطانی کا جان نثار ثابت ہو چکا ہے وہ موہنا کے ہمراہ روانہ ہو۔

سلطان۔ منصور مجھے تیری رائے سے اتفاق ہے بلدیو سنگہ اس شاہی خیمہ مین ایک طرف مودب بیٹہا ہوا تہا سلطان نے اسکی طرف دیکہا تو وہ فوراً اوٹہا۔

سلطان۔ بلدیو سنگہ تم میری طرف سے اس لڑکی کے ہمراہ جاؤ اور اوسکو میری طرف سے اوسکے باپ کے پاس بطور ہدیہ کے پیشکش کرو۔ اوس سے کہدینا کہ تیری سرتابی نے اگرچہ تجھے اس انعام اور اس دوستانہ تعلق کے قابل نہ رکہا تہا مگر تیرے ساتھہ شریفانہ برتاؤ سے پیش آتا ہون۔ تیری لڑکی جس کی یہان دہرم کی نگہداشت کی گئی اور جسکی عزت و آبرو کو مین نے بہت ہوشیاری کیساتھہ بچایا ہے وہ تیرے پاس اسیطرح پاکدامن بہیجی جاتی ہے اسے اپنے محل مین بیٹہا اور خدا کا شکر ادا کر جسکی خدائی کو تو نے اپنے اعتقاد و شرک سے آجتک نہین مانا۔ موہنا نہایت شریف خیال کی لڑکی ہے۔ خبردار تو اسکو نہایت عزت اور تعظیم کیساتھہ لیجانا اور ہمیشہ اس سے بادب پیش آیا۔

بلدیو سنگہ۔ (سر نیچا جہکا کر) خداوند۔ مین نہایت ادب کیساتھہ اسکے ہمراہ جاؤنگا اور احکام سلطانی کے بجا لانے مین پوری سرگرمی دکہاؤنگا۔

سلطان۔ منصور تو جاکے موہنا کو یہ خوشخبری سنا اور راجیسرش کے قیدیون مین سے جن جن کو تو وہان پہنچانا چاہتا ہے اونکو منتخب کرکے کیونکہ اس بارہ

مین نے تجھے پورا اختیار دیا ہے۔

منصور اسوقت یہ شفقت آمیز خطاب شاہی سنکے اوٹھ کھڑا ہوا آداب شاہی بجالایا اور شاہی خیمہ سے نکل کے روانہ ہوا۔ راستہ مین وہ اپنے دل سے باتین کرتا جاتا تھا اور پریشان تھا کہ سوہنا سے اس مضمون کو کیونکر بیان کرے وہ اپنے دل مین بخوبی سمجھا ہوا تھا کہ سوہنا اس احسان کو احسان نہ سمجھے گی وہ کسیطرح نہین چاہتی کہ اپنے باپ کے پاس جائے۔ مگر جب اپنی حالت کا خیال کرتا تھا تو اور زیادہ پریشان ہوتا تھا کیونکہ اوسکے نزدیک یہ کسیطرح ممکن نہ تھا کہ اپنے دلمین وہ معشوقہ کو جگہ دے سکے۔ آخر اوس نے اس امر پہ فیصلہ کر لیا کہ سوہنا کو بیشک اوسکے باپ کے پاس بہیجدینا چاہیے اس قسم کے خیالون مین محو تھا اور سوہنا کیطرف چلا جاتا تھا جب خیمہ کے اندر داخل ہوا تو وہ اوٹھی ہوئی اور سوہنا کی محبت بھری آنکھین دیکھیں دیکھا اور دل مین پریشان ہونے لگا۔ منصور کی صورت پر آثار فکر دیکھکر سوہنا نہایت ہی پرمحبت لہجہ مین پوچھنے لگی۔

کیون تم اسوقت فکرمند کیون ہو۔

منصور۔ کچھ نہین۔

سوہنا۔ آخر کچھ معلوم تو ہو۔

منصور۔ سلطان اسوقت ایک ایسا حکم دیا ہے جو شاید آپکی مرضی کے خلاف ہو۔

سوہنا۔ کیا میرے لئے کوئی سزا تجویز کی ہے۔

منصور۔ نہین مجھے حکم ہوا ہے کہ آپکو مع آپکی فوج کے چند منتخب افسرونکو نہایت عزت و آبرو کیساتھ آپ کے والد مہاراجہ اجمیرش کی خدمت روانہ کرون اور بلدیو سنگھ ایک معزز راجپوت کو جو سلطان کے جان نثارون مین ہے آپ کے ہمراہ اجمیرش تک جانے کا حکم ہوا ہے۔

یہ سنکے سوہنا کی صورت سے آثار حزن و ملال ظاہر ہونے لگے اور ایک آہ سرد

سے کہنے لگی مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ سلطان کی طرف سے میرے ساتھ
اچھا برتاؤ نہین کیا گیا اول تو یہ ضرور ہے کہ میرے سامنے جے رام کو جب رہائی دیجاوے
اور وہ یہان سے جاتے ہی کوئی دقیقہ دشمنی کا نہ اوٹھا رکھیگا۔ اب وہ میرے خون کا پیاسا
ہے۔

منصور۔ کیا آپ چاہتی ہین کہ جے رام کو رہائی نہ دیجاوے اور یہ بآسانی میرے
امکان مین ہے کہ اسکو ہمیشہ کے لئے قید رکھون یا اسکو قتل کرڈالون۔ اگرچہ یہ
دونون امر میری مرضی کے خلاف ہین مگر آپ کے کہنے سے مین ان گناہونکا
مرتکب ہوجاؤنگا۔

موہنا۔ مین اپنے لئے کسی پر ظلم کرنا نہین چاہتی یہہ مجھسے ہرگز نہوگا کہ اوسکی بابت
کوئی رائے دون۔ آپ اوسکو سب سے پہلے آزاد کیجئے وہ اجمیر شہ کا سچا دوست
اور مہاراجہ کا جان نثار ہے۔ اس نے ہمارے راجہ کی بڑی بڑی خدمتین کی
ہین۔ مین کیونکر کہون کہ آپ اسکو نچھوڑے۔ بیشک چھوڑ دیجئے مگر کیا یہ نہین
ہوسکتا کہ سب چھوڑ دئے جائین اور مین یہین رہون۔

منصور۔ سلطان کے حکم سے کیونکر سرتابی ہوسکتی ہے اگرچہ سوچکر [illegible] منشاء
سلطان کے خلاف ہوگا۔ بعض ملکی ضرورتون سے سلطان چاہتے ہین کہ مہاراجہ
اجمیر شہ کو اپنا احسانمند بنالین اور اسکے لئے اس سے زیادہ مناسب کوئی تدبیر
اونکے خیال مین نہین ہے۔

موہنا۔ کیا یہ بھی نہین ہوسکتا کہ مین خود سلطان کے سامنے پیش کیجاؤن اور
اون کے سامنے جاکر دست بستہ عرض کرون کہ مجھے گوارا ہے کہ سلطان کی ہمیشہ
لونڈی بنی رہون مگر ہان راجہ صاحب کے پاس بھیجی جاؤن۔ آپکو نہین معلوم
اب مین وہان کسی کام کی نہین آپ ہزار اطمینان دلائین اور مین لاکھ قسمین کھاؤن
مگر وہان کسیکو یقین نہ آئیگا کہ اتنے دنون مسلمانون کے قبضہ مین رہکر بیدھرم
نہین ہوئی ہندوؤن کا اعتقاد ہی ایسا واقع ہوا ہے وہ لوگ ذرا ذراسی بات

پر بدگمان ہو جاتے ہین اور ان کے خیال مین اپنی قوم سے جدا کرنے کے بعد انسان اپنے دہرم مین رہ ہی نہین سکتا۔

یہ سنکر نوجوان منصور خاموش ہو گیا اور دل مین سوچنے لگا کہ یہ کسیطرح ممکن نہین۔ سلطان سے یہ بمنت و التجا اپنی آرزو ظاہر کرے اور وہ راضی نہو جائین انکا تو یہی منصوبہ ہے کہ سوہنا کو اوسکے احسانات کا بدلہ دین جب یہ اپنے باپ کے یہان جانے پر راضی ہی نہین تو وہ ہرگز اسپر جبر نکرینگے اب کیا کیا جاے کچھہ نہین بنتا۔ مین جہانتک خیال کرتا ہون اس کا یہان رہنا مناسب نہین معلوم ہوتا۔ منصور یہ سوچکر متفکر سا ہو گیا سوہنا سمجھہ گئی کہ اوسکی درخواست نے منصور کو خاموش کر دیا ہے اور اوسکے علاوہ منصور میرے اصرار کی وجہسے ایک فکر اور پریشانی کے عالم مین ہے۔

اون جذبات نے اوس کے دل مین جوش مارا جو پاک اور سچی محبت نے پیدا کر دئے تھے ایک بیتابی کی فوری جوش کو دبا کر دل مین بولی۔ منصور اگر میری ان درخواستون کی وجہ سے آپ تردد مین پڑ گئے ہین تو میری اس گستاخی کو معاف کیجئے۔ مین سلطان سے بہی کچھہ نہ کہونگی اور میرے حق مین جو کچھہ تجویز کیا ہے مین اوسے خوشی سے گوارا کرتی ہون۔ چاہے مجھپر کتنا ہی بڑا ظلم ہو جاے مین آپکی مرضی کے خلاف نکرونگی۔

ان باتون نے نوجوان منصور کے دلپر بہت بڑا اثر کیا۔ اُس کے دل مین یہ ان خیالات نے ہجوم کیا۔ افسوس مین اپنی محسن شاہزادی سوہنا پر ظلم کرتا ہون ابھی تک تو غنیمت ہے کہ اسکے خیال مین سارا الزام سلطان کے سر ہے اگر کہین خدا نخواستہ اوسے یہ معلوم ہو جاے کہ مین خود اس راے اور تجویز کا محرک اور بانی ہون تو اوسکے دلپر کتنا بڑا صدمہ گذرے آہ کیا کرون ابتو اس کے یہان رہنے مین اور خرابی ہے اس لئے اگر یہ یہان رہیگی تو اسے یہ ضرور معلوم ہو جائیگا کہ یہ میری ہی راے تھی کہ شاہزادی سوہنا اجمیر بہیجدیجاے اور اس

وقت اسکی نظر مین میری بڑی سبکی ہوگی اور بےعزتی ہوگی۔ پہر بہی یہی مناسب ہے کہ راجہ اجمیر چلی جائے وہان اسکے دل سے نکلجائیگا۔ اور یہ تمام اون قومی ذلتون سے بہی محفوظ رہیگی جو اسکو اپنی قوم مین نصیب ہوتین۔ افسوس اسکی محبت نے میرے دل مین بہی جگہہ کرلی ہے اور مین عرصہ تک سوہنا کے خیال مین محو اور سوہنا کی صورت کا دیوانہ ہونگا۔

یہین تک لکہنے پایا تہا کہ خادم نے عرض کیا۔ حضور پہرے کا سپاہی عرض کرتا ہی کہ بلدیو سنگہ سلطان کے حکم کی تعمیل کے لیے مع اپنے دیگر سوارون کے دروازہ پر حاضر ہوئے ہین۔

اس آواز کے سنتے ہی سوہنا نے ہزار ضبط کیا اور لاکہہ روکا مگر اس کے چہرہ کا رنگ اڑگیا اور گہبرا کے کہنے لگی کہ کیا آپ یہی فیصلہ ہوگیا کہ مین آپ سے جدا ہونگی؟ اور کیا اب آپ نے بہی گوارا کرلیا کہ مین سیاہ رو بنکے وطن جاؤن؟

منصور۔ میرے نزدیک تو آپ کے وہان جانے سے راجہ صاحب کا کلیجہ ٹہنڈا ہوگا اور تمام اجمیر شہر کے لوگون کو بے انتہا مسرت ہوگی۔ ہان اگرچہ آپ کے ساتہہ یہان کسی قسم کی زیادتی کیجاتی اور آپ پر جبر و تشدد ہوتا یا آپ کے اصول مذہب کے خلاف کوئی کارروائی کیجاتی تو شاید وہان کے لوگ آپکو افسوس اور حسرت کی نگاہ سے دیکہتے اور یون تو گہر گہر خوشی کے شادیانے بجین گے۔

سوہنا۔ آپ ہندو دہرم سے ابہی واقف نہین ہین مین نے کہدیا کہ وہان خواہ مخواہ بدگمانی ہوتی ہے یہی کیا کم ہے کہ مین آریہ ورت اور ہندو دیش سے نکل کے ان اعتقاد کے موافق ملکشون کے دیش مین گئی۔ اون کے نزدیک اتنے ہی مین آدمی بے دہرم ہوجاتا ہے۔

منصور۔ افسوس سلطانی حکم سے کوئی چارہ نہین میرے نزدیک تو آپ جائیے اور خوشی خوشی اپنے والد سے ملیے۔ سلطانی حکم کی تبدیلی اب کسی کے امکان مین نہین ہے اتنا کہکر منصور تہوڑی دیر تک خاموش رہا اور پہر خود بخود چونک کے

سے کہنے لگا واہ واہ! بلدیو سنگھ خیمہ کے باہر کھڑے ہین اور جبتک ان کا آنا بھول ہی گیا آپ اب سفر کا سامان کیجئے مین ابھی واپس آؤنگا۔ یہ جملہ سنکے شاہزادی سوہنا نے حسرت اندوہ کی وضع سے نہایت مایوسی کے ساتھ سر جھکا لیا اور نوجوان منصور کارروائی پر پچتایا اور غم کھاتا ہوا خیمہ سے باہر نکلا۔ سلطان محمود کی فوج کا وفادار اور جان نثار بہادر بلدیو سنگھ انتظار مین کھڑا تھا۔ منصور کی صورت دیکھتے ہی اوسنے فوجی قاعدے سے سلامی دی اور دست بستہ کھڑا ہوگیا۔

منصور۔ بلدیو سنگھ تم نے سفر کا سامان کرلیا؟

بلدیو سنگھ۔ سب سامان درست ہوگیا۔

منصور۔ کسی بات کا انتظار تو نہین ہے۔

بلدیو سنگھ۔ کسی بات کا نہین آپ کا حکم ہو اور مین اجمیر شریف کی طرف روانہ ہون

منصور۔ اچھا تو ایک عمدہ سکھپال منگواؤ اور خبردار اس کا خیال رہے کہ سوہنا کو راستہ مین کسی بات کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ اگر ذرا بھی تکلیف ہوئی تو تم کو نہایت مضر ہوگا اور وہان ہر طرح سے مہاراجہ اجمیر شریف کو اوسکی پاکدامنی مین کسی قسم کا فرق نہین آنے پایا یہ بھی کہدینا کہ اسکے کھانے پینے کے لئے بھی ہندو دھرم کے موافق پوری احتیاط سے انتظام رکھا گیا تھا۔

بلدیو سنگھ۔ مین یہ تمام باتین بخوبی راجہ کے ذہن نشین کردونگا۔ آپ مطمئن رہئے خود سلطان نے مجھے اس امر مین ہدایت فرمادی ہے اور اب عجلت فرمایئے کیونکہ تھوڑا دن باقی ہے۔ مین آج ہی ان گھاٹیون سے نکل جاؤنگا درہ پیچ سے ہندوستان کے کھلے میدانون کا سفر کرکے بہت جلد اجمیر شریف پہنچ جاؤنگا۔

منصور۔ آپ کے ساتھ کتنے سوار جاینگے۔

بلدیو سنگھ۔ میرے ساتھ میرے کل ہمراہی جنکا شمار دس ہزار ہے اگر آپ ضرورت سمجھین تو اور تھوڑے سے سلطانی سپاہی بھی لیلون۔

منصور۔ نہین دس ہزار جوان کافی ہین کوئی جنگی مہم نہین ہے صرف بطور سفارت کے جاتا ہے اسکے لئے یہ بہت ہین مگر ہان دو چار ترک اور غزنی کے افسر بھی ہون تو اچھا ہے کیونکہ وہ سلطانی وقعت اور عزت کو راجہ پر اچھی طرح ظاہر کر دینگے۔

بلدیو سنگھ۔ آپ جن لوگون کو فرمائین مین ہمراہ لے آؤن۔

منصور۔ تم کو اختیار ہے جن افسرونکو چاہو اپنے ہمراہ لو۔ اب مجھے زیادہ باتونکی فرصت نہین۔ سواریان منگواؤ۔ یہ کہکے منصور اندر آیا اور شاہزادی سوہنا کی طرف دیکھکے کہنے لگا۔ اب سب باتون کا سامان ہو گیا۔ جلدی تیاری کیجے کیونکہ سواری اور وہ سب لوگ جو آپ کے ہمراہ جائینگے حاضر ہو چکے۔

اس جملہ نے سوہنا کو بالکل سست اور شکستہ دل کر دیا اور ہجوم یاس نے زبردستی سر جھکا دیا آہ اس کا سر ایسا جھکا کہ کسیطرح اوٹھتا ہی نہ تھا۔ دیر تک انتظار کرنے سے منصور نے جھک کر دیکھا تو اوسکے رخسارونپر آنسو جاری ہین اگرچہ آواز نہین نکلتی لیکن گویا آنسوؤن کے دریا مین ایک ڈوبتی ہوئی کشتی کیطرح ڈگمگا رہی ہین یہ عالم دیکھکے منصور کے دل پر گویا تیر لگا اور اوس کا بھی دل بھر آیا اور کہنے لگا کوئی رونیکی بات نہین ہے یہ تو خوشی کی بات ہے کہ تمکو اپنے باپ کی زیارت نصیب ہوگی۔ وطن کی صورت نظر آئیگی۔ وہ ماں جسکو تمہاری مفارقت مین خدا جانے کیا کچھ صدمہ ہوگا تمکو سینہ سے لگا کے اپنے کلیجہ کو ٹھنڈا کریگی ان باتون نے سوہنا کا دامن صبر چاک کر دیا اوسمین بالکل سکوت کی طاقت نرہی بے اختیار ایک آہ سرد کھینچ کے کہا منصور! مین جاتی ہون اب کیا ضرورت ہے کہ اپنے دل خیالات کو مخفی نہ رکھون۔ سنو مین اپنے دل سے مجبور ہون۔ مگر کچھ ہو یہ دل تمہارے خیالات کو کبھی نہ بھولیگا۔ تمنے مجھے چھوڑ دیا اور مجھسے بے تعلقی ظاہر کی مگر سچ کہتی ہون جبانتک میرے امکان مین ہوگا تمہارا ساتھ نہ چھوڑونگی اسوقت جاتی ہون مگر وہ دن بہت جلد آنیوالا ہے کہ تمہارا ساتھ پاس موجود ہونگی جو کچھ کہنا تھا مین کہہ چکی اب میرے سوار ہونیکا انتظام کرو۔

ان باتون نے کچھ ایسا اثر کیا کہ خیمہ مین ہر چہار طرف سکوت ہو گیا۔ منصور نے تو ندامت سے سر جھکا لیا اور عذرا اور لیلا نہایت وحشت اور حیرت کی نگاہون سے موہنا کی اون چتونون کو دیکھنے لگی۔ جو کسیکو گویا سدہی ہونیکو نہین آتی تھی۔ لیلا آگے بڑہی اور موہنا کے رخسارون سے آنسو پونچھنے لگی۔ ہمدردی کے ان حرکات کے ساتھہ اوسکی تسلی اور تشفی کے لیے زبان سے بہی یہ کلمات کہتی جاتی۔ پیاری بہت بڑا صدمہ ہوتا ہے خدا کے لیے ضبط کیجیے مین دعا کرتی ہون اور آرزومند ہون کہ خدا پہر آپ سے ملائے اور یہ کوئی تعجب کی بات نہین سلطان پہر تہوڑے دنون مین ہندوستان آئینگے۔ اسوقت منصور ہم سب بہی آپ آپ سے ملینگے۔ موہنا۔ اب ان باتون کا ذکر نکرو۔ میری قسمت ہی اچھی نہ تھی۔ اب مین تمسے رخصت ہوتی ہون۔ اتنا کہکے لیلا کے گلے سے لپٹ گئی۔ لیلا سے بہی صبر نہو سکا اور اوس کے رخسار پر بہی آنسو جاری ہو گئے۔ وہ بہولی بہالی وحشی عذرا جسکی پیاری صورت ہی کا یہ کرشمہ تہا۔ اس کے دل پر بہی ان کارروائیون کا عجیب اثر پڑ رہا تہا۔ وہ خاموش بیٹھی تھی۔ کبہی موہنا کی صورت دیکھتی تھی کبہی منصور کے چہرے پر غور کرتی تھی۔

اسکو اسکا مطلق علم نہ تہا کہ موہنا کیون مجبوراً اپنے باپ کے گھر بھیجی جاتی۔ تاہم بار بار اسکے دلمین موہنا پر ترس آتا تہا اور وہ اوسکو ضبط کرتی تھی دل بہر آتا تہا آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کے آتے تھے اور وہ نہایت خموشی کیساتھ سیلی آنکھین بچا کے ان امور کو دل ہی دل مین دبا دیتی تھی۔ لیلا سے رخصت ہو کر موہنا نے عذرا کی طرف دیکھا اور ذرا بلند آواز سے کہنے لگی۔ عذرا آؤ تم سے بہی رخصت ہو لون شاید میری صورت پہر تم نہ دیکھ سکو۔ یا مجھی کو اب پہر تمہاری زیارت کا موقع نہ ملے یہ کہکے خود بڑہی اور عذرا سے لپٹ گئی دیر کے بعد عذرا کو چھوڑا تو اوسکے گلابی رخسار بہی آنسوؤن سے بہیگے ہوئے تھے اوسکو روتے دیکھکر موہنا بولی عذرا تم اپنے سادے دلکو کیون غمگین کرتی ہو اتنا کہا اور اوسکے رخسارون پر

ایک گرم جوشی کا بوسہ لیکر کہنے لگی - آہ ان رخسارون نے ہی مجھپر ظلم کیا - اس جملہ نے ان تمام لوگونپر جو خیمہ مین تھے خدا جانے کیا جادو کر دیا کہ سب ایک حیرت اور سناٹے کے عالم مین آ گئے منصور جو دیر سے سر جھکائے ہوئے تھا یک بیک چونک پڑا اور نیز لیلا اور عذرا مین سے ہر ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگین - اسوقت ایسا سناٹا پیدا ہوا تھا کہ کسیکو کسی طرح کوئی لفظ زبان سے نکالنے کی جرات تک نہوتی تھی آخر سوہنا نے طلسم سکوت توڑا اور کہنے لگی اب اس محبت کا خاتمہ ہے مجھے جو کچھ کرنا چاہئے تھا کر چکی اب اجازت دیجئے کہ مین سوار ہون - اصل مین سوہنا سمجھ گئی تھی کہ اس رخصت کا بانی خود منصور ہے وہ عذرا کی طرح بھولی نہ تھی - اگرچہ کمسن تھی مگر علمی لیاقت اور جوہر شجاعت نے اوسے پورا تجربہ کار بنا دیا تھا -

یہ عجیب بات تھی کہ سوہنا جو زیادہ بیتابی ظاہر کرتی تھی وہ عذرا کی صورت سے بہت زیادہ ستم کشی اور حزن و ملال کے آثار ظاہر ہوتے جاتے تھے بلکہ بعض اوقات اوسکی جبین سے ظاہر ہونے لگتا تھا کہ وہ سخت آلودہ ہے اوسوقت اوسکے اون طبعی جوشون کی طرف بھی بالکل توجہ نہین کیگئی - آخر سوہنا کو ان سب سے جدا ہونا پڑا منصور نے اسوقت اپنے دلکو انتہا درجہ کا سخت بنا لیا تھا سوہنا نے جیسے سوار ہونیکی اجازت طلب کی وہ خیمہ سے باہر نکلا اور حکم دیا کہ سوہنا نے سکھپال مین سوار کرا دیجائے باہر آنیکے بعد جو دوسرا حکم اوسنے کیا وہ یہ تھا کہ بلدیو سنگھ جا کے راجپوت قیدیونکو دیکھے ان مین سے جے رام اور دس بارہ افسرون کو اپنے ہمراہ لے آئے - جنکو رہائی دیجائیگی اور شاہزادی سوہنا کے ساتھ ہی اجمیر تک جائینگے بلدیو سنگھ نے اس حکم کی فوراً تعمیل کی اور جب سامان درست ہو گیا اور قیدیون مین سے آزاد کرنے کے لئے لوگ منتخب کر لئے گئے تو منصور نے روانگی کا حکم دیا اور بلدیو سنگھ کے دس ہزار ہمراہیون کا گروہ شاہزادی سوہنا اور دیگر قیدیون کو لیکے اسلامی لشکرگاہ سے روانہ ہوا

منصور نے اگرچہ دلپر جبر کر کے ان سب باتونکو تعمیل کرادی۔ مگر اوس کے دلپر جو جو چوٹین ہوسنا کے غم و اندوہ کے وجہہ سے پڑی تھین روانہ ہوتے ہی اوسکے دل سے بے صبری کے آثار نمایان ہونے لگے جبتک شاہزادی کا جلوس نظر کے سامنے رہا اوسکی اودہر سے ہٹتی ہی نہ تھی اپنے خیمہ و دروازہ پر حیرت زدہ اونکو دیکھہ رہا تھا جو شاہزادی ہوسنا کے لئے جاتے تھے آخر وہ لوگ پہاڑی کی آڑ مین آگئے اور اودہر آنسوؤن نے منصور کی آنکھونپر پردہ ڈالدئے تھے وہ اپنے دل مین آپ لعنت ملامت کرتا ہوا اپنے خیمہ مین آیا اور پلنگ پر منہ چھپا کر پڑ رہا۔

دوسرے روز سلطان محمود کے لشکر نے مغرب کیطرف آگے کوچ کیا اور یہ سب لوگ غزنی کی طرف راہی ہوئے۔

دسوان باب

ہندوستان کا دوسرا سفر

اب ہم تاریخ کے اتنے ورق الٹ دیتے ہین کہ اسوقت سے جبکہ ہم نے نوجوان منصور اور ہوسنا کو جدا چھوڑا ہے دو برس گذر جائین۔ ہمکو نہین معلوم کہ غزنی مین سلطان محمود غزنوی اتنے زمانے تک کن کام مین مشغول رہا بظاہر یہ مدت ستانے اور اطمینان سے بسر کرنے مین گذری۔ کیونکہ اپنے عمدہ شکارگاہ یعنی سرزمین ہند کیطرف اوسنے اوس زمانہ مین توجہ نہین کی دو برس کے بعد۔ اوس کے دل مین پہر فتحمندی کا جوش پیدا ہوا اور اوسنے قصد پیدا کیا کہ دوبارہ ہندوستان پہونچکے نصرت و اقبال کے پہریرے اوڑائے ہندوستان بہی ایک زمانہ تک سکوت کے عالم مین رہا بعض غیرتمند راجاؤن نے چاہا کہ مسلمانونکو دوبارہ جرات نہو لیکن لوگ ایسی غفلت کی نیند سوئے تھے کہ محمود کا ایک ہی حملہ مین چونک

اگرچہ اسکے بعد پورا جوش ہوگیا۔ مگر محمود کے دوسرے سفر تک پورے ہندوستان مین اوسکے دفع کرنیکا خیال نہین پیدا ہوا تہا۔ راجہ اجیپر تہی کو محمود غزنوی کے دوستانہ برتاؤ نے پورا اطمینان دلایا تہا اوسکے خیال مین بہی نہ تہا کہ محمود اوسکی طرف رخ کریگا وہ اپنی بیٹی کی صورت دیکھکے محمود کا انتہا سے زیادہ ممنون ہوا منکسر رہیگا اسکوان باتون پر جسقدر خوشی ہوئی زیبا تہی ایک یہ کہ موہنا سی ایسی پاک نفس اور بہادر لڑکی نے پہر اپنے باپ کی آنکہونکو ٹہنڈا کیا۔ دوسرے یہ کہ اوسکے وزیر کا نوجوان اور شجاع بیٹا جے رام پہر آکے راجہ کے تخت کے سامنے دست بستہ کہڑا ہونے لگا۔ ہم ابہی نہین کہہ سکتے کہ خود مختار موہنا کے دل پر کیا گذری تہی۔ اور اوس کے دل کے ساتہہ وہ نوجوان منصور کا خیال کیا کاروائی کر رہا تہا۔ بہرحال اوس نے بظاہر اسباب یہ زمانہ نہایت تحمل اور سکوت وخاموشی سے اکتا گیا۔ خیال عالم مین اوس نے اپنی نظر کو چہار طرف دوڑایا مگر ہندوستان سا اچہا خوش سواد جولانگاہ اور کوئی نظر نہ آیا مصمم ارادہ کرلیا کہ پہر اس زمین پر جا کے علم فتح اوڑایا جائے۔ دنیاوی حیثیت سے غازی کا خطاب ملنے کے علاوہ بت پرستی کے مٹانے اور توحید کے پہیلانے کا ثواب حاصل ہوگا۔ یہ ارادہ کرکے اوس کے کوچ کا حکم دیا۔ حکم پاتے ہی تمام غزنین مین ایک جوش پہیل گیا۔ دنیا طلبون نے ہندوستان کی مظلوم لونڈیون کو دیکہا کہ پہر ان سے اچہی اچہی گلچہرہ لونڈیان ہاتہہ آئینگی۔ بہادرون نے جنگی جلا برسون بیکار رہنے سے ماندہ ہوگئی تہی غور سے دیکہے کہ اب پہر ان پر نئے سرے جلا آجائینگی۔ غرض ایک بڑا جوش غزنین اور خاصتاً سلطان محمود کی فوج کے سپاہیون مین پیدا ہوگیا یہ ایسا جوش تہا جسکا نتیجہ سوا فتح وظفر کے اور کچہہ ہو ہی نہین سکتا تہا اور اسی جوش نے ہندوستان مین اسلام کو کامیاب کرایا مگر اس سے ایک برس پیشتر ایک اور واقعہ ہوا تہا جس نے ہندؤن پر پوشیدہ بہت بڑا اثر ڈالدیا بخارا کا رہنے والا ایک مسلمان عالم جس نے علوم فلسفہ اور خصوصاً اسلامی علم کلام مین بہت بڑی بصیرت حاصل کی تہی اوسکو شوق پیدا ہوا کہ ہندو

کی مقدس سنسکرت حاصل کی اور اونکے علوم فلسفہ سے سرور روحانی حاصل کی
وہ کوئی سپاہی نہ تھا کہ غزنوی جھنڈے کے نیچے آکے ہندوستان کے سبزہ زار
پر بزور قوت کا سکہ بٹھاتا وہ ایک دیندار اور زاہد مشرب عالم تھا اوس نے کچھ
برس ہندوستان کی سرحد پہ قیام کرکے ہندو معاشرت اور ہندو مروجہ زبان مین
ملکہ حاصل کیا پھر آگے بڑھا اور ہندوؤن کے تمام مقدس مقاموں کی ہندوؤن ہی کی
طرح سیر حاصل کرکے وہ وسط ہند کے صحراؤن مین گھسا ان مقامات کا مرکز اجمیر شریف
تھا لہذا اس نے اجمیر شریف پہونچکے خاص ہندو برہمنونکی طرح ایک مندر مین سکونت
اختیار کی ہندو لوگ اسے اپنا بہت بڑا پیشوا خیال کرتے تھے اور وہ اکثر پوجا کرانی
کے رسوم کو شائستگی سے انجام دیتا تھا۔ اس عالم کا نام یحیی ابن زکریا تھا لیکن
اس ہوشیار عالم نے اپنا نام ہندوستان کے باہر چھوڑ دیا اور اجمیر بلکہ تمام ہندو
ستان مین اوس نے اپنے لئے مہاراج کرشن ایک ہندو نام تجویز کر لیا تھا۔
اس نام نے بہت شہرت حاصل کی۔ واقعی یحیی نے اپنے ظاہری ریاضتون اور
اور نقش کشیون سے اس نام کو ہندو پبلک مین بہت شہرت دیدی تھی ایک روز
یحیی یا موجودہ مہاراج کرشن مندر کے متعلق ٹھاکر دوارے کی ایک کوٹھری مین
تنہا بیٹھا تھا اس زمانہ مین اسکی یہ کوشش چلی جاتی تھی اکثر تنہائی کے عالم مین
ان اصول پر جو ہندو کتابون سے اخذ کیا کرتا تھا عربی مین کسی قسم کا ریمارک کر لیا کرتا
تھا لہذا اوس نے یہ تنہائی کا موقع غنیمت جانا اور قلم دوات لیکر عربی عبارت مین
کچھ لکھنے لگا۔ تھوڑی سی عبارت لکھ کے اوس نے اوراق سامنے ڈال دئے تھے اور
دل مین بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا کہ یکایک ایک برہمن جسکے اوسکے چیلے ہونیکی عزت حاصل
کی تھی آگیا اور گرو کو اوسی طرح کتاب پر غور کرتے اور لکھتے دیکھکے حیرت مین آکر پوچھنے
لگا۔ گرو جی آپ کیا لکھ رہے ہین؟ اور کونسی بھاشا مین لکھتے ہین۔
مہاراج کرشن۔ بچہ تم نہین جانتے یہ ایک بھاشا ہے جو دکھن دیش مین بولی جاتی
ہے اور مین بہت دنون تک رہا ہون اور وہین مین نے یہ بھاشا سیکھی ہے اس

برہمن نے اوستاد کی زبان سے سنکے بظاہر تو سکوت کیا مگر دل مین کچھ شک سے اوسی دن اوس نے مندر کے دوسرے پجاریون مین یہ خبر مشہور کر دی سب لوگ بگڑ گئے اور قریب تہا کہ مصنوعی مہاراج کرشن صاحب پر کوئی آفت نازل ہو جائے غنیمت یہ ہوا کہ بعض لوگون کی تجویز سے اس امر کی اطلاع راجہ کو گئی اور راجہ بہی غور کرنے لگا کیونکہ معلوم ہوا کہ پنڈت کس بہاشا مین لکہتا ہے اور اصل مین کون ہے اس راز کے افشا ہونے کو تقریباً ایک ہفتہ گذرا ہوگا اور شہر کے بہت کم لوگ ہونگے جنکو اس واقعہ کی خبر نہ لگی ہو۔

شاہزادی سوہنا جو اسیری سے آنے کے بعد اب سمت اور منصب [illegible] ادا کرتی تہی علاوہ برین یہ خوف اوسے اور غم مردہ بنائے رکہتا تہا کہ اوسکی گذشتہ کارروائیون کو جے رام مشہور نکر دے جو اوسکے لئے موجب بڑی بدنامی اور بےعزتی کا ہوگا سوا اسکے منصور کا ایک خیال بہی سوہنا کے دل پر طاری رہتا تہا اور نیز اوسکی وجہ سے سوہنا کے اوپر ایک بیتابی کا عالم بیان کر چکے ہین کہ سوہنا نے جتنی کمالات بحیثیت ایک سپاہی کے پیدا کئے تہے اوس سے زیادہ لیاقت ایک عالم فاضل پنڈت کی حیثیت سے حاصل کرتی تہی۔ مسلمانونکی قید سے واپس آنیکے بعد اسکی دلکو دنیاوی معاملات سے کچھ ایسی بے تعلقی ہو گئی اس نے فوجی کارروائیان بالکل چہوڑ دین اور اپنی زندگی علوم وفنون کے عمدہ اور لطیف منظر مین گذارا کرتی تہی دربار کے سپہ سالارون اور وزرا کے علاوہ اب اوسے پنڈتون اور اہل علم کی صحبت پسند تہی یہ خبر اوسکے کانون مین پہونچی تو اوسے مہاراج کرشن سے ملنے کا شوق ہوا ایکروز رات کو اوس نے سادی وضع بعض خاص لوگونکو اطلاع کرکے اور عموماً سب سے چہپکے اس مندر کی راہ لی جسمین وہ مسلمان پنڈت رہا کرتا تہا۔

رات زیادہ آچکی ہے اور تارے بخوبی کہلے ہوئے تہے کہکشان نے آسمانی پیشانی پر ایک خوشنما افشان چن دی تہی اور ماہتاب کے طلوع کا انتظار تہا۔ سڑکون کے چراغ ہوتے جاتے تہے دوکانداروں نے اکثر دوکانین بند کر لی تہین

ہان مندر کے دروازون پر پوجاری اور برہمن پھول اور سیندور وغیرہ لئے ہوئے ابتک اس انتظار مین بیٹھے تھے کہ دیوتاؤن کے عاشق ان کی پوجا کیلئے آئین تو انکو باسانی پوجا کرادین ستارون کی جھلملاہٹ روشنی مین ہر چہار پہاڑیون کی چوٹیان نظر آرہی ہین جو چھوٹی سے شہر اجمیر شریف کا محاصرہ کئے ہوے کھڑی ہین اور جنہون نے وہان حکمرانون کو شہر کی مصنوعی کا زیادہ اطمینان دلایا ہے جنوب کیطرف پہاڑ پر سرستی جی کا مندر سفید سفید چمکتا نظر آرہا ہے جسپر ایک چھوٹی سی جھنڈی اڑ رہی ہے شور و ہنگامہ کم ہو گیا مگر سنکھ اور گھنٹون کی آوازین ہر طرف سے آرہی ہین جہین مہاراج کرشن رہا کرتے تھے اور اوسکے متعلق جو بڑا عالیشان ٹھاکر دوارہ تھا دونون شہر سے باہر ایک پہاڑی پر واقع تھے یہ پہاڑی اگرچہ باہر تھی مگر اس سے ملی ہوئی تھی اور اوسکے لمبے لمبے گنبد کا کلس بھی شہر کے اس وسیع کشادہ سڑک سے نظر آرہا تھا جسپر ہماری ہیروئن شاہزادی جا رہی ہے۔ ایک سادہ سرخ ساڑھی اوسکے زیب بدن ہے سر سے پاؤن تک مرصع زیورون لدی ہوئی تھی اسباب نہین تھا تو نہ ہو کچھ پرواہ نہین چھوٹے چھوٹے تارون ہی کی مانند شعاعون مین اس کا چہرہ پوری آب و تاب دکھا سکتا ہے مگر نہ جانے کس غم اور شرم سے وہ اپنا سر اس انداز سے جھکائے کہ اسکے سراپا عصمت چہرہ تک کسیکی بازاری نگاہ پہنچ ہی نہین سکتی موہنا کے دل کو اگرچہ خدا نے بہادری جرات کے مردانہ زیور سے آراستہ کر دیا ہے مگر وہ زیادہ طبیعت کے جوش کی وجہ سے عورتون کی طرح ہر آنے جانے والے سے بچکے جا رہی ہے اسکی مستانہ چال بہت نگاہون کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے لیکن وہ اس پھرتی سے ہر نظر کو اپنی اوپر سے جاتے تھے شہر کے باہر نکلی اور پہاڑی پر چلتے لگی اور جب مندر اور ٹھاکر دوارہ دکھائی دیا۔ اندر سے کسی شخص نے آکر دروازہ کھولا اور پوچھا تم کون۔

موہنا۔ مہاراج کرشن جی ہین؟

شخص۔ ہان ہین کیا کام ہے۔

موہنا۔ مین اوس سے ملکر بیان کرونگی مجھے اُن سے بڑا ضروری کام ہے یہ سنکر اوس شخص نے کہا تو آؤ اور یہ کہکر اوس نے راستہ چھوڑ دیا اور موہنا اندر داخل ہوئی پہلے مندر مین جاکر اس نے مورت کے آگے ادب کیساتھ ہاتھ جوڑ کر سر جھکایا پھر وہان سے نکلکر اس شخص سے جسنے دروازہ کھولا تھا اور جو مندر کے دروازے کے پاس کھڑا تھا کہنے لگی اب مجھے بتاؤ مہاراج کہان ہین۔

وہ شخص مہاراج کرشن کے کمرے کی طرف لیچلا کمرہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا اندر چٹائی بچھی ہوئی تھی اور ایک چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ بہت سی کتابین ایک مقام پر ترتیب کیساتھ رکھی ہوئی تھین اور ایک چٹائی پر بے ترتیب پڑی ہوئی تھین وہ شخص جو ساتھ آیا تھا موہنا کو اندر لایا تھا اور کتابون کو ہٹا کے ایک طرف کیا اور موہنا کیطرف متوجہ ہوکے کہنے لگا بیٹھیے۔

موہنا۔ ابدگمان کی وضع سے ٹھٹککر کرشن جی کے پاس آئی ہون وہ کہان ہین۔

شخص۔ مین ہی مہاراج کرشن ہون آپکو جو کچھ پوچھنا ہو پوچھیئے۔

اتنا سنتے ہی موہنا ایک سناٹے مین آگئی اور گھبراکر مصنوعی برہمن کی صورت دیکھنے لگی اور دیر کے بعد کہنے لگی۔ آہا کیا آپ ہین۔ مین نے نہین پہچانا مہاراج مین نے آپکے علم کا بہت شہرہ سنا ہے اور اس لئے آپکی زیارت کو حاضر ہوئی ہون۔

مہاراج کرشن۔ بیٹی تم دیوی جی کی پوجا کرتے ان باتون سے کیا کام تو مخلوق کی بیٹی ہو ان سے علم کی مصیبتین تجھسے نہ برداشت ہو سکیگی۔

موہنا۔ آہا تو جوکہ مہاراج مین نے تو بڑا جب یہ علم حاصل کیا ہے آپکی وجہ سے آپکے درشن کی مشتاق ہون اور اب چاہتی ہون کہ آپ مجھے اپنے فیض سے محروم نہ رکھین۔

برہمن یہ سنکے کچھ دیر تک غور مین رہا اپنا اقرار توڑ جانیکا اسے بہی کسیقدر

کھٹکا ہوگیا تہا۔ اور اسوقت خلاف معمول اس شکل وشمائل کی اور اس قسم کی ایک لڑکی کا زیادہ بدگمانی کا باعث ہوگیا۔ وہ موہنا کی طرف متوجہ ہوکے کہنے لگا بیٹی تو کہان رہتی ہے تجھے یہان تکلیف کرنیکی ضرورت نہین تو جو کہیگی مین خود آکے پڑہایا کرونگا۔

موہنا۔ نہین مین آپکو تکلیف دینا نہین چاہتی ہون خودہی حاضر ہوجایا کرونگی مین ایک مسلمان عالم سے ملی تہی اوسکے خیالات سن سن کے مجھے ایسی نفرت پیدا ہوئی کہ مجھے ایسے مسلمانون سے زیادہ اچھی معلوم ہوتی ہین آپکے پاس صرف اس لئے آئی ہون کہ آپکی باتین سنکے اور آپ سے فیض اوٹھاکے اپنے دل سے ملکشونکی محبت نکال ڈالون۔

یہ سنکے مصنوعی برہمن ایک سناٹے مین آگیا اوسے یقین ہوگیا کہ یہ لڑکی بیشک میرے راز سے واقف ہے مگر تہوڑا بہت جو شک باقی تہا اوس کے رفع کرنے کے لئے پوچھنے لگا۔ تو نے ملکشون کو کہان دیکھا ہے کون ملکش عالم تجہ تک پہونچا اور تو نے کیونکر اوسکی صحبت اوٹھائی کیا کوئی ملکش یہان اجمیر مین آیا تہا

موہنا۔ میری بپتا آپ مہاراج سنئے تو بہت اچھا ہو مین مہاراجہ اجمیر کی فوج کے ساتھ لڑائی پر گئی تہی وہان ملکش کے ہاتہ مین گرفتار ہوگئی مین کچھ ان کی زبان بہی سیکہہ گئی ہون اون کا ایک عالم مجھے پڑہاتا تہا جو مجھسے اکثر باتین بنایا کرتا تہا اور چاہتا تہا کہ مین بہی ترکن ہوجاؤن۔

مہاراج کرشن جون جون ان واقعات کو سنتا تہا حیرت مین آتا جاتا تہا۔ آخر زیادہ ہوکر پوچھنے لگا بیٹا تو کس کس مسلمان کا نام جانتی ہے۔

موہنا۔ ہان مہاراج التونتاش سلطان محمود غزنوی کی فوج کا ایک بڑا سوار یا سپاہی ہے میرے پاس اکثر آیا کرتا تہا اور اسی نے میری آبرو بچائی التونتاش کا نام سنکر برہمن حیرت مین آگیا اور کہنے لگا۔ اچھا یہ تو بتا کہ تو کون ہے جو اتنی بڑی لڑائی پر گئی تہی۔

موہنا - مین یہان کے ایک سردار کی لڑکی ہون - مہاراج مین ابھی آپکو اپنا نام نہ بتاونگی مین اسی سے چھپکر آئی ہون -

مہاراج کرشن - تو مین تجھکو کیا سکھاؤن -

موہنا - یہ بتایئے کہ مسلمانون کا دہرم کیا ہے؟

اس جملہ نے برہمن کے چہرہ پر خوف طاری کر دیا - اور پھر رک کے بولا - مین کیا جانون کہ مسلمان کا دہرم کیسا ہے -

موہنا - نہین مہاراج مین نے سنا ہے آپ جانتے ہین اور برہمن کا بھید [illegible] مہاراج آپ گبھرائے نہین یہان مین اکیلی ہون اور کوئی دوسرا نہین ہے ہرگز آپ ایسا نہ سمجھئے آپ کا راز کسی پر ظاہر کرونگی - آپ صاف صاف بتا دیجئے کہ مسلمانون کا دہرم کیسا ہے؟

مہاراج کرشن صاحب پر اسقدر اضطراب غالب آگیا تھا کہ موہنا کی پہلی اسپر کلمات کچھ اثر نہ کر سکے انہون نے جو گھبراکے موہنا کی صورت دیکھنا شروع کی تو دیکھتے ہی رہ گئے دیر کے بعد موہنا پھر بولی آپ اسقدر گبھراتے کیون ہین اون لوگون مین نہین ہون جو کسیکا بھید چھپا نہ سکون -

مہاراج کرشن - تمہین کیونکر معلوم ہوا کہ مین مسلمانون کے دہرم سے واقف ہون -

موہنا - آپ کسی روز مسلمانون کی کتاب دیکھ رہے تھے اور آپ کا ایک چیلا آگیا تھا - مہاراج کرشن پر ایک سناٹا طاری ہوگیا اسی بات چیلے نے تمام مین مشہور کر دیا یہ خبر اب دنیا مین مشہور ہے - مہاراجہ صاحب بھی جانتے ہین اور سارے نگر مین مشہور ہے -

مہاراج کرشن - بیٹی تو اب اس کا کیا بندوبست کیا جائے مین تو سنکر حیران ہوگیا -

موہنا - آپ کا کوئی کچھ نہین کر سکتا - مین آپ سے وعدہ کرتی ہون کہ کوئی

کچھہ نکر سکے گا مگر آپ بتا دیجئے بلکہ مسلمانون کے علم کی کتابین پڑہا دیجئے۔

مہاراج کرشن۔ بیٹی اب تجھے معلوم ہوگیا تو مین اپنا حال بتائے دیتا ہون دیکھہ ایسا نہو کہ مین جان سے مارا جاؤن "

موہنا۔ مہاراج مین وعدہ کرتی ہون کہ کسیکو کانون کان خبر نہوگی۔

مہاراج کرشن۔ تو سنو مین ایک مسلمان شخص ہون صرف تمہارے پنڈتون کے علمون کا شوق مجھے ہندوستان مین کھینچ لایا ہے پہلے مین پنجاب اور سندھ مین رہا پھر وہان سے آگے بڑہا اور ہندوستان کے تمام ملک پھرتا پھراتا یہان آیا اور عرصہ سے یہان قیام پذیر ہون آجتک میری نسبت کسیکو کسی قسم کی بدگمانی نہوئی۔ اب کمبخت میرے ہی ایک شاگرد کو میرا حال یہان معلوم ہوگیا۔ افسوس بیٹی مین تمہارا احسانمند ہون کہ تم نے مجھے تسلی دلائی۔

موہنا۔ تو آپ پریشان نہون کوئی آپکا کچھہ کر نہین سکتا۔ اب مین چاہتی ہون کہ آپ مجھے فارسی پڑہا دیا کرین مجھے مسلمانون کی زیارت اور علم کے پڑہنے کا بڑا شوق ہے اگر آپ یہان رہینگے تو مجھے ان آرزون مین کامیابی حاصل ہو جائیگی۔

مہاراج کرشن۔ مسلمانون کا علم فارسی نہین عربی ہے اگر مسلمانون کے علم کا شوق ہے تو عربی پڑہو۔

موہنا۔ آپ عربی جانتے ہین تو وہی زبان کو مین سیکھونگی۔ آپ پڑہا دیجئیگا

مہاراج کرشن۔ ہان مین اتنے مین کسی نے دروازہ دھمدھمایا موہنا گھبراکر پوچھنے لگی کون ہے۔ برہمن نے کہا کوئی نہین میرے دو چیلے ہین جو جوگی ہوگئے شاید وہی ہونگے۔ رات زیادہ آچکی ہے غالباً وہی آئے ہونگے اس وقت روز آیا کرتے ہین۔ آپ بیٹھی رہین مین جاکر دروازہ کھول آؤن۔ اتنا کہکر برہمن اٹھکر گیا اوسکے ساتھ دو نوعمر شخص آئے جنکے حسن وجمال اور عنفوان شباب کو دیکھکر افسوس معلوم ہوتا تھا کہ نفس کشی اور جوگ کے مصائب اپنپر بڑا ظلم کر

ہین دونون کے لمبے لمبے بالون کی لٹین ہندو جوگیون کیطرح سر پر لپٹی ہوئی تہین چہرے کے بہبوت ملا ہوا تہا جو بظاہر تو ان کے حسن کو خاک مین ملا رہا تہا مگر اصل مین وہ چہرے کے نور کو اور لئے اُبہرتا تہا گیروی کفنیان اونکے جسم پر تہین دونون آگے اور اپنے گرو کے سامنے سر جہکا کے ادب سے بیٹھہ گئے۔ سوہنا انکی صورت دیکہتے ہی ایک سناٹے مین آگئی اور اوس کے دلمین طرح طرح کے خیالات گذرنے لگے برہمن مہاراج کرشن نے اسکی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اون لوگونکے سامنے وہ کوئی لفظ زبان سے نہ نکالے لہذا اوسپر جو سکوت کا عالم طاری ہوگیا تہا اوسکو اس اشارے نے اور ترقی دلادی۔ مہاراج کرشن نے جب دیکہا کہ سوہنا کو حیرت اور اضطراب طاری ہے تو اس نے اپنے چیلون سے کہا کہ تم دونون ابہی جاکے اپنی کوٹہری مین بیٹہو تہوڑی دیر کے بعد مین تمہین بلالونگا۔

چیلون نے گرو کے حکم کی تعمیل کی اور اوٹہتے وقت پیاری سوہنا کو حیرت اور دلچسپی کی نگاہون سے دیکہتے ہوئے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد یہ سوہنا برہمن کیطرف متوجہ ہوئی اور برہمن بولا۔ لڑکی تو مسلمانون کا علم پڑہکر کیا کریگی تجہے مسلمانون سے کیا غرض ہے تیرا جو مطلب ہو اوسکو صاف صاف بیان کر شاید میرے امکان مین ہو کہ مین تیری حاجت روائی کرسکون۔

سوہنا۔ آہ! کسیطرح مجہے اتنا معلوم ہوتا کہ سلطان محمود کی فوج ہندوستان مین پہر آئیگی یا نہین۔

مہاراج کرشن۔ سلطان سے تجہے کیا علاقہ! اور اگر اس مین تیری کوئی غرض ہے تو مین بتائے دیتا ہون کہ خود سلطان ہندوستان مین آگئے اس دفعہ اونکا ارادہ ہے کہ خود قنوج کو فتح کرکے راجپوتانہ مین آئین۔

سوہنا۔ خوشی سے چونک کر! سلطان آگئے! آپکو کیونکر معلوم ہوا؟

مہاراج کرشن۔ اب مین یہ بہی بتائے دیتا ہون کہ میرے دو ایک شاگرد بہی مسلمان ہین جو ہندوؤن کی وضع مین اپنے آپکو چہپائے رہتے ہین انکے

ذریعہ سے ایسی خبرین مجھکو ہمیشہ پہنچ جایا کرتی ہین۔

یہ جواب سنکے موہنا برہمن کی صورت پہر غور سے دیکھنے لگی۔ تو آپکو شاید یہ بہی معلوم ہوگا اس سفر مین سلطان کے ساتہہ کون کون افسر آیا۔

مہاراج کرشن۔ سبہی افسر ہین جنکو پوچہو بتادون۔

موہنا۔ سلطانی فوج مین ایک نوعمر افسر ہین منصور وہ ہمراہ ہین یا نہین۔

برہمن۔ ہان آئے ہین کیون تمکو منصور سے کیا غرض ہے اتنا کہکے برہمن نے موہنا کی صورت دیکھی اور آپ سوچکر کہنے لگا بیٹی تو راجکنوار موہنا تو نہین ہے۔ یہ جملہ سنکے موہنا کی صورت اوتر گئی اور چہرے پر ہوائیان چہوٹنے لگین مگر اوسنے دل کے قوی جوش کو روک کر کہنے لگی۔ میری ایسی قسمت کہان کہ موہنا مین ہون۔ موہنا راجہ کی بیٹی ہے اور مین تو ایک راجپوت سردار کی لڑکی ہون اپنے باپ کے ساتہہ مین بہی لڑائی پر گئی تہی۔ اور اسیوجہ سے مین منصور کو جانتی ہون۔ اسلئے کہ میرے قید کے زمانہ مین اونہون نے ہمپر بڑی مہربانی کی تہی۔

مہاراج کرشن۔ نہین نہین مین سمجہ گیا۔ مگر مجھے تعجب ہے کہ شاہزادی ہوکر آپ اس طرح یکہ و تنہا میرے پاس چلی آئین۔

موہنا یہ جملہ سنکے شرما گئی اور برہمن کے سوال کا جواب نہ دیسکی۔

مہاراج کرشن۔ اب اچہا تو مجھے آپ کا حال معلوم ہوگیا۔ منصور کے متعلق مین آپکو ہر امر بتا سکتا ہون۔ منصور نے مجھسے ملاقات کی ہے اور میرے شاگرد برابر آتے جاتے ہین اونکے ذریعہ سے میرا پیغام اون پاس جاتا ہے اور اون کا پیغام میرے پاس آتا ہے۔ مگر مین نے اتنا عہد کرلیا ہے کہ یہان کی فوج اور راجہ اجمیر کے حالات سے مجھے کچہ تعلق نہین۔ انکی فوجکشی اور لڑائی کے متعلق کبہی خط و کتابت نکرونگا۔

موہنا۔ مین پوچہتی ہون کہ منصور کا نام آتے ہی آپکو میرے تمام حالات کیونکر معلوم ہوگئے

مہاراج کرشن۔ مجھے اپنے شاگردون کے ذریعہ سے تمام حالات معلوم ہوچکے۔

ہین مین بھی چاہتا ہون کہ منصور نے زبردستی بلکہ ظلم کرکے آپکو یہان بھیجدیا یہ جملہ سنکے سوہنا شرما گئی۔ دیر کے بعد اوس نے ندامت سے سر اوٹھایا اور کہنے لگی جناب اب تو آپکو میرے تمام راز معلوم ہو گئے مین چاہتی ہون جسطرح آپکے پہلے مین راز دار نہین اور میرے حالات کی کسیکو اطلاع نہ دین۔ آپ سے ذریعہ مین منصور کے سفر اور حالات دریافت کرتی رہونگی اور بہت سے کام لونگی۔ ظاہر مین آپ میرے نہین اور میرے حالات سے کسیکو اطلاع نکرین مگر پوشیدہ طور پر اسکے واسطے انتظام ہونا چاہیے کہ کوئی خلوت کا وقت معین کیجیے اوسوقت یہ روز حاضر ہوا کرونگی۔

مہاراج کرشن۔ مین ہر طرح سے آپکی خدمت کو حاضر ہون مگر میرے دونون شاگرد جنکو ابھی آپ نے دیکھا وہ میرے راز دار ہین۔ وہ بھی مسلمان ہین بلکہ جن دنون محمود کی فوج مین تہین ان دنون وہ بھی وہین تہے انکو مین آپکے راز سے بھی مطلع کرونگا اسلیے کہ اونہین کے ذریعہ تمام کام نکلیگا۔ دیکھیے مین انکو یہان بلاتا ہون شاید آپ اونہین پہچان لین۔

یہ کہکر مہاراج کرشن اوٹھ کر گیا اور اُن دونون لڑکونکو بلا لایا اور وہ آکر بہ ادب بیٹھ گئے سوہنا دیر تک انکی صورت غور سے دیکھتی رہی اور اونہون نے بھی کبھی کبھی نظر اوٹھا کر اوسکی صورت دیکھ لی۔

مہاراج کرشن۔ شاہزادی صاحب آپ نے انکو کبھی دیکھا تو نہین ہے یہ جملہ سنکے دونون لڑکے مسکرائے اور ان مین سے ایک نے اوستاد کیطرف دیکھا۔ ہان شہزادی صاحب نے ہمین دیکھا ہوگا مگر ہم نے میدان جنگ مین مقابلہ کرتے اور پہر اوسوقت جب اونکی سکھیان وہان سے روانہ ہوئی ہے دیکھا تھا۔ سوہنا یہ باتین سنکر بہت پریشان ہوئی اور دل مین کہنے لگی۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہان کے آدمی کہان پہنچ جاتے ہین۔ ہمین گمان بھی نہ تہا کہ ہمارے دیسمین کوئی بھی ترک ہوگا مگر اب جو دیکھا تو بہت سے نکل آئے۔

اچھا تو آپ روز جسوقت چاہین آیا کیجیے رات کا وقت اچھا ہوگا کل بھی آپ اسی وقت آئیگا

بہت اچھا مین رات ہی کو حاضر ہونگی - یہ کہکر سوہنا اوٹھی اور سب سے رخصت ہوکر چلی گئی -

گیارہوان باب

متہرا جی

دریاے جمن کے کنارے ایک قدیم شہر آباد ہے جسکو متہرا کہتے ہین - اس شہر کو اس امر سے مذہبی وقعت حاصل ہوگئی ہے کہ اوسکے پڑوس مین وہ دلفریب مقام واقع ہے جسکو بندرابن کہتے ہین - اور جسکو سری کرشن جی کی پیدائش سے عزت حاصل ہوئی ہے متہرا یون تو ہمیشہ ہندوستان کے دیندار ہندؤنکا مرجع رہا ہے مگر مسلمانون کے پیشتر اس شہر کو جو رونق حاصل تہی وہ پہر نصیب نہوئی اس کے عمدہ سواد مین مستطیل وضع کے مندر مقدس دریاے جمن کے کنارے کنارے دور تک چلے گئے ہین جن مندرون کے درشن کا شوق سیاحونکو دور دور سے کہینچ لاتا تہا انکی عمارتین لوگونکو حیرت مین ڈال دیتی تہین - سلطان محمود غزنوی نے اپنے بعد کے حملہ مین اس پاک چشمہ جمنا کے کنارے ایک اور قدیم شہر کو تخت و تاراج کیا تہا جس کے آثار اب نظر نہین آتے - اس شہر مین پہنچکر اسی معلوم ہوا کہ متہرا یہان سے قریب ہے اور عقیدتمند ہندؤنکا ایسا مرجع ہے کہ اسکے مندرون مین بہت کچہ دولت ملنے کی امید کیجاسکتی ہے - محمود کے دل مین اسلام جوش نے وہ شوق پیدا کردئے تہے ایک تو یہ کہ بتون کو توڑ توڑ کے ثواب آخرت کا مستحق قرار پائے دوسرے یہ ہندوستان کے خزانون سے جسقدر مال و دولت ملے اوسے لوٹ لے اپنے شہر کے بلکہ عموماً دیندار مسلمانون کے نذر کرے - اس طبیعت کے اولوالعزم بادشاہ کے لئے یہ اشارہ کافی تہا فوراً کوچ کا حکم دیا گیا اور وہ مبارک اور برگزیدہ شہر جو آجتک ظالمون اور خونریز فرمان رواؤن کی تیغ ستم سے محفوظ رہا تہا گہیر لیا گیا - متہرا اس سے واقف ہی نہ تہا کہ لڑائی

کیا چیز ہے اور اوسکے نتائج مین کیا ہوا کرتا ہے وہ سری کرشن کا ایک عشرتگاہ تہا جہان سے ایشائی قدیم حسن و عشق اور بیج کی عاشقانہ دلفریب بیبیونکی ابتدا ہوئی اسمین کہان اتنی طاقت تہی کہ مسلمان حملہ آورون کی تلوار کو ذرا بہی روک سکتا راجہ دہلی جسکی حمایت مین یہ پاک شہر تہا اس نے خبر بہی نہ لی اور محمود کی جوانمردون نے اپنی جوانمردیون کا جوش و خروش نازک اندام اور شیرین گفتار دلربا عورتونکو دکہایا۔ اس تاخت و تاراج سے فراغت ہونے کے بعد سلطان نے اپنی فوج ظفر موج کو واپسی کا حکم دیا۔ سلطان کی فوج کا بہادر جان نثار منصور بہی ان لوگون مین تہا جنہون نے اس جنگ مین اس جنگ مین اپنی بہادریان دکہائی تہین جس روز واپسی کا دن تہا اور قصد تہا کہ ابتدائی شب سے کوچ کیا جائیگا۔ اس روز منصور اپنے خیمہ مین سست اور مضمحل بیٹہا ہوا تہا سر جہکا ہوا تہا۔ اور خدا جانے کس قسم کے خیالات دل مین گذر رہے تہے کہ چہرہ کا رنگ آتا تہا اور ایک جاتا تہا وہ انہین افکار مین تہا کہ فوجی موذن نے مغرب کی اذان دی منصور کے دلمین جو ایمانی جوش تہا اور جو اسے ان جنگ کے میدانون مین لے آیا تہا اس نے یکبیک وہ تمام خیالات اوڑا دئے اور دفعتہً چونک کے اور وہ اپنے خیالات خواب سے چونکا یاد آیا کہ وضو سے اوٹہ کے مسجد کیطرف روانہ ہوا جو سری اسلامی لشکرگاہ مین بطور خیمونکے قایم کرتی تہی پہونچا تو وہان تکبیر ہو رہی تہی منصور بہی شریک نماز ہوا خوش الحان قاری نے امامت کی اور خدا کے رعب و جلال کے ساتہ حمایت دین کا جوش ہر عابد کے دلمین پیدا کر دیا الغرض نماز سے فراغت پاتے تہے اور متفرق طور پر اپنے فرودگاہ کو روانہ ہوتے تہے۔ منصور جب نماز سے فراغت کر کے چلا تو چار قدم چلا ہوگا کہ مسجد سے کوئی شخص نکلا جسنے دوڑ کر اسے سلام کیا اور ادب کے ساتہ کہنے لگا مجہے آپ سے پوشیدہ طور پر عرض کرنا ہے

منصور۔ فرمائیے۔

شخص۔ مین یہان عرض نہین کر سکتا۔ آپ میرے ساتہ اس لشکرگاہ سلطانی سے

باہر تشریف لیچلئے تو عرض کرون۔

منصور نے یہ سنکر اس شخص کی صورت دیکھی اور حیرت مین آکر پوچھنے لگا آپ کون ہین

شخص۔ اس کو آپ نہ پوچھتے تو اچھا ہوتا مگر آپ کا شک رفع کرنے کے لیے مین بتائے دیتا ہون۔ مین ایک مسلمان فقیر ہون میری زندگی زہد و ریاضت مین گذرتی ہے سلطان فوج کے ساتھ مین ہندوستان مین آیا ہون مگر یہان ایک ہندو جوگی سے ملاقات ہوئی جس کے روحانی کمالات نے مجھے حیرت مین ڈال دیا ہے مجھے حیرت ہے کہ ایک کافر مین ایسے کمالات کیون پیدا ہوگئے اس سے جو خرق عادات ظاہر ہوئے ہین اونکو کرامت کہون یا استدراج کہون بہرحال مینے اب اوسکی صحبت اختیار کر لی اور واپسی کا ارادہ نہین ہے آپکو اسی جگہ جوگی نے بلایا ہے خدا جانے وہ کیا کہیگا۔ بظاہر سلطان کے بارہ مین وہ کوئی پیشین گوئی کریگا۔

منصور۔ اوہ مین ان باتونکا معتقد نہین ہون ایک مشرک ہمارے بارے مین کیا کہہ سکتا ہے۔ غیب کا حال سوائے خدا تعالی کے کسیکو نہین معلوم۔

شخص۔ تو آپکے چلے چلنے مین کیا عذر ہے۔ ابھی ابھی چلے آئیگا۔

منصور۔ اچھا تمہارے کہنے سے چلا چلتا ہون۔

یہ کہکر منصور اوسکے ساتھ روانہ ہوا اپنی فوج کے خیمون اور سپاہیون کی وضع اور اوس جوش کو جو سلطان محمود کے دل سے شروع ہوکر مجاہدین کے دلین پھیل گیا تھا۔ دیکھتا ہوا لشکرگاہ سے باہر نکلا۔ شروع شام کا وقت تھا تارے نکلتے آتے تھے اور طیور درختون پر بسیرا لیے جاتے تھے۔ بزم عالم پر خموشی طاری ہوجانے سے قبل ہنگامہ بھی خفیف ہو چلا تھا راستہ جسقدر نظر آتا تھا اب اوسکو بھی تیرگی اپنے دامن مین چھپانے لگی ایک ایسے وقت مین۔ سلطان محمود کی فوج کا اور بہادر افسر منصور اوس مسلمان درویش کیساتھ چلا جاتا ہے وہ فقیر چلے تو ایک مسطح اور سرسبز میدان مین لیگیا جس کے دامن

مین ہر چہار طرف پہیلے ہوئے تہے اور شام کی آہستہ خرام ہوا آزادی سے ادہر اودہر حقیقت خفیف خنکی کا اثر پہیلاتی پہرتی ہے اس میدان کی انتہا پر ایک جنگل تہا یہ دونون رہ نورد صحرا کو قطع اس جنگل مین داخل ہوئے جنگل کی تہوڑی مسافت طے کرکے منصور اپنے رہبر کیطرف متوجہ ہوا اور پوچہنے لگا اب کتنی دور باقی ہے۔

درویش۔ جتنی دور آپ آئے ہین اوتنی ہی دور اور ہوگا۔ یہ دریا سے جمنا تک جنگل چلا گیا ہے وہ جوگی دریا کے کنارے ایک مٹہہ مین رہتا ہے۔

منصور۔ مجہے اگر معلوم ہوتا کہ اتنی دور ہے تو اپنے گہوڑے پہ ہولیتا پیادہ پائی کی مصیبت نہ اوٹہاتا۔

درویش۔ آپ کا کام تو فوجکشی اور ہے آپکو چلنے مین یون ہمت نہ ہار دینا چاہیے اگر کوئی یہ سنے کہ وہ افسر جس نے غزنی سے کوچ کیا اور متہرا پر تاخت کی وہ دو قدم چلنے سے عاجز تہا تو شاید سلطان کے لئے شرم کی بات ہے۔

منصور۔ اچہا اب معاف فرمائے مگر جلدی قدم بڑہائے چلئے۔

تہوڑی دیر مین منصور نے جنگل کو طے اور دریائے جمن کے کنارہ پہنچا داہنے طرف فاصلہ پر ایک پختہ گہاٹ بنا ہوا تہا جسکی سیڑہیان پانی کے اندر چلی گئین تہین اور ان سیڑہیون کے برابر ایک مندر بلندی پر قدیم ہندو وضع کا تہا قبل اس کے کہ یہ لوگ مندر کے قریب پہونچین چند نو عمر جوگی آکر گہیر لیا اور کہنے لگے ہمارے گرو جی تمہاری اس وضع کو ناپسند کرینگے اگر اون سے پاس جانا ہے تو اپنی تلوار کو یہین چہوڑ دو۔

منصور۔ (طیش مین آکر) مین تو ضرور ملونگا اور اپنی اسی وضع سے ملونگا۔ اور وہ درویش جو منصور کو لایا تہا اوسکے چہرہ پر غیظ و غضب کے آثار دیکہکر سمجہانے لگا کوئی مضائقہ نہین فقیر لوگ تارک الدنیا ہوتے ہین ان کے پاس جانے مین کسی قسم کا خوف نہین ہے آپ اپنی تلوار مجہے دیدیجئے مین یہان لئے بیٹہا رہونگا ممکن نہین کہ اور کوئی شخص تلوار لئے ہوئے وہان جاسکے آپکو اگرچہ اس گفتار

سے ملک مین احتیاط ہوگی مگر مین سچ کہتا ہون وہان جانیکا راستہ اسی طرف سے ہے بغیر میرے حکم کے کوئی اسلحہ بند شخص وہان تک پہونچ نہین سکتا اپنی تلوار آپ مجھے دیدیجئے اور جوگی صاحب سے مل آئیگا ۔

منصور ۔ مین اپنے شوق سے یہان نہین آیا ہون پھر کیا وجہ ہو کہ مین کسی اور کے اصول کی پابندی کرون ۔ صرف تمہاری خاطر سے لو یہ تلوار مین دیتا ہون خبردار کوئی اسلحہ بند ہندو ادہر سے جانیکا قصد کرے تو مجھے خبر دینا مین وہان بیٹھونگا نہین صرف ملکر آؤنگا یہ کہکر منصور نے تلوار فقیر کے ہاتھ مین دی اور ان جوگیون کے ہمراہ مندر کیطرف چلا ۔ منصور تھوڑی ہی دور گیا ہوگا کہ وہ فقیر جسکو تلوار دیگیا تھا نظر سے غائب ہوگیا ۔ منصور نے چندان خیال نہ کیا مندر کے اندر جیسے ہی داخل ہوا کئی ہندو جوگی لپٹ گئے اور اوسنے ہزار کوشش کی کہ ان لوگون کے ہاتھ سے نجات پائے مگر ان لوگون نے کسی طرح پیچھا چھوڑا سبہون نے اوسے ملکر باندہ لیا اور قیدیون کیطرح مٹھ کے اندر باندہکر بٹھا دیا ۔ منصور حیرت تھی کہ یہ لوگ کون ہین اور انہون نے مجھے کیون گرفتار کر لیا آخر ایک طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا ۔ کیون! آخر مین نے کیا قصور کیا ہے جو یون فریب دیکر تمنے مجھے گرفتار کر لیا ۔

ایک جوگی ۔ تمہارا قصور ابھی تمہین نہین معلوم ہو سکتا ۔

منصور ۔ کیا صرف مسلمان ہونا میرا جرم ہے ؟ یا اس خیال سے گرفتار کیا گیا ہون کہ مین نے ہندو راجاؤن پر بڑے بڑے حملے کیے ہین اور انہین تباہ و برباد کر دیا ہے ۔

جوگی ۔ نہین یہ نہین ہملوگونکو ان معاملات سے کیا غرض ہے لیکن تمکو چند روز کے بعد خود ہی معلوم ہو جائیگا ۔

منصور ۔ آہ! مجھے ستانا بیکار ہے! تم لوگ کیا جانو کہ مین کیسی مصیبت مین مبتلا ہون میری زندگی خدا جانے کیونکر گذر رہی ہے ۔ ہائے کتنے مجھے دہوکا دیکر

گرفتار کیا ہے یہ تمہاری خطا نہین - یہ خود میری قسمت کا قصور ہے - مین نے ایسی ایسے لوگون پر ظلم کیا ہے جنکے ظلم زمانہ اوٹھایا کرتا ہے آہ مین نے معشوقون پر ستم کئے ہین! آہ سوہنا مین نے تجھپر ظلم کیا تھا - آہ عذرا خدا جانے تو مجھے کیون چھوڑ گئی - ہائے مین نے تیرا قصور کیا کیا تھا تیرے ہی لئے سوہنا سے بیوفائی کی! تو مجھے دغا دیکے اور مجھے چھوڑکر چلی گئی آہ - لیلا بھی نہین جو شاید تسلی ہی دیتی! اس نے بھی تیرا ساتھہ دیا - تینے معشوقون سے چھوٹ گئے ہین اس سفر مین یونہی اپنی جان سے بیزار ہو رہا تھا اسپر یہ ستم نہین ستم (یعنی جوگی کیطرف متوجہ ہوکر) بہتر ہوکر تم مجھے قتل کر ڈالو کہ مین ان عذابون سے روحانی بلاؤن سے نجات پاؤن یہانتک بیان کرکے رونے لگا -

جوگی - آپ دل مین رنجیدہ نہوجئے - مین اطمینان دلاتا ہون کہ آپکو کسی قسم کی تکلیف نہوگی -

منصور - یہی تو غم ہے تم مجھے قتل کر ڈالو - مین ہون ہی اسی قابل - اچھا وہ مسلمان جوگی کہان ہے؟ جو مجھے فریب دیکر یہان لے آیا تھا -

جوگی - ہم نہین جانتے وہ کہان ہے؟ اور ہم کو یہ بھی نہین معلوم کہ وہ کون ہے -

منصور - اس ظالم ہی نے مجھے دہوکا دیا وہ فریب دیکے مجھے لے آیا تھا اب تو مین تمہاری قید مین ہون - اگرچہ بتادو تو کوئی ہرج نہوگا آہ وہ کون شخص تھا یہ ممکن نہین کہ تم اوسے نجانتے ہو -

جوگی - ہم نہین جانتے اور نہ کچھ بتا سکتے ہین -

اتنا کہکر سب جوگیون نے نوجوان منصور کو ایک کوٹھری مین بند کرکے کنڈی چڑھا دی -

بارہوان باب

گرفتار بلا

سلطان محمود کی فوج کا نوجوان اور بہادر افسر ایک گمنام مقام مین قید ہوگیا

سردست ہم اسے موقعہ دیتے ہین کہ اس بیکسی اور تنہائی کے مقام پر بیٹھکر اپنے خیالات پر غور کرے سلطانی فوج مین جو تہلکہ پڑگیا ہوگا اور خود دربار اسلامی مین جو سراپا غم تشویش پیدا ہوگئی ہوگی بالفعل ہم اس سے قطع نظر کرتے ہین۔ منصور اسی مندر مین ہے اور سلطان محمود غزنوی دریاے جمنا تک ہندوستان کے مقدس شہر متھرا مین ٹھیرا ہوا ہے متھرا کی تباہی کا اثر یون تو ہندوستان کے ہر شہر پر پڑا۔

مگر دو راجاؤن کو بڑی فکر ہوئی ایک تو راجہ دہلی جو متھرا کا مالک اور جسکو مذہبی توہین کے علاوہ ملکی نقصان بہی پہنچا تہا دوسرے راجہ اجمیرش جسکے دلکو گذشتہ شکست کا بہت بڑا صدمہ پہنچا تہا اور جس کو خوف تہا کہ ایسا نہو کہ سلطان متھرا سے فراغت پاکے اجمیرش کا قصد کرے وہ ایک شریف خاندان راجپوت تہا اور سچی بہادری اور سرگرمی رگ و پا مین خون کے ساتھ دوڑتی تہی وہ اس امر کو گوارا نہین کرسکتا تہا کہ خود سبقت کرکے آگے بڑہے اور محمود کی فوج سے دل کہول کر ایک پورا مقابلہ کرے اسلیے کہ محمود نے اوسکی پیاری سوہنا کو نہایت عزت و احترام کیساتھ اسکے پاس بہیجدیا تہا ہم اوسے بہی اوسی کے افکار مین چہوڑدیتے ہین اور اوسکے راج سبہا سے نکلکر اس خوشنما مندر کیطرف چلتے ہین جسکے متعلق ایک شوالے مین ہمارے دوست مہاراج کرشن صاحب ذرا فکرمند بیٹھے ہین۔

رات کا وقت ہے اور اندہیرا ہر طرف چہایا ہوا ہے جس گہڑی سری کرشن جی نے دنیا مین جنم لیا تہا یعنی آدہی رات گذر گئی ہے اور چاند ابہی ابہی چہپ گیا ہے مندر کے سنہرے کلس پر ماہتاب کی شعاعین جگمگانے لگی ہین اور شہر کے باہر جو نیلے دہبے وہ بخارات نظر آرہے ہین جو کہر کی صورت مین اس تمام حصہ پر چہائے ہوئے ہین جو مندر کے باہر سے شروع ہوا ہے اور کوہستانی نشیب و فراز کہاتا ہوا کوسون تک چلا گیا ہے مغرب کیطرف شہر کی عمارتون کے بلند کلسے اور شوالون کی لمبی لمبی چوٹیان اور سکوت کیساتھ اپنا تماشہ دکہا رہی ہین اور مغرب کیجانب پہاڑون کی چوٹیان نظر روئی کا ساتھ دیتی ہوئی

آسمان کے اس افق سے جا کے ملگئی ہین مہاراج کرشن کے حجرے کا دروازہ کھلا خود مہاراج کرشن اپنے مقام پر بیٹھا ہوا ایک عربی کتاب پڑھ پڑھ کے اوس کا [illegible] بیان کر رہا ہے اور حوروش ماہ سیما سوہنا جیسے اوستاد کی [illegible] مین پہنا کے زیادہ رات آنے خیال بالکل ہٹا دیا تھا حسن عقیدت کیساتھ اوستاد کی باتین سن رہی تھی سوہنا کے پیر بھائی اور مہاراج کرشن کے دونون رازدار چیلے بیٹھے اوستاد کی اُپدیش نہایت ہی استغراق کیساتھ سُن رہے تھے یکایک راجہ کی ڈیوڑھی سے نرسنگے کی آواز آئی جو ہمیشہ آدھی رات کے وقت عام لوگون کی اطلاع کے لئے بجا کرتا تھا۔ اتنا سنتے ہی سوہنا چونک پڑی اور گھبرا کے کہنے لگی مہاراج آج مجھے بڑی دیر ہوگئی اب جاتی ہون۔

سوہنا۔ ہان مہاراج مین آج انہین لیجاؤنگی انکو تکلیف تو ہوگی مگر رات کو اکیلی نجاؤنگی اتنے مین باہر کچھ روشنی معلوم ہوئی دونون چیلون نے گھبرا کے کوٹھری سے نکلکر دیکھا ہنوز دیکھتے ہی دیکھتے کچھ شور و غل کی آوازین بھی کانون مین آئی۔ تمام آدمی فکرمند ہوگئے اور سوہنا گھبرا کے کہنے لگی۔ نہین معلوم [illegible] اسوقت یہ لوگ یہان آئے ہین۔

مہاراج کرشن۔ شاید عورتین پوجا کرنے آئی ہونگی۔

ایک چیلا۔ مہاراج آواز تو مردونکی ہے۔

مہاراج کرشن۔ ہان رات زیادہ آئی ہے حفاظت کے لئے کچھ مرد بھی پہلے آگئے ہونگے بیٹی سوہنا ذرا سامنے سے ادھر ہٹ جاؤ۔ اتنا ہی کہا تھا کہ کئی آدمیون نے دروازہ دھمدھما کے کہا دروازہ کھولدو۔

مہاراج کرشن۔ (ایک چیلے سے) بچا تم دروازہ کھولدو مین آتا ہون چیلا اُٹھ کے گیا اور دروازہ کھولا دروازہ کھلتے ہی بہت سے آدمی اسلحہ بند اندر گھس آئے سبھون نے آتے ہی پہلے تو سوالے کے سامنے جھک کے مورت کو سلام کیا اس کے بعد تمام لوگ پوچھنے لگے مہاراج کرشن جی کہان ہین۔

چیلا - مین بلائے لاتا ہون یہ کہکر وہ چلنے کے لیے مڑا ہی تہا کہ کسینے ڈانٹ کے کہا جلدی بتاؤ وہ کہان ہین - اونکے آنیکی ضرورت نہین - یہ بتاؤ کہ وہ کس کمرےمین ہین - چیلا کانپ کے سوچتا ہی رہگیا کہ انہین لوگون مین سے کسی نے بڑہ کے کہا ہم جانتے ہین کسیکے بتانیکی ضرورت نہین اتنا کہا اور وہ شخص مہاراج کرشن کے کمرے کیطرف چلا اور تمام لوگ اسکے پیچہے ہو لیے - کئی مشعلین اونکے ساتہہ تہین اور سب لوگ اسلحہ بند تہے جنمین ایک نوعمر شخص اپنی وجاہت سے صاف بتا رہا تہا کہ کوئی نامور افسر ہے یہ تمام ہجوم کرکے مہاراج کرشن کے کمرے مین گہس گئے - دوسرا چیلا جو گروجی کے پاس بیٹہا ہوا تہا فوراً بدحواس ہوکے اوٹہہ کہڑا ہوا تہا اور اوستاد کیطرف خوف اور مایوسی کی نظرون سے دیکہنے لگا - بیچاری زاہد فریب سوہنا! آہ یہ نہ پو اس کا کیا حال ہوا - اس نے ساڑہی سے اپنا موہنہ چہپا لیا اور ایک کونے مین دبک کے بیٹہہ گئی -

اتنے مین ان سب لوگون نے مہاراج کرشن کو پکڑ کے زبردستی باہر نکالا - انہی مین سے کسی نے ڈانٹ کر کہا یہان اور کون ہے جو کوئی ہو اوسکو بہی باہر لاؤ - پہلے لوگ اوس چیلے کو لیگئے جو بدحواس کہڑا ہوا تہا اس کے بعد ادہر اودہر دیکہا تو کوئی عورت کونے مین دبکی نظر آئی - کئی آدمیون نے شور کرکے کہا - آہا - یہان کوئی عورت بہی ہے اس آواز کے کان مین پڑتے ہی کئی شخص جہپٹ پڑے اور اس عورت کو بیعزتی سے گہسیٹتے ہوئے باہر لائے اور اوسکو دہمکانے لگے عورت جب باہر آئی تو جہک گئی کہ اسکی کوئی صورت نہ دیکہے مگر تب کا افسر بڑہا مشعلین قریب لائی گئین اور ایک سپاہی زبردستی ہاتہ سے اوس کا منہ کہولا منہ کا کہلنا تہا کہ حسن کا نور چمکا جسکے ساتہ ہی شاہی رعب وداب کی کرنین بہی تہین تمام لوگ کانپ کے ہٹ گئے اور کسی نے سہمی ہوئی آواز سے کہا - این! یہ تو ہماری راجکنواری سوہنا ہے - اس جملے نے کچہہ ایسا اثر کیا کہ ہر طرف سناٹا ہوگیا تمام لوگون نے ندامت اور خوف سے سر جہکا لیے - لیکن افسر کچہ کہنے لگا -

شاہزادی صاحب مین آپکو یہان کہان دیکھتا ہون۔

موہنا۔ ظالم جے رام! تونے میرا پیچھا نہ چھوڑا مجھے تجھ سے بیشک ایسا ہی خوف تھا۔

جے رام۔ شاہزادی صاحب مجھے معاف کیجئے مین بالکل نہین جانتا تھا کہ آپ یہان تشریف رکھتی ہین۔ کیا آپ نے نہین سنا کہ یہ برہمن نہین ہے ترک ہے ہمارا مندر ناپاک کرنے کے لئے یہ روپ بدلکر یہان اجمیر مین آیا ہے۔

موہنا۔ ہان تیرا یہ ارادہ ہے! کچھ پرواہ نہین جا مہاراجہ صاحب سے بیان کردے موہنا نے اسکے بعد سر جھکا لیا اور حسرت مندی کیساتھ کچھ سوچنے لگی اتنے مین لوگ مہاراج کرشن اور اوسکے دونون چیلون کو باندھ کے لیچلے موہنا نے اپنے اوستاد کو اس ذلت سے جاتے دیکھکر جے رام سے کہا۔ اچھا کنجا برہمن ہی ہتھیا تجھپر پڑیگی جے رام نے چند لوگون سے کہدیا کہ تم یہان ٹھیرو شاہزادی موہنا جبوقت یہان سے جائے اوسکے ہمراہ جانا اور گھر تک ادب کیساتھ پہنچانا۔ یہ کہکر جے رام بھی ٹھاکر دوارے سے نکلکر چلا گیا۔ موہنا کچھ دیر تو سوچتی رہی آخر اپنے خیالات سے باتین کرتی ہوئی اودہر گئی اودہر دوسری طرف جے رام شاہ مہاراج کرشن اور اوسکے دونون شاگردونکو لیکر اپنے گھر پر گیا وہان جاکر اُس نے لوگون سے کہا اب اسوقت تو موقع نہین ہے اور نامناسب ہے کل یہ لوگ حضور مہاراجہ صاحب کے روبرو پیش کئے جاینگے۔ رات کو انہین احتیاط سے رکھو صبح کو جب مین حکم دون فوراً میرے ساتھ لیکر چلنا۔ بہادر راجپوت جے رام تو یہ کاروائی کرکے اپنی خوابگاہ کو گیا اسکو دلمین موہنا کیطرف سے طرح طرح کے خیالات تھے کبھی تو کہتا تھا کہ موہنا کی عداوت مجھے کچھ صدمہ پہنچائیگی اور کبھی کہتا تھا کہ نہین موہنا میرا کچھ نہین کرسکتی انہین خیالات سلسلہ مین اوسے اپنا گذشتہ عشق یاد آیا ایک آہ سرد بھرکر کہنے لگا آہ موہنا کتنی حسین کتنی خوشرو کیسی پیاری تھی افسوس میرے لئے وہ ظالم ہوگئی ورنہ مین اوسکو اپنی بی بی بناکر رکھتا بلکہ دیوی تصور کرکے اسکی پرستش کرتا۔ آہ اوس نے میری قدر نکی انہین خیالات مین اوسکی آنکھ لگ گئی صبحکو اوٹھکے جے رام نے

اپنے ہندو رسم کے موافق اشنان کیا اور اسکے بعد فوراً درباری لباس پہنکر اپنے ایک ماتحت افسر کو حکم دیا کہ مہاراج کرشن اور اوسکے ساتھ والے قیدیونکو لاکے حاضر کرو وہ اسپر باہر گیا اور تھوڑی دیر کے بعد چند راجپوتون کے واپس آیا مگر اس وضع سے کہ سب کے چہرونپر ہوائیان اڑ رہی تہین اور سب ندامت سی سر جہکا کر

جے رام - کیون اُن قیدیون کو نہین لائے -

افسر - حضور بڑا غضب ہو گیا -

جے رام - غضب کیا ہوا -

افسر - وہ برہمن اور اوسکے دونون چیلے رات کو ہماری حراست سے یکایک غائب ہو گئے

جے رام - (غضب آلودہ ہوکر) غائب! تم لوگ نے کیسی حراست کی جو غائب ہو گئے -

افسر - حضور رات کو آتے ہی ہم نے ان سبکو زنجیرون مین باندہ کر قید کیا مگر اتفاق سے پہرہ والون کی آنکھ لگ گئی اور صبحکو جب وہ جاگے تو تینون قیدی غائب تہے کچہ سمجہ مین نہین آتا وہ کیونکر چلے گئے اور کہان غائب ہو گئے -

جے رام - (نہایت ہی برہمی کے لہجہ مین) تمہاری ان غفلتون کیوجہ سے ترک لوگ تم پر غالب ہو گئے اور ہوتے جاتے ہین - بیشک اس شخص مین کوئی فریب کی بات ہے جہان ملے اوسکو ڈہونڈہ کے لاؤ -

اتنا سنکر جے رام خاموش ہوکر سوچنے لگا - اوس کے دلمین خیال آیا کہ اس مین سوہنا کی کارروائی تو نہین ہے - مگر سوہنا تو اوسی رات کو اپنے گہر پر گئی ہے اتنی جلدی وہ کیا کارروائی کر سکی ہوگی لیکن پہر بہی اس کا گمان سوہنا کی طرف رہا اس امر کو اس نے ظاہر نہین کیا غور کرنے لگا کہ سوہنا کی ان کارروائیون کو اب کسطرح مہاراجہ صاحب پر ظاہر کرنا چاہئے ورنہ خوف ہے سوہنا راجہ صاحبکو بہی شندی اسی قسم کی ادنی سازشون سے ممکن ہے کہ سلطنت ہاتہ سے جاتی رہے اور ہمارا راج تباہ و برباد ہو جاوے میرا خیال ہے کہ سوہنا مسلمانون کے فریب مین آ گئی

ہزار لایق ہو پہر بہی وہ ایک بہولی لڑکی ہے اگر مسلمانون کا فقرہ اس پر چلگیا تو نہ مہاراجہ صاحب کو خبر ہوگی اور نہ اور کسیکو خبر ہوگی بلکہ خود سوہنا کو بہی نہ معلوم ہوگا اور اجمیرش پر مسلمانون کا قبضہ ہوجائیگا۔

وہ انہین خیالات مین ڈوبا ہوا تہا جے رام کے دل پر ان خیالات نے کچہ ایسا اثر کیا کہ محبت اور دہرم جوش سوہنا کے اوس قدیمی عشق پر غالب آگیا جس کی آفتاب کی کرنین ابتک اوس کے دل مین ایک گرمی پیدا کرتی رہتی ہتی۔ آخر وہ اٹہا اور اور مہاراجہ کے دربار مین گیا اور سر جہکا کر خاموش کہڑا ہوگیا۔

مہاراجہ۔ جے رام تو اس برہمن کو لے آیا۔

جے رام۔ حضور مین اوسکو شب ہی کو گرفتار کرکے لایا اور اپنے مکان مین رکہا مگر خدا جانے کیونکر صبح ہونے سے پہلے ہی وہ میرے مکان سے غائب ہوگیا

مہاراجہ۔ (حیرت سے) غائب ہوگیا! کیونکر غائب ہوگیا اچہی طرح حفاظت

جے رام۔ حفاظت پر تو دس بارہ جوان مقرر کئے تہے مگر ان سبکی آنکہہ لگ گئی اور اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہین۔

مہاراجہ۔ جے رام مجہے تیری جانب کوئی بدگمانی نہین نہین ہوسکتی۔ مگر مین تجہے آیندہ کے لئے نصیحت کرتا ہون کہ مسلمان لوگ آفت ہین اگر تیرے سپاہیون سے ایسی ہی غفلتین ہونگی تو ان لوگونکو ہمپر غالب آنیکا بخوبی موقعہ ملجائیگا۔ اچہا اسکی جستجو کا کوئی انتظام کیا ہے۔

جے رام۔ سری مہاراج اپنے امکان بہر تو مین نے کوشش کی اور کرتا ہون

مہاراجہ۔ جے رام تجہے کچہ معلوم ہے کہ اب محمود کہان ہے؟ سنتا ہون اوس نے متہرا جی کو لوٹ لیا ہے اور مندرون کو ویران کردیا

جے رام۔ حضور مین نے بہی ایسا سنا ہے بلکہ مجہے تو آج ایک ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ سلطان کا ادہر آنیکا ارادہ ہے۔

مہاراجہ۔ (پریشان ہوکر) کیا تو نے معتبر ذریعہ سے سنا ہے۔ اسکے بعد راجہ

کی پیشانی مبدل بہ غضب ہوجاتی ہے آنکھون سے چنگاریان اُڑنے لگی ہین اور تمام اہل دربار کیطرف مخاطب ہوکے کہتا ہے میرے بہادرو کیا محمود نے ہمکو بودا سمجھ لیا ہے اور تمہارے مقابلہ کا ارادہ رکھتا ہے یہ سچ ہے۔

تمام اہل دربار۔ میری مہاراج محمود کیا کرسکتا ہے اوسے آنے دیجیے ہم سب ترکونکو کاٹکر ڈال دینگے۔ وہ اور بات تھی کہ سندہ مین چڑھ کے گئے تو اور ہمارے سپاہی اتنی دور کے سفر مین تھک گئے تھے اگر وہ یہان آئیگا تو ممکن نہین کہ وہ ہمارے ہاتھ سے صحیح وسالم نکلجائے۔

جے رام۔ اگرچہ مین اس موقعہ پر گرفتار ہوگیا تھا لیکن اگر اجمیرش کی پہاڑیون کے نیچے لڑی ہوئی تو مین اپنے چھتری خون کی قسم کھا کے کہتا ہون کہ جبتک ایک راجپوت بھی زندہ باقی ہے اوسکو ہماری شہر کی کسی مکان کی صورت دیکھنا نصیب نہوگا

راجہ۔ مگر مجھے امید نہین کہ محمود میرے مقابلہ کا ارادہ کرے اس لئے کہ سلطان میرا دوست ہے اوسنے میری پیاری بیٹی سوہنا کو بڑی عزت سے اوسیطرح پاک صاف میرے پاس بھیجدیا۔ لیکن ہان جے رام مین تجھے حکم دیتا ہون کہ اب زیادہ ہوشیاری سے کام لے اس برہمن کے غائب ہوجانے سے مجھے اندیشہ ہوگیا یہ مسلمانون کا کوئی گوئندہ نہو تعجب کی جگہہ ہے کہ اتنے سخت پہرے کیونکر نکل گیا۔ اجمیرش کے قریب کون ایسا ہے جو اسکو نکال لیجانیکا ارادہ کرتا۔ اچھا اب تم جاؤ اور ہوشیاری سے شہر کی حفاظت کرو جے رام کو سوہنا کی شکایت کرنیکی جرأت نہوئی دل ہی دل مین سوچتا رہ گیا اور راجہ اوٹھ کے چلا گیا لوگ اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوگئے۔

تیرہوان باب

شادی کی چھیڑ چھاڑ

اجمیرش کے باہر ایک پہاڑی ہے جہان دور دور تک کوسون سبزہ زار چلا گیا ہے

باغبان قدرت نے طرح طرحکے درخت لگادئے ہین جنکی تروتازگی آنکھونکو سرور بخشے پھولون کے فریب رنگ اور ہواؤنکا مناسبت کیساتھ آزادی کی چال چلنا یہ ایسی چیزین ہین جو شاید اس مقام کے سوا اور کسی مقام پر کم نظر آئینگی اس مقام پر ایک نہایت خوشنما محل بنا ہوا ہے جس کے گرد یہ تمام قدرتی سبزہ زار ایک پائین باغ کا کام دے رہے ہین یہ مہاراجہ اجمیرش کا محل ہے اور خاص محل جسمین سبھا ہوتی ہے جہان دادخواہونکی فریاد رسی سنی جاتی ہے خاص شہر مین ہے علاوہ اسکے اور بہی محل ہین جنمین رانیان اور اکثر راجہ کے متعلق رہا مگر یہ محل اس صحرا مین راجہ کی خاص رانی کنولا کے لئے بنایا گیا تھا جو مہاراجہ اجمیرش کی خاص ملکہ ہے اور جس کا اثر سلطنت پر اگر شوہر سے نہین تو برابر ہی ہے لیکن اس رانی کے مزاج مین قدرت نے کچھ ایسا استغنا اور ایسی سادگی پیدا کردی ہے کہ اوسکو ذرا اور دربار پر حکومت کرنیکا شوق ہے اور نہ شہر کے اندر ہی رہنا زیادہ پسند کرتی ہے اس رانی کے رہنے کے لئے یہ محل بنایا گیا تھا اور ابتک وہی اسمین رہتی ہے یون تو راجہ اکثر آیا کرتا تھا مگر۔ منگل کا روز معین ہے جسروز مہاراجہ اجمیرش شہر سے نکلکر یہان آتا ہے اور اس مکان مین دن بھر قیام کرتا ہے رانی شاہزادی سوہنا کی مان ہے اور اسی کے بطن سے ایسی حسین نازنین وعالم وفاضل اور ایسی شجاع لڑکی پیدا ہوئی رانی اپنے مذاق کے موافق شہر سے ذرا فاصلہ پر رہتی ہے اور اس عالیشان محل کو رونق دیا کرتی ہے سوہنا اپنی مان کے پاس نہین رہتی تھی جسکی وجہ شاید یہ ہوگی کہ اوسکو ہر قسم کی تعلیم پانیکی ضرورت سے اپنی زیادہ زندگی شہر مین گذارنا پڑتی تھی جہان ہر طرح کے پنڈت اور ہر فن کے اوستاد موجود تھے۔ سوہنا آج اپنی مان کنولا سے ملنے کے لئے اس فرحت بخش مکان مین آئی ہے رانی تو ابھی کسی ضرورت سے محل کے نیچے ہے مگر سوہنا سب سے اونچے برج مین بیٹھی ہے اور قدرت کا تماشا دیکھ رہی ہے مرغزار کی فضا صحرا کی وسعت دور دور پہاڑیون کی خوشنما چوٹیون پر چرندکا آزادی سے پھرنا اور طیور کا اوڑا اوڑا کر مختلف سرسبزو

شاخون پر بیٹھ کے چہچہانا۔ یہ سب ایسی کیفیتین تہین جنہون نے سوہنا کو ازخود رفتہ کر دیا سوہنا دیر تک ان کیفیتون کو بیٹھی دیکھتی رہی تہی۔ قاعدہ کی بات ہے کہ ایسا سمان دلمین ایک عجیب ہی کا اثر پیدا کر دیا تہا اور دل کے تمام جذبات یک بیک ابہر پڑتے ہین سوہنا کو اپنے ستانے لگے وہ تمام واقعات جنہون نے کبہی زمانہ مین اسکو بیتاب کر رکہا تہا اور جو اب کسیقدر بہول چلے تہے فوراً ہرے ہو گئے تیر عشق کے جو کبہی زخم اوسکے سینہ پر چبہے تہے از سر نو تازہ ہو گئے اور یا تو بیٹھی تماشا دیکہہ رہی تہی یا آہین کہینچنے لگی اوسنے اپنے شاعرانہ امنگ سے کام لیا اور اس آزاد مخلوق کی طرف خطاب کر کے جو وسیع منظر مین پہیلی ہوئی کہنے لگی اے چڑیو اے چارپائے جانورو تم کس اچہی حالت مین ہو آہ! تمہاری اس آزادی پر مجہے حسد آتا ہے کوئل! ظالم تو خود ہی بےچین ہوتی ہے اور مجہے بہی بےچین کئے دیتی ہے۔ یہ پہول! آہ کہلے جاتے ہین مگر افسوس میرا دل بجہا ہے آہ کیا کہون کہ یہ بہار دیکہکے دلمین کیا کیا خیالات آتے ہین نہین ہرگز زبان سے نہ نکالونگی۔ افسوس مین کیسی ہوتی جاتی ہون مجہے کیا ہو گیا سوہنا انہین باتون مین تہی کہ مان آگئی مان نے بیٹی کی پیاری صورت کو محبت کی نگاہون سے دیکہا اور کہنے لگی پیاری سوہنا تو اسوقت پریشان کیون ہے۔

سوہنا۔ نہین ماتا مین پریشان نہین ہون یہی سامنے کی فضا اور اسمین چرند پرند اڑتے دیکہکر انکی آزادی پر مجہے حسد آتا ہے۔

کنولا۔ سوہنا تو بہی تو آزاد ہے تجہے کون کس کام سے روکتا ہے۔ وہان شہر مین خودمختاری کیساتہہ رہتی ہے تیرے معاملات مین کوئی دخل نہین دیتا۔

سوہنا۔ نہین تو مین کچہہ شکایت تہوڑی ہی کرتی ہون مین تو یہ جانتی ہون کہ یہ جانور کس آزادی اور بےفکری سے سیر کرتے پہرتے ہین انسان ہزار کچہہ ہو انکی آزادی کے مقابل نہین ہو سکتا۔

کنولا۔ ہان ہان سوہنا بیشک تیرا دل گہبراتا ہوگا۔ ہماری ہی غلطی ہے آج

منگل کا دن ہی مہاراجہ آتے ہونگے مین آج ہی اون سے کہونگی کہ اب جسطرح ہو میری سوہنا کی شادی جلدی کردو۔ صرف تیرے پڑہنے لکہنے اور تیرے شوق کے باقی رکہنے کے لئے ہم نے اپنی رسم کے خلاف کیا کہ تیری معاش نہین کی یہہ سنکر سوہنا نے ندامت سے سر جہکا لیا۔

کنولا۔ ہان ہان مین سمجہہ گئی تو یہی چاہتی ہے۔

اتنی دیر مین نقارے کی آواز آئی جس سے معلوم ہوا کہ مہاراجہ صاحب آئے ہین رانی کنولا اوٹہکر جاکر خندہ پیشانی سے راجہ کا خیر مقدم ادا کرے چلتے وقت اپنی بیٹی سے کہنے لگی۔ سوہنا چل تو بہی باپ کے پاس چلکے بیٹہہ۔ دنیا مین تجہسے زیادہ انکو کسیکے ساتہہ محبت نہین ہے۔ تیری صورت دیکہکے وہ خوش ہوجاتے ہین۔

سوہنا۔ اچہا ماتا مین چلتی ہون۔ یہہ کہکر وہ بہی اوٹہہ کہڑی ہوئی اور مان اور بیٹی دونون کوٹہون سے نیچے اوترنے لگین وہ کمرہ جسمین آکر راجہ صاحب اکثر ٹہیرے تہے قدیم مذاق پر نہایت عمدہ طور پر آراستہ کیا گیا تہا دیوار و پر جا بجا دیوتاؤن اور دیویون کی مبارک اور دلفریب تصویرین لگی ہوئی تہین جنکی صناعی مین وسط ہند کے اعلی کاریگرون نے اپنی دستکاری کے جوہر کیساتہہ اپنا اپنا مذہبی جوش دکہایا تہا راجہ رامچندر جی اور سیتا جی کی تصویرین رانی کو وفاشعاری کو دیتی تہین اور راجہ کو راستبازی کا اور دوسری طرف کرشن اور رادہکا جی کا جلوہ دونون کے دلون مین عشق و محبت کو ترقی دیتا تہا خصوص صورت مین جبکہ ان تصویرون پر ادب کی پڑتی تہی اور روز صبح اوٹہکے مذہبی طور پر اون کے آگے سر نیاز جہکایا تہا جنکی پرستش کے ذریعہ سے کسی قادر و توانا کی ہستی کا رعب دلون مین پیدا کرالیا جاتا تہا۔ اسکے علاوہ کمرہ مین وہی تمام مشرقی پرانا فرنیچر تہا جو اب چاہے کتنا ہی برا معلوم ہو مگر اس سادگی کے عہد کے نہایت ہی مناسب تہا۔ مہارانی کنولا اور راجکنواری سوہنا دونون منتظر کہڑی تہین کہ مہاراجہ صاحب

آئے رانی شوہر پرستی کے آئین دکھا کر اور شاہزادی نے سعادتمندی کی ادائین ظاہر کرکے راجہ کو بٹھایا اور آپ سامنے ادب سے بیٹھ گئی۔ جب معمولی مزاج پرسی کے بعد راجہ اپنی لڑکی کیطرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ سوہنا تم یہان کب آئین۔

سوہنا۔ مہاراج مجھے آئے ہوئے ابھی تھوڑی دیر ہوئی۔

رانی۔ آپ کچھ خبر نہین لیتے اور میری سوہنا گھبراتی ہے۔

راجہ۔ گھبرانے کی کونسی بات ہے۔ سوہنا کیا تجھے کسی بات کی فکر ہے۔

سوہنا۔ نہین مجھے کسی بات کی فکر نہین آپکے اقبال سے میری آرزو پوری ہوتی ہے۔

راجہ۔ پھر گھبرانا کس بات کا۔

رانی۔ مین بیان کرونگی۔ کیا آپ چاہتے ہین کہ لڑکی بے شرمی اختیار کرکے صاف صاف کہدے۔ رانی کے اس جملہ نے سوہنا کو شرمندگی کی وجہ سے پسینے پسینے کر دیا اوس نے سر جھکا اور گویا کمرے مین اوسکو کوئی دیکھتا ہی نہ تھا۔ پھر بھی شرم نہین جاتی اسلئے کہ راجہ صاحب سامنے بیٹھے تھے اور باپ کے سامنے ان نے ایسی شرم دلانیوالی بات چھیڑ دی آخر جب کسی طرح قرار نہ آیا تو اسی ندامت کی ادا سے سر جھکائے ہوئے اوٹھی اور اوس کمرے سے نکل کے چلی گئی۔

سوہنا کے جانیکے بعد رانی نے راجہ سے کہا۔ سوہنا اچھی خاصی جوان ہے کمسنی مین جو بیاہ نہ کیا تو اب بھی نہ کیجئے گا۔

راجہ۔ ہان اس کا تو مجھے اکثر خیال رہتا ہے مگر کیا کرون تم جانتی ہو میرے اور کوئی بیٹا نہین ہے جو کچھ ہے یہی ہے کسی ایسے شخص کو مین اپنے بعد تخت پر بیٹھانا چاہتا ہون جس کے ساتھ اس کا بیاہ ہو جائے مین نے جے رام کو تجویز کیا وہ بہادر بھی ہے اور لایق بھی ہے۔ علم و فضل مین بھی اجمیر شہر کے لوگ اوسکی تعریف کرتے ہین مگر سوہنا کو شاید دل سے پسند نہین کہ اوسکی بی بی بنے۔

رانی۔ یہ کاہے سے معلوم ہوا کہ سوہنا جے رام کو ناپسند کرتی ہے یونتون ہندوستان کے بہت سے راجکنوارون کو میری سوہنا کی تمنا ہے مگر مین بھی آپ ہی کی رائے

کے موافق جے رام کو پسند کرتی ہون۔

راجہ۔ میری اور تمہارے پسند کرنے سے کیا واسطہ خود موہنا کی بھی تو پسند ہو۔

رانی۔ موہنا آپکی تجویز کے خلاف نکریگی آپکو اختیار ہے۔

راجہ۔ نہین موہنا پڑھی لکھی اور ہوشیار ہے یہ اُن لڑکیون مین نہین جو مان کی تابعداری خواہ اپنی خوشی ہو یا نہو لیا کرتی ہین اور سچ تو یہ ہے کہ مین بھی نہین چاہتا کہ کسی بات مین اوسکی طبیعت کے خلاف ہو۔ تم اپنے طور پر اوس سے دریافت کرنا اگر وہ راضی ہو تو مین ابھی شادی کردونگا۔

رانی۔ کوئی بات نہین آپ انتظام کیجیے مین وعدہ کرتی ہون کہ ضرور راضی کرلونگی

راجہ۔ لیکن یہ نہین کہ اوسکی طبیعت کے خلاف ہو۔

رانی۔ نہین یہ نہوگا۔

راجہ۔ اچھا تو اب اودھر جاؤ مین منتریونکو بلواؤنگا آجکل مسلمانون کی لڑائیون نے مجھے فکر مین ڈال رکھا ہے مشہور ہے کہ محمود کا ادھر آنیکو ارادہ ہے اگر وہ آگیا تو بڑی خرابی ہوگی اور یہ ممکن نہین کہ جبتک مین زندہ ہون وہ اجمیرش کے اندر قدم رکھ سکے مگر اس بات کا افسوس ہے کہ میرے بہت سے سپاہی ان سے مارے جائینگے رانی یہ سنکے گھبرا ہی گئی اور پوچھنے لگی۔ پھر تو اب کیا کیا جائیگا۔

راجہ۔ گھبرانیکی کوئی بات نہین ہم لوگونکا یہ کام ہے۔ اچھا تو اب جاؤ مین اپنے وزیر کو بلواتا ہون رانی اُٹھکر بیدل اور سست قدم اٹھاتی ہوئی چلی گئی اور راجہ نے وزیرون کو بلوایا سبھون نے حاضر ہوکر نہایت ادب سے راجہ کو ڈنڈوت کی اور اپنے قرینہ سے مرتبہ کے موافق بیٹھ گئے۔

راجہ۔ کہو اجمیرش کا کیا حال ہے۔

ایک وزیر۔ مہاراج کی دیا سے سب طرح امن ہے۔ ہان محمود کے آنیکی خبر جب سے شہر مین مشہور ہوئی ہے اوسوقت سے لوگ بہت پریشان ہین۔

راجہ - تو کیا یہ خبر صحیح ہے کہ محمود ادہر آئیگا۔

وزیر - سری مہاراج اب تو بالکل سچ معلوم ہوتی ہے کہ آج (ایک افسر کیطرف اشارہ کرکے جو دور ادب سے کہڑا ہوا تہا) یہ متہراجی سے درشن کرکے آئے ہین انکی زبانی ایک نئی خبر معلوم ہے۔

راجہ - وہ کیا؟

وزیر - مہاراج خود انہین کی زبانی سنئے۔

راجہ - (اوس افسر سے) ہان بیان کرو۔

افسر - وہ (دعا دیکر) مہاراج - دلی کے راجہ نے ایک فوج متہراجی کے بچانے کو بہیجی تہی وہ فوج جب پہنچی جب تمام مندرون کو بہرسٹ کرچکا تہا مگر فوج جب پہنچی تو محمود کی فوج سے اور اس سے متہراجی کے ادہر دس کوس پر لڑائی ہوئی

افسر - بہت دیر تک تلوار چلا کی - دلی راج کے بڑے بڑے سورماؤن مارے گئے اور آخر محمود کی فتح ہوئی - مگر مشہور ہے کہ سلطان کو ایک سردار کے مارے جانیکا ایسا صدمہ ہوا کہ فتح کی خوشی بالکل نہین ہوئی بلکہ اس کا ارادہ ہے کہ اوس سوار کے عوض تمام ہندو راجاؤن کو تباہ کرے۔

راجہ - (طیش مین آکر) وہ کیا کرسکتا ہے دلی کے لوگ بہاگ گئے ہونگے میری سورما ایسے نہین ہین جو رن کے میدان مین بغیر فتح کئے زندہ چلے آئین یہ بہی سُنا کہ سلطان کا کون افسر مارا گیا۔

راجہ - عبداللہ۔

افسر - نہین حضور۔

راجہ - التونتاش۔

افسر - (غور کرکے) یہ بہی نہین مہاراج۔

راجہ - منصور؟

افسر - ہان حضور - منصور! منصور!!

راجہ۔ (چونک کر) منصور مارا گیا! اگر ایسا ہے تو محمود کا نقصان ہوا مجھے یقین نہین

افسر۔ مہاراج منصور ہی مارا گیا۔ مجھے خوب یاد ہے۔ تقریر یہین تک ہوئی تہی کہ اندر یکایک چیخ کی آواز آئی جس سے تمام اہل دربار چونک پڑے کہ۔

راجہ۔ (راجہ پریشان ہوکر) یہ کیسی آواز تہی؟ راجہ یہ جملہ کہتے ہی خیال آگیا کہ یہ آواز سوہنا کی تہی مگر سوہنا کو کیا ہوا۔ جو یون چلا اوٹھی۔ اس خیال نے یہین تک بیتاب کیا کہ دربار سے اوٹھکر اندر گیا وہان جاکر کیا دیکہتا ہے کہ سوہنا متاسف اور ناتوان بیٹھی ہوئی ہے رانی کی خواصین چارونطرف گہیرے ہوئے ہین خود رانی کنولا کہڑی ہے اور بار بار پوچھ رہی ہے کہ سوہنا تجھے کیا ہوا جو چیخ اوٹھی مگر سوہنا کسیطرح جواب نہ دیتی تہی راجہ اجمیر ش سوہنا کے پاس گیا جسکے استقلال کیلئے وہ نہایت کم قوتی کی اوات سے اوٹھہ کہڑی ہوئی۔

راجہ۔ سوہنا تیرے دلپر کیا صدمہ گذرا جو اسقدر بیتاب ہوگئی؟ سوہنا پہلے تو اوٹھہ کہڑی ہوئی مگر راجہ کے اصرار سے کہنے لگی مہاراج مین منصور کو جانتی ہون اس نے میری گرفتاری کے زمانہ مین میرے ساتہہ بڑی ہمدردی کی تہی وہ اپنے بادشاہ کا وفادار اور شریف کا قدردان تہا اوس نے جتنے شریف قید ہوئے تہے سب کے ساتہہ بہت اچھا سلوک کیا اوسکے مرنیکی خبر سنکر مجھے اسکے تمام ہمدردیان یاد آگئین۔

راجہ۔ ہان مجھے اوسکے مارے جانیکا افسوس ہوا مگر سوہنا جسنے تیرے ساتہہ اچھا سلوک کیا مین اس کا ہمیشہ ممنون رہونگا مگر اب تو اپنے دلکو تسلی اور دلاسا دے

سوہنا۔ ہان خواہ مخواہ صبر کرونگی مگر مجھے یہ امر مدتون نہ بہولیگا۔

راجہ۔ سوہنا اگر تیرا کوئی عزیز مرجاتا تو کیا صبر نہ کرتی۔

سوہنا۔ مہاراج میرا دل ایسے معاملات مین بہت ہی نرم ہے یونہین اگر کسی مظلوم ہونیکی خبر سن پاتی ہون تو بے اختیار دل بہر آتا ہے مگر آپ کے فرمانے سے مجھے انکار نہین صبر نکرونگی تو کیا کرونگی اس کے بعد راجہ نے سوہنا کی تسلی و تشفی

کرکے باہر دربار مین چلا آیا تمام افسران فوج نے شاہی آداب سے سلام کیا۔ مہاراجہ صاحب نے بیٹھ کے پہر محمود غزنوی کے حالات اور اوسکے ارادہ پر بحث شروع کی۔ راجہ۔ اب تو یہ خبر ٹھیک معلوم ہوگئی کہ محمود کا ارادہ ادہر آنیکا ہے تو ہمکو فوج مرتب کرکے تمام شہر کی حفاظت کا پورا بندوبست کردینا چاہئے۔

وزیر۔ مہاراج کے اقبال سے سب انتظام ہوجائیگا۔ مگر حضور کو اب یہ انتظام کردینا چاہیے کہ فوج جابجا قایم کردیجائے اور جن جن افسرونکو حضور جن جن کامون کے لئے تجویز فرمائین وہ کام اونکو بتائے جائین۔ مشہور ہے کہ محمود تاخت تاراج کرنیکا عادی ہے خوف ہے کہ ہمارے شہر پر یکایک نہ آپڑے۔

راجہ۔ ہان یہ انتظام تو آج ہی شہر مین چلکر کئے دیتا ہون۔ مگر بہتر ہو کہ ہماری فوج آگے بڑہکر مقابلہ کرے یہ نامردی ہے کہ اوسکے مقابلہ مین ہم شہر مین گہر مین چھپ کے بیٹھے رہین میرے سورما اور بہادر محمود کے ساتھیون سے زیادہ دن کے مشتاق ہین۔

وزیر۔ حضور اگر ایسا ہی انتظام کرنا ہے تو آپ اسیوقت شہر مین تشریف لیچلیے اور سب باتون کا اہتمام کردیجیے۔

راجہ۔ مین ابہی چلتا ہون۔ اس کے بعد روانگی کا سامان ہوتا ہے اور راجہ اپنی رانی کنولا اور اپنی راج دلاری موہنا کو تسلی دیکر رخصت کرتا ہے اور اجمیرش کی طرف روانہ ہوتا ہے۔

چودہوان باب

نیا سین اور نئے لوگ

اجمیرش کے شمالی جانب جو پہاڑون کا سلسلہ جاتا ہے اسمین آبادی کا بالکل نام ونشان نہین صحرائی اور بادیہ نشین قومین جو اگلے عہد مین راکہش کہی جاتی تہین اور جو اپنے پیشہ کے بطور تاخت وتاراج کرتی رہتی تہین اُن مین سے اکثر

لوگ جا بجا گھاٹیون اور درون مین نظر آجایا کرتے تھے ان دنون وہ پہاڑ نہایت مخدوش تھے اور راہزنون کی وجہہ سے سابق زمانہ مین سفر ایک نہایت ہی دشوار چیز تصور کیا جاتا تھا لیکن ایسا شخص کہ جسکے پاس اپنی کم قیمت جان کے اور کوئی دنیاوی دولت نہ ہو جس کے آوارہ گرد اور کوہستانی وحشی طبع کی نگاہ سے نہ دیکھین اون مقامات مین جائے تو اپنے دل سے دعا دے ان مقامات کو بہت کچھ فائدہ حاصل کرسکتا ہے آلہی کہ قدرت نے ایسے مقامات مین جہان ظالم اور جابر اور قزاق پیدا کئے ہین وہان ہر شخص کو پوری آزادی بھی دیدی تھی۔ ان کھلے سبزہ زارون اور بہتے ہوئے آبشارون کے سر نکلنے والے بلکہ افکار دنیاوی کے ستائے ہوئے کے لئے بہت کچھ سامان دلچسپی فراہم کر رکھا ہے۔

ایک ایسے مقام مین وہ لوگ جنکو دنیا نے تنگ کرکے آبادی سے نکالدیا اکثر آکر سکونت پذیر ہو جاتے ہین اور یہی وجہہ ہے کہ یہان ایک پہاڑی کے دامن مین ایک چھوٹا سا جھونپڑا پڑا ہے اس جھونپڑے مین چند آدمی معلوم ہوتے ہین زندگی جنکی نہایت سر اسباب صحرائی قومون کی سی نہین ہے یہ سب جوگی نظر آتے ہین پانچ چھہ آدمی ہین جسمین ایک آدمی تو سن رسیدہ اور تجربہ کار معلوم ہوتا ہے باقی سب نو عمر لڑکے ہین زیادہ زرد کفنیان لڑکون کے گلے مین ہین۔ بال سب کے خاک آلودہ ہین بھورے ہین سرخی مائل جنکو لپٹا لپٹا کر ان لوگون کے سر پر جوڑے باندھے لئے ہین اور بھبوت جو اعتدال زیادہ تمام بدن پر ملگیا ہے اوسنے کسی گورے کالے کا فرق نہین رکھا سب گورے اور ایک ہی رنگ کے ہین صحرا نشین جوگیون کے جھونپڑے کے اردگرد ایک چھوٹا سا باغ ضرور ہوتا ہے جسمین کچھ تو مذہبی متعدد پودے ہوتے ہین باقی بڑے بڑے درختون کے جھنڈ پیدا کرنے کی کوشش کیجاتی ہے کہ آزاد طبع اور نغمہ سرائی طیور وہان آکر بیٹھین اور نغمہ سرائی کرین مگر اس جھونپڑے کے اردگرد ایک چھوٹا سا باغ ضرور ہوتا ہے اور ایک وہی معمولی درہ ہے جسپر وحشت برس رہی ہے اور وہی جنگل ہے جسمین بالکل کسی قسم کی کانٹ چھانٹ

نہین ہوئی۔ ہمکو تو اس جھونپڑے کے رہنے والے بھی نظر نہ آئے کیونکہ ان کا زیادہ حصہ عمر کا اپنے جھونپڑے کے اندر ہی گذارتا ہے مگر اسوقت ان لوگون کے دل پر اس پر فضا مقام کی دلچسپیون کا خدا جانے کیا جادو چل گیا کہ اپنی ٹوٹی ہوئی منڈھیا سے باہر نکلکر بیٹھے اور قدرت خدا کا تماشہ دیکھ رہے ہین۔

ناگہان ان مین سے ایک نوعمر جوگی اپنے سن رسیدہ ساتھی کیطرف متوجہ ہوکر کہنے لگا۔ گروجی اگر اجازت ہو تو دو ایک تانین اوڑا دون۔

گرو۔ بچہ اس بن مین کوئی اور ہوگا تو تیری آواز سنکر دوڑا آویگا اور اب تو ہمین دنیا دارون کی صحبت اچھی نہین معلوم ہوتی۔

چیلا۔ کوئی آئیگا تو کیا کریگا۔ مین تو گروجی کوئی چیز الاپتا ہون۔

گرو۔ اگر تیرا ایسا ہی جی چاہتا ہے تو گا مین بھی سنون گا۔

نوجوان نے بہت عمدہ آواز مین گانا شروع کیا اس لمبی لمبی تانین اوس سمان مین گونجنے لگین سوا نغمہ طیور کے اور کسی قسم کے نغمات تحمل کرنیکی عادت نہین اور اسیوجہ سے شاید کوہستانی ہوا پر ان کا ایسا اثر طاری ہوا کہ تمام دری چوٹیان چٹانین کوہ الغرض تمام مقامات مین ایک سناٹا پیدا ہوگیا۔ ان لوگون کی وضع بتا رہی تھی کہ صوفی مشرب لوگ ہین انکے دلمین مجازی اور دنیاوی عشق کا اثر طاری ہوا کہ تمام سچا الٰہی ان کے دلون مین جلوہ افگن ہے۔ جسکی وجہ سے ظاہری عاشقانہ الفاظ مین یہ لوگ اپنے خیالات ظاہر کرتے ہین مگر مقصود اصلی ان الفاظ سے وہی قادر مطلق ہوتا ہے۔ جسکی کرشمہ نمائیون نے ساری دنیا مین عجیب قسم کی دلچسپی پیدا کر رکھی ہے۔ یہ نوعمر جوگی جس نئی چیز کو گا رہا ہے وہ اس عہد کی ہندوستانی زبان مین تھی۔ جس کا آوازہ اب اسلئے بیکار ہے کہ سمجھنے والے نہین یہان ہم اتنا بتائے دیتے ہین کہ اوس کے ہر ہر لفظ سے پرجوش عشق کے وہ جذبات ظاہر ہوتے ہین جو صحرائی اور کوہستانی مقامات کے مناسب ہین سن رسیدہ جوگی نے پہلے کچھ دیر تو اسکی خوش گلوئی کی تعریف کی لیکن چند ہی منٹ کے بعد پھر اپ

پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ اپنے اختیار سے باہر ہوگیا۔

ناگہان سامنے کے درے سے ایک شخص نمودار ہوا۔ لطف یہ کہ یہ شخص بھی انہین لوگونکو وضع مین ہے زرد کفنی اوسکے بھی گلے مین ہے اور بھبوت کا پوڈر اوس کی چہرے پر ایسا کھل رہا ہے کہ نگاہین چہرے پر اطمینان سے ٹھیر نہین سکتی ہین یہ شخص جو شاید ایک بنا ہوا جوگی ہے۔ اس نوعمر جوگی کی آواز سنتے ہی نہایت ذوق شوق سے جلد جلد قدم اوٹھاتا ہوا بے اختیاری کی رفتار مین غیر مسطح اور اونچی اونچی چٹانون سے ٹھوکرین کھاتا ہوا آیا اور اون لوگون کے قریب ایک حیرتناک سکوت کے ساتھ خاموش کھڑا ہوگیا۔ نوعمر جوگی نے کچھ دیر مین اپنی تانین موقوف کین اور اس آنیوالے کی صورت دیکھنے لگا۔ ضعیف العمر بھی اب اس شخص کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا بچہ تو مجھے ابھی بہت کمسن معلوم ہوتا ہے ان جنگل مین اکیلا کہان کہان مارا پھرتا ہے اگرچہ عذر نہو تو ہمارے پاس بیٹھ۔

نووارد۔ صاحب مین آپکے چیلے کی آواز سنکر یہان چلا آیا مین ایک گاؤن کا رہنے والا ہون اور متھراجی کے درشن کو جاتا ہون۔

گرو۔ آجکل تو متھراجی کے درشن کو جائیگا۔ تو نے سنا بھی ہے کہ وہان ترک براج رہے ہین اور سارے مندرونکو لوٹ لیا جو ہندو اودہر نکلجاتا ہے مار ڈالتے

نووارد۔ جوگیون سے کوئی نہین بولتا۔ مجھے مار ڈالینگے تو اون کا کیا بھلا ہوگا

گرو۔ بتا تو نے یہ جوگ کیون سادھا ہے؟ اور اب یہان آیا ہے تو کچھ دیر ہمارے پاس بیٹھ۔ نیا آنیوالا جوگی یہ سنکر اون کے پاس بیٹھ گیا مگر سب سے الگ بیٹھا یہان جتنے جوگی بیٹھے ہوئے تھے سبکی نگاہین تیزتر پڑ رہین تہین مگر وہ اپنی آنکھین نیچے کئے ہوئے تھا سن رسیدہ فقیر دیر تک اسکی صورت دیکھنے کے بعد بولا تو کیا بچہ یہان کہین ٹھیرا ہوا تھا یا راستہ چلا آتا تھا۔

نووارد۔ مینے تو ارادہ کر لیا ہے کہ جبتک متھراجی نہ پہونچونگا کہین نہین ٹھیرونگا۔

جوگی۔ تو ابھی دو چار روز یہان ٹھیر جا مین نے سنا ہے کہ ترکونکی فوج اجمیر تک پہ

چڑھائی کرنے کے لیے آرہی ہے۔ آج ہی کل مین یہان آجائیگی اور ادہری سے ہوکر نکلیگی اگر راستہ مین ان لوگون نے مجھے گرفتار کر لیا تو برا سلوک کرینگے۔

نووارد۔ نہین مین ان لوگون سے نہین ڈرتا۔ کل مین اجمیر شؔ تہا وہان بڑی بڑی تیاریان ہورہی ہین۔ پہاٹکون پر ہر طرف سے پہرے ہین اور لوگونکی آمد و رفت بالکل بند ہے نہین معلوم کیا بات ہے کہ وہان جوگیون اور فقیرون کی کبھی ایسی زیادتی نہوئی جیسی اب کیجاتی ہے۔

جوگی۔ ہان بچہ تو وہان سے ہو آیا ہ لڑائی کیلیے وہ اچھی طرح تیار ہین۔

نووارد۔ ہان وہ لڑائی کیواسطے بخوبی آمادہ ہین فوجین تیار ہین دیکھیے لڑائی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔

جوگی۔ مگر مجھے یہ سنکر تعجب ہوتا ہے کہ اجمیر شؔ مین اب فقیر روکے جاتے ہین۔

نووارد۔ مینے تو یہ سنا ہے کہ کوئی مسلمان جوگیون کے بہیس مین وہان آیا تہا۔ جو کسی مندر مین بہت دیر تک رہا اور لوگون کو فریب دیکر یہانکی خبرین ترکونکو لکہتا رہا۔

جوگی۔ ہان شاید ایسا ہوا ہو۔ لیکن ہر جوگی کو روکدینا دہرم کے خلاف ہے۔

نووارد۔ اچہا تو گروجی آپ اپنے چیلے کو حکم دیجیے کہ پہر کوئی چیز گائے۔ مین فقط اسکی آواز سنکر ادہر نکل آیا نہین تو مجھے ادہر آنے سے کیا کام تہا مین نے تو اب دنیا کی تمام باتین چہوڑ دین اور چاہتا ہون کہ متہرا جی ہوکر جبتک پراگ اور کاشی جی کے درشن نہ کر لون کوئی کام نکرونگا۔

جوگی۔ بچہ اگر تجہے گانا سننے کا ایسا ہی شوق ہے تو دو چار روز مین اس جہونپڑے مین ٹہیر ہم لوگون کی صحبت مین تجہے زیادہ تکلیف نہوگی میرے یہ چیلے تیری خدمت کرینگے جب تو کیہگا گانا سنائینگے۔

نووارد۔ نہین مین یہان نہ ٹہیرونگا مجھے ڈر ہے کہ ترک لوگ جب اجمیر شؔ کو گہیر لینگے تو ان کے سپاہیون کی وجہ سے یہان اطمینان سے بیٹھنا دشوار ہوگا یون وہ پکڑکر مار ڈالین اس کا مجھے بالکل ڈر نہین ہان ڈر ہے تو اس بات کا کہ اسوجہ

سے نہ آزادی اور اطمینان مین فرق آجائیگا۔

جوگی - اگر یہی ہے تو جب ترک آئین تو چلا جانا۔

نووارد - نہین مین زیادہ نہین ٹھیر سکتا۔ اب سیدہا متھرا جی جاونگا۔ مگر بہتر ہو کہ میری آرزو کیموافق آپ اپنے چیلے کو۔ گانیکا حکم دیجئے۔

یہ سنکر جوگی نے اشارہ کیا اور نوعمر جوگی جو پیشتر نہایت نازک اور مہین اور سریلی آواز مین گا رہا تہا گانے لگا اس مرتبہ چونکہ داد پانے کے بعد اوس نے گانا شروع کیا تہا لہذا اوسکی آواز مین کچہہ اثر ہی اور تہا آواز کہلے میدان مین دور تک جاتی تہی اور ادہر پہاڑیون سے ٹکرا ٹکرا کے گونج اوٹہتی تہی سن رسیدہ جوگی اور اس کے تمام چیلون اور بخصوص اوس نئے آنیوالے نوعمر اور نازک الدنیا مہمان پر ایک عجیب از خود رفتگی طاری تہی - نیا آنیوالا کچہہ دیر تو صبر کئے بیٹہا رہا مگر آخر اوس سے صبر نہ ہوسکا زار و قطار رونے لگا اور اسکی آنکہون سے آنسو جاری ہو گئے - آخر وہ چیخ مارکر اوٹہ کہڑا ہوا - اس آواز کو سنکر سب چونک پڑے اور اوسکی طرف حیرت سے دیکہنے لگے لیکن اوس نے اس کا خیال ہی نہ کیا سیدہا روانہ ہوا اور جنگل کی راہ لی گانے والے نے بہی اپنی آرزو کی اور گہبرا کر دیکہنے لگا کہ اسکی آواز نے کیا خوفناک اثر پیدا کیا سن رسیدہ جوگی بہی اب سنبہلا اوٹہ کے دوڑا اور اوس نئے وحشت زدہ مہمان کو روکنے لگا مگر اوس نے ایک نہ مانی اور جہٹکے دیکر ہاتہ چہڑا لیا اور لپک کے پہاڑیون کے درہ مین ہو رہا اور چند ہی منٹ مین نگاہ سے غائب ہو گیا اس جہونپڑے کے رہنے والے سب کے سب ایک سناٹے مین تہے سوچ رہے تہے کہ یہ کون شخص تہا اور کیون آیا اور کیون اسقدر بیتاب ہوکر چلا گیا - کچہہ دیر غور کرکے سن رسیدہ جوگی بولا اوسکی چیخ سے ہمارے کلیجے پہٹ گئے اور ہمارے دلون مین ناسور پڑ گئے معلوم نہین کون دکہی اور ستایا تہا۔

ایک نوعمر جوگی - گروجی اور ابہی بالکل بچہ ہے اور کسی امیر کا لڑکا ہو اسے شوق ہے جا

کہ اسپر کون ایسی آفت آئی جو یون جوگی کا بہیس کرکے گہر سے نکل کہڑا ہوا یہان یہہ لوگ باتین کر رہے تہے کہ فوجی باجون کی آوازین آئین۔ قرنا کی مہیب آواز نقارے کی رعب دار آوازون کے سنتے ہی اپنے جہونپڑون مین گہس گئے اندر جاکر گرو نے دیکہا۔ خیر جو کچہ ہوا۔ اس کا حال اب بہت جلد کہل جائیگا کہ یہ کسکی فوج ہے۔ بچہ کہانے کے لئے کچہ ہو تو لاؤ۔ جنگل کے ساگ پات جو تارک الدنیا فقرا کی معمولی غذائین ہین ایک چیلے نے آکر سامنے رکہدین گرو اپنے چیلون کی طرف متوجہ ہوکے کہنے لگا سپہلے لاؤ ہم اپنے مہمانونکو کہلائین اوس کے بعد ہم سب کہائینگے۔

چیلا۔ جی ہان گروجی ہم بہی یہی چاہتے ہین۔

ایک نوعمر جوگی اوٹہکر جہونپڑے کے کونے مین ایک بڑا صندوق رکہا ہوا تہا اوسکے قریب بیٹہہ گیا صندوق مین ایک بڑا سا قفل لگا ہوا تہا اوس نے اپنی کفنی کی جیب سے کنجی نکالی اور کہنے لگا گروجی مین آپکے حکم کی تعمیل کرتا ہون۔

گرو۔ ہان ہان کہولو سب جوگیون نے صندوق گہیر لیا۔ اس کے بعد اس نے زنجیر کہول کے صندوق کے اوپر کا پڑا اوٹہایا اور کہنے لگا صاحب اوٹہئے کچہ کہانا کہا لیجئے صندوق مین سے ایک شخص نے اول سر نکالا پہر اوٹہکر باہر آیا یہ ایک نوعمر آدمی تہا۔ اور بہت ناتوان ہو رہا تہا۔ سب کی تاکید سے یہ صندوق کے باہر نکلا کہانا کہانیکی جو کچہ چیزین اوسکے روبرو رکہدی گئی تہین اوسنے اونکو خدا کا شکر کرکے کہایا۔ لیکن کہاتا جاتا تہا اور آنکہون سے جاری تہے ایک کم عمر جوگی اسکی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا۔ آپکو اس طرح رونا نچاہئے ہان ہان آپ قیدی ہین مگر آپکو سوا اسکے کسی قسم کی تکلیف نہین دیجائیگی زیادہ رنج نہ کیجئے۔

شخص۔ نہین اب تو مین کسی دلی صدمے کی وجہہ سے نہین روتا ہون۔ ان ذلتون مین رہتے رہتے مجہے رونیکی عادت سی ہوگئی ہے۔

گرو۔ تو اب کہانے سے جلد فراغت کر لیجئے فوجین یہان گرد اوتری ہوئی ہین کہانا کہاکر پہر اپنے صندوق مین چلے جائیے۔

شخص۔ بہتر جو آپ کا حکم ہو مین فوراً بجالاؤن گا۔

گرو۔ (اپنے چیلون سے) مہمان کے لئے پانی تو لے آئے۔

اسقدر کہا تہا کہ جہونپڑے کے دروازہ کو کسینے زور سے کہڑکایا یہ تمام جوگی خوف سے کانپ اوٹھے اور گہبراگہبرا کر ادہر اودہر دیکہنے لگے۔ کیا دیکہتے ہین کہ وہ بہی نوعمر جوگی جو ابہی چیخ مار کر چلا اوٹہا تہا او چلا گیا تہا بدحواس ہوکر ڈرا اور سہما ہوا آیا اور گروجی کے پاؤن پر گر پڑا اور نہایت ہی خوف کی آواز مین بولا گروجی مجہے بچا لیجئے۔

نیا آنیوالا جوگی جو اٹہہ کے بیٹہا تو اوسکی نظر اس شخص پر جو صندوق کے بیٹہا کہانا کہا رہا تہا دیکہتے ہی بدحواس ہوگیا اور اوسکے چہرہ پر غور کرنے لگا اگرچہ وہ شخص بہی کہانا بہول گیا تہا اور بڑی توجہ سے جہونپڑی کے نئے مہمان کی صورت دیکہہ رہا تہا لیکن اسپر ایسی حیرت طاری نہین تہی اور ان دونون کا حال یہ تہا اور جوگیون نے جو اپنے تازہ مہمان کو اس خوف زدگی کیساتہہ پناہ مانگتے دیکہا تو وہ گہبرا گئے اور متفکر ہوئے کہ کس شخص نے اس پر ظلم کیا اور کس کے خوف سے بہاگ کے آیا ہے۔ ان کے قیدی اور نوجوان پناہ گزین مین آنکہون ہی آنکہون مین جو باتین ہوگئین اونکی طرف اونکا خیال بہی متوجہ نہ ہوا گرو نے پہر اوس سے سوال کیا کہ بتا بچہ تجہپر کس پاپی نے ظلم کیا؟ اور سوال کیساتہہ ہی اوسے جہونپڑے کے باہر کچہہ کہٹکا معلوم ہوا تو اوسنے اپنے چیلونکو حکم دیا کہ اس قیدی کو جلدی صندوق مین بند کردو اور جہونپڑے سے باہر نکلکر کیا دیکہتا ہے کہ کئی مسلمان سپاہی مسلح کہڑے ہین اور کہہ رہے ہین کہ ابہی جو جوگی تمہارے جہونپڑے مین گیا ہے اوسکو ہمارے سپرد کردو۔ ورنہ ہم خود گہسکر گرفتار کرینگے۔

جوگی۔ تمہارے دہرم مین جوگیون کو ستانا منع نہین ہے۔

ایک سپاہی۔ جوگی جی ہم کسیکو ستانا نہین چاہتے۔ لیکن جب خود کوئی شخص ہماری خود ہی مخالفت کرتا ہے تو ہم اوسکے دشمن ہوجاتے ہین۔ اب مناسب

یہی ہے کہ وہ شخص جو تمہارے جھونپڑے مین چھپا بیٹھا ہے نکالدو۔

جوگی - وہ میرا ایک چیلہ ہے اور ہمیشہ میرے پاس رہا کرتا ہے اوس نے تمہارا کیا بگاڑا ہے جو اوسکو قید کرتے ہو۔

سپاہی - ہمارے سردار نے اوسکو دور سے دیکھا اور حکم دیا کہ اسکو پکڑ لاؤ وہ ہم کو اپنی طرف آتے دیکھکر تمہارے ہان گھس رہا۔

جوگی - اچھا تو تم اوسکے بدلے مجھے لیچلو اگر تمہارے سردار کا کوئی کام ہوگا تو اوسکے بہ نسبت مجھسے زیادہ نکلیگا۔

یہ سنکر وہ مسلمان سپاہی آپسمین مشورہ کرنے لگے اور آخر یہی قرار پایا کہ اس بوڑھے جوگی کو اپنے سردار پاس لیچلین جوگی بغیر اس کے کہ جھونپڑے کے اندر جاکر کسی سے کچھ کہے ان کے ہمراہ روانہ ہوا ان سوارون نے اسے لیجاکر محمود غزنوی کے فوجون کے درمیان کھڑا کر دیا جو متھرا سے جنوب کی لوٹتی مارتی چلی آتی تھین عساکر سلطان کا ایک معمر اور توانا شخص جو غالباً کوئی معزز منصب رکھتا ہوگا اور جس نے وفاداری کے ساتھ سلطان کے ہمراہ بارہا ہندوستان کا سفر کیا تھا اور جو اس ملک کی زبان سے بھی کسیقدر واقف ہوگیا تھا جوگی کی طرف متوجہ ہوا اور ٹوٹی پھوٹی ہندی کہنے لگا تم یہان پہاڑیون مین کیون مارے مارے پھرتے ہو۔

جوگی - ہم لوگ فقیر اور جوگی ہین ہماری آبادی مین گذرا نہین ہوتا اور نہ ہم وہان پوری طرح اپنا جوگ سادہ سکتے ہین۔ اسی وجہ سے ہم نے شہرون کو چھوڑکر جنگل اور پہاڑون مین رہنا شروع کیا ہے۔

افسر - (حیرت سے) تم یہین رہتے ہو؟ یہان تو درندون اور وحشی جانورون کا مسکن ہے۔

جوگی - ہماری انہین جانورون مین خوب بسر ہوتی ہے۔

افسر - اچھا یہ تو بتاؤ کہ تم کبھی اجمیر بھی جاتے ہو۔

جوگی - ہمکو بس اتنا معلوم ہوا ہے کہ اب وہان جوگی بھی نہین جانے پاتے جب سے ترکون کے آنیکی خبر پہونچی ہے سب کا آنا جانا مہاراجہ صاحب نے موقوف کر دیا ہے

افسر - یہ حال تمکو کیونکر معلوم ہوا ترک افسر نے جوگی کی صورت غور سے دیکھی اور اپنے سپاہی کیطرف متوجہ ہو کے کہنے لگا - مینے جسکو بلوایا تہا وہ یہ شخص نہین ہے وہ تو لڑکا سا تہا اور یہ تو بڈہا ہے -

اس سوا نے یہ حال ساف صاف بیان کر دیا اور کہا کہ ہم اسکو اس وجہ سے لائے ہین کہ اسنے کہا وہ میرا چیلا ہے اوس سے کوئی کام نہین نکلنے کا اور مین بہ نسبت اوس کے زیادہ حال بتا سکونگا -

افسر - پہر جوگی کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا تمکو پتہ ہے سلطان کی فوج کا ایک بہاد شخص گرفتار ہو گیا ہے اور اوس کا پتہ نہین کہ کہان ہے -

جوگی - مین جنگل کا رہنے والا ہون ان باتون سے مجھے تعلق نہین کسی راجہ کو بھی مین نہین جانتا -

افسر - نہین سنا گیا ہے کہ اکثر جوگیون کو اس قسم کے حالات معلوم ہوتے ہین

جوگی - ہان اُن جوگیون کو جو ادہر اودہر پہرتے ہین مین اور میرے چیلے ہمیشہ جنگل مین رہا کرتے ہین - ہمکو کیا حال معلوم ہو سکتا ہے - اسکے بعد افسر جوگی کو علیحدہ لیگیا اور تنہائی مین اوس سے کچھ باتین کرنے لگا - تمام سپاہیون کو حیرت تہی کہ وہ جوگی سے کیا باتین کر رہا ہے مگر تہوڑی دیر یہ معلوم ہوا کہ افسر جوگی سے بہت خوش ہے اس نے آزادی اور امن و امان کا ایک پروانہ لکہہ کے جوگی کو دیا اس کے بعد افسر جوگی سے رخصت ہو کر چلا اور چلتے وقت اوسنے ایک دفعہ پہر افسر کی طرف متوجہ ہو کر کہا دیکہئے آپ بہول نجائیگا -

افسر - نہین ہرگز نہین یہ تو میرا فرض ہے -

پندرہوان باب

معرکہ آرائی

مہاراجہ اجمیرش نے اپنے شہر کی حفاظت خوبی اچھی طرح سے کی تھی۔ اگرچہ اصولاً یہی مناسب تھا کہ وہ شہر کے اندر ہی سے لڑے مگر لڑائی کے اس طریقہ مین اوسے کچھ بودا پن معلوم ہوا اپنے تمام افسرونکو بلا کر غیرت دلائی اور آمادہ کیا کہ محمدی وہ شخص ہے جسکے سامنے اپنی حرکات کا امتحان دینا چاہئے اول تو اسلئے کہ وہ ہندوستان کے بہت سے راجہ سے لڑ چکا ہے اور دوسرے اس سبب سے کہ اکثر فوجونکو شکست دینکی وجہہ سے محمود کے دلمین اپنی سپہگری پر بہت کچھ ناز پیدا ہو گیا ہے۔ لیکن اپنے بہادرون کی طرف سے مجھے یقین ہے کہ وہ محمود کی کچھ ہستی نہین سمجھتے اگر محمود کی تمام فوج کو کاٹکر ڈالدیگا۔ بہتر یہی ہے کہ شہر کو مناسب انتظام مین چھوڑ کر تم اپنی فوجکے ساتھ باہر چلین اور بارہ میل پر محمود کا مقابلہ کرین۔ باستثنائے دو تین درباری پنڈتون کیساتھ کہا سب چلینگے ہم مہاراجہ کے قدمون کیساتھ ہین اور راجہ کو اپنی جان بھینٹ چڑھا دینا اپنا فخر سمجھتے ہین۔ حضور جب ہمارے ساتھ ہونگے تو ہمکو ترکون کا کچھ ڈر نہین الغرض اجمیرش کی فوجین خود راجہ اور اوسکے تمام بہادر اور سورما افسرون کیساتھ شہر سے باہر نکلین اور اس مقام سے قریب ہی جہان جوگیون کا جھونپڑا تھا مسلمانون سے مقابلہ کیا۔ مسلمان تو پہلے ہی آچکے تھے۔ مگر اجمیرش کی فوجین کچھ دیر بعد شام کو پہنچین۔ اس روز دن آخر ہو چکا تھا لڑائی صبح پر اٹھا رکھی گئی۔ مہاراجہ نے اور نیز اوسکے نامور بجے رام افسر نے اپنی لشکر کو قرینے سے ادہر اودہر پہاڑیون اور اونکے دامن مین اتارا تا کہ غنیم حملہ کر کے تباہ کرنا چاہے تو ان مختلف مقامات تک نہ پہونچ سکے جہان مندفین اوتری ہوئی تہین رات نے دونو طرف کے افسرونکو نہایت عمدہ اور کافی ثبوت دیدیا۔ اپنی اپنی طرف دونون حملہ آورون نے بہت اچھا انتظام باندہ لیا مورچے مضبوطی کیساتھ قایم کر لئے گئے اگرچہ اس مذکورہ اصول جنگ کی تکمیل اس عہد تک نہین ہوئی تھی مگر ہوشیار اور تجربہ کار افسر اپنی ذہانت اور طباعی سے انہین اصول سے چلتے تھے اکثر نتایج پیدا کر لیا کرتے

تھے۔ چنانچہ مہاراجہ اجمیر شٹ کے لایق افسرون نے اس کام کو تھوڑا پورا کرلیا تھا۔ ہان محمود کی فوج مین اس قسم کی کوئی باضابطگی نہ تھی اسکی سپاہی قدیم عربی اصول پر میمنہ میسرہ قدام قلب پر تقسیم کردئے گئے تھے اسلامی فوجونکی یہی ایک معمولی شان تھی اسیوقت اونہون نے رومیونکا مقابلہ کیا اور اوسی ترتیب سے اسپین پر حملہ آور ہوئے اور اسی نظام نے مصر کو تباہ کیا اور اسی ہیبت سے وہ افریقہ کے ریگستانون پر ہوئے ایران پر جب اسلامی تلوارین آفت و مصیبت لائین تھین تو وہ اسی ترتیب سے نظر آتے تھے۔ اس اصول مین کچھ تھوڑی ہی ترمیم شاید ہوئی ہو ورنہ ترکون اور تاتاریون نے بھی ہمیشہ اپنی فوجونکو اسی انتظام سے مرتب کیا۔ الغرض سلطان محمود کی فوج گھاٹیون اور پہاڑیونپر تقسیم نہ تھی بلکہ تمام مسلمان ایک مسطح میدان مین تھے اور رات کے اندہیرے مین اپنا جو کچھ سامان کیا تھا وہ یہی تھا کہ فوجونکو مذکورہ حصونپر تقسیم کراکے اپنے اپنے مقام پر قایم کردیا دونو طرف کے بہادرون کے دلون مین جو خیالات تھے وہ اگرچہ بہادری اور ملکشی شہادت کی نسبت زیادہ مائل تھے مگر باقتضائے طبیعت انسانی ان مین امید کیساتھ یاس ضرور ملی ہوئی تھی۔ خصوص مہاراجہ اجمیر شٹ کی فوج کے سپاہی اگرچہ اپنی بہادری پر اونکو مسلمانون سے زیادہ دعوی تھا بعض اوقات جوش شجاعت مین وہ محمود کے سپاہیون سے زیادہ موت کے شایق ہوجاتے تھے۔ مگر محمود کی حملہ آوریون نے جو نتایج ہندوستانکے پبلک مین دکھائے تھے اونکی خبرین سُن سُن کے بعض اوقات اونکے خیالات پر ہیبت کیساتھ یاس زیادہ طاری ہوجاتی تھی۔ خود مہاراجہ اجمیر شٹ کے یہ خیالات نہ تھے وہ پورا بہادر اور شجاع تھا اس نے بھی اسلامی فوجکی کامیابیونکا حال سنا تھا مگر ان باتونکو وہ صرف ان لوگونکی بزدلی پر محمول کرتا تھا جنکو شکست ہوئی۔ الغرض رات بھر نیند کسے آئی تھی۔ انہین خیالات مین صبح ہوگئی مسلمانون نے اپنی زیادہ مشغولیت کیوقت مین نماز فجر ادا کی اور ہندؤن نے بہت خضوع کے

کی ہو جاتی اور اون کے آگے سر اطاعت جہکا جہکا کے آرزو مند ہوئی کہ ان کا ویش
ان ملکشون کے ظلم سے پاک رہے مذہبی فرایض ادا کرتے ہی دونون فوجین
لڑائی پر آمادہ ہوگئین آفتاب کیسا ابہی اسکی کرنین بہی افق مشرق مین چہپی ہوئی ہین
اور طیور گو منہ اپنے آشیانون سے نکلنے کی جرات نہوتی تہی ستارے بہی بعض
بعض بیدار تہے اور اپنی واپسی نگاہون سے دنیا کے اس ہیتناک سین کو دیکہکے
آنکہین بند کرتے جاتے تہے کہ یکایک دونو طرف سے علم صبح کی اس ہوا مین لہرانے
لگے - جو اس کام کے بہ نسبت کلیون کے کہلانے اور عروسان چمن کے پہلو مین
گدگدانے کے لیئے زیادہ مناسب ہے ان جہنڈون کے نیچے دونو طرف کے جانباز
نہایت صبر و استقلال سے کہڑے ہوئے تہے اور اندہیرے کا پردہ جو جو اوٹہتا تہا
اپنی اپنے حریفون کی صورتین پہلی حیرت و استعجاب کی نگاہون سے زیادہ غور
سے دیکہے جاتے تہے اب زیادہ روشنی ہوئی اور فوجی باجے زیادہ شور سے بجنے لگے جو اس
امر کی علامت سمجہی گئی لڑائی کے شروع ہونیکو تہوڑی ہی دیر رہی ہے - یہ آوازین
سنکے ولین تہوڑا بہت خوف تہا زیادہ ڈر کے ایک جہرجہری لی مگر ساتہیونکی غیرت
نے اسکی جرات نہ کرنے دی کہ صفون جنگ سے قدم ہٹالین اپنے دلی جذبانکو
ولین دبایا اور بہادر کی صورت بنائے کہڑے رہے سلطانی فوج کا بہادر اور جنگ
آزما افسر التونتاش جو اکثر سید المومنین سب سے سبقت کیا کرتا تہا خود سلطان اجازت
لیکر اپنی چار ہزار فوج کے ساتھ آگے بڑہا اوسکو بڑہتے دیکہکر مہاراجہ اجمیر نے
اپنے دل مین بہت افسوس کیا کہ اپنے شہر سے نکلکر ہمارا یہان آنا بیکار ہوا گیا
جبکہ ہم اتنی دور بڑہ کے آئے تہے تو ہمین چاہیے تہا کہ ہماری ہی طرح سے سبقت
ہی کی جاتی اچہا اب سہی بہادرون مین اس مسلمان کے مقابلہ کو سمجہا جائیگا اجمیر
کا ایک مشہور بہادر جسنے سندہ و راجپوتونکی باہمی لڑائیون مین بہت کچہ نام حاصل
کیا تہا بڑہ کر آیا اور راجہ کے قدم چہوکے کہنے لگا - مہاراج مین جاتا ہون اور اس
ملکش کو حضور کے اقبال سے دکہا دونگا کہ جو سورما اجمیر مین رہتے ہین وہ ملکشونکو

کیسا ذلیل سمجھتے ہین۔

راجہ۔ ہان ہان پرتاب سنگہ (یہ افسر کا نام ہے) یہ کام تمہین ہوگا تم تہوڑی سی فوج اپنے ساتہہ لیکر جاؤ اور مقابلہ کرو۔

پرتاب سنگہ بہی چار ہزار سوار راجپوت اپنے ساتہہ لیکر نکلا۔ دو اجنبی اور غیر قومونکی لڑائی مین ہمیشہ یہ خرابی ہوتی ہے کہ دونون مین چونکہ کوئی دوسرے کی زبان آشنا نہین ہوتا لہذا ایک کے خیالات دوسرے کے ظاہر نہین ہوتا اور لڑائی مین مزہ نہین آتا پرتاب سنگہ کے ساتہیون نے اپنی صفون سے جدا ہوتے ہی تیر و کمان ہاتہہ سے لئے اور نیزہ بازی کرتے آگے بڑہو اور گہوڑے بہت تیز بڑہاؤ کہ یہ تیرون کی لڑائی دم بہر مین موقوف ہوجائے اور دشمنونکو ہم شمشیر زنی کا مزہ دکہائین۔ سلمان ترک نے اپنے افسر کے کہنے پر عمل کیا اور اگرچہ اپنی فوج سے دور ہوجاتے تہے لیکن سخت حملہ کردیا۔

دونون فوجین ملگئین اور اونکے ملتے ہی ایک غیر معمولی جوش نظر آیا جس سے خیال کیا جاسکتا تہا کہ شاید اس لڑائی کا فیصلہ بہت جلد ہوگا۔ لیکن تہوڑی دیر مین وہ جوش ایک حالت پر ٹہیر گیا۔ چونکہ آنکہین اسکے دیکہنے کی عادی ہوگئین اور لڑائیون کی حملہ آوری مین ایک قسم کا سکون پیدا ہوگیا تہا التونتاش نے اپنے سپاہیون کو لڑائی کی تعلیم بہت عمدہ دی تہی اسلئے کہ وہ حملہ کرتے وقت تیر باری کرتے آرہے تہے مگر ہندو جوانمردون کے قریب پہونچتے ہی انہون نے اس پہرتی سے کمانین شانونپر ڈالکر نیزے جہکادئے تہے کہ دشمنون کو بہی حیرت ہوگئی راجپوت ابہی تیر باری کررہے تہے اور التونتاش کے ساتہیون نے سر پر پہونچکر نیزون سے چہیدنا شروع کیا۔ دیکہکے راجپوتون کو بہی غصہ آگیا انہون نے اس غصہ سے کمانونکو شانونپر ڈالنا چاہا کہ اون مین سے بعض بعض ٹوٹ گئین۔

بالغرض انہون نے بہی تیر و کمان چہوڑدئے اور تلوارین ہاتہہ مین لین جبتک مسلمانون کی تیرون نے انہین دور رکہا اسوقت تک تو وہ بیشک نقصان اوٹہاتے

تھے مگر وہ آخر کس ملکے تلوارین لئے ہوئے مسلمانونکے سرونپر پہونچ ہی گئے دونو لشکر کے جوانمرد شمشیر زنی کے جوہر دکہانے لگے اور فرشتہ موت گہبرا گہبرا کر دوڑنے لگا کہ کس کس دنیا سے رخصت کرے ابتدائی جوش مین ہندوؤن نے شمشیر کے اعتبار سے مسلمانونکو دبالیا لیکن آخر اس موقعہ پر بہی دونون کی یکسان حالت ہوگئی خونریزی نے جب اچھی طرح زور پکڑلیا اوسوقت آفتاب نے مشرقی کوہسار سے سر نکالا اور اپنی صبح کی زرد زرد شعاعون سے اس خون مین چمک پیدا کرنے لگا جو میدان کی نشیبی کنارونمین بہ بہ منجمد ہوگیا تہا۔ تلوارین شاید شعاع آفتاب مین اچھی طرح چمکتین مگر وہ سب کی سب خون آلودہ ہو چکی تہین اور ان پر دہوپ کی کرنین خود سرخ رنگ مین رنگی ہوکر جگمگاتی تہین یہ جانبازیون مین برابر لڑ رہے تہے اور اونکی سومدا اور دعا، گو فوجین دونو طرف ایک سکوت کے عالم مین کہڑی اپنی اپنی قوم کے خاصیون کی نبرد آزمائی کا تماشہ دیکہہ رہی تہین لڑتے لڑتے پرتاب سنگہ نے نے ایک تیز حملہ کیا۔ مسلمان سوارون مین گہسا چلا گیا اور اپنی زبان مین پکار پکار کر کہنے لگا۔ ترکون کا سردار کہان ہے۔ اگر مرد ہے تو میرے مقابلہ کو آئے۔

التونتاش کے بعض سپاہیون کے ذریعہ سے اس کا مطلب معلوم ہوگیا یہ معلوم کرکے پہر اوسمین اتنی تاب کہان تہی کہ چپ کہڑا رہتا۔ اوس نے فوراً گہوڑا بڑہایا اور پرتاب سنگہ سمجہ گیا کہ بیشک یہ ترکون کا سردار ہے التونتاش نے نہایت چالاکی سے خالی دی پرتاب سنگہ کی تلوار ہنوز اپنے زور مین چلی جاتی تہی اور ٹہیرنے بہی نہ پائی تہی کہ التونتاش نے اپنی تلوار بند کرکے پرتاب سنگہ پر چلائی کہ اگر جہک نہ جاتا تو بیشک اس کا سر اڑ گیا ہوتا التونتاش پرتاب سنگہ کی یہ ہوشیاری دیکہکر حیرت مین آیا اور اوسکی صورت دیکہنے لگا اسکے بعد پہر دونون سنبہلکر لڑائی پر آمادہ ہوئے۔ اب دونون طرف سے بے ترتیبی اور سختی کے ساتہ وار ہونے لگے۔ ترکی افسر بہادر راجپوت کو زیر لانا چاہتا تہا اور علی ہذا بہادر پرتاب سنگہ التونتاش کو لیکن کسی کی آرزو پوری نہ ہوئی لڑتے لڑتے دونون تہک

سے گئے۔ اتنی دیر مین صرف اتنا ہوا کہ التونتاش کی تلوار کا ایک ہلکا ہلکا سا زخم پرتاب سنگہ کے بازو پر آگیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ تلوار پرتاب سنگہ کی زرہ مین پیوست ہوکر رہگئی اور کھینچنے مین التونتاش کے ہاتھ سے کچھ ایسی بے احتیاطی ہوئی کہ لچک کے ٹوٹ گئی۔ پرتاب سنگہ کو یہ موقعہ بہت اچھا ملا تھا اور وہ ایسا زبہ کار نہ تہا کہ اس موقعہ کو ہاتھ سے جانے دیتا اوس نے فوراً تلوار کا ہاتھ مارا۔ التونتاش نے پرتاب سنگہ کا وار توڑ ڈھال پر لیا اور دوسرے ہاتھ سے نیزہ بڑھا کے پرتاب سنگہ کے سینہ پر مارا ہندو بہادر نے دہنی طرف جہک کے خالی دیا اور نیزہ اپنے زور مین اسکے بائین پہلو سے ہوکر نکلگیا۔ جسکو اوس نے فوراً ہاتھ سے پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے تابڑ توڑ تلوار کا وار کرنے لگا۔ بیشک التونتاش کے لئے یہ بہت نازک موقعہ تہا اوس کے ہاتھ مین کوئی حربہ نہ تہا اور وہ صرف اپنی بچاؤ کی کارروائی کر رہا تہا۔ یہ صورت دیکھ کے دو چار مسلمان سوار بڑھے کہ اپنے سردار کو ایک ساتھ ملکے حملہ کر دیا جائے ہندوؤنکو عام طور پر حرکت کرتے دیکھکر مسلمانون نے بھی حملہ کر دیا جسوقت سے التونتاش اور پرتاب سنگہ مین لڑائی شروع ہوئی تھی دونو طرف کے سوار رک گئے تہے کہ اس دلچسپ ہنر آزمائی کا تماشا دیکھین اور اب اسوقت حملہ بہی انہین لوگون نے کیا اصلی فوجین جو کہ مہاراجہ اجمیرش اور سلطان محمود کے جہنڈون کے نیچے تہین وہ ابتک اسیطرح ساکت وخاموش کہڑی تہین لڑائی مین پہر تیزی ہوگئی۔ یہی سوار جب لڑ رہا ہے پہلے بہی لڑرہے تہے مگر سستا کر خدا جانے کیسے تازہ دم ہوگئے ہین کہ اب بہت سخت لڑائی لڑرہے ہین اور شدت اور گرمجوشی سے اپنے دشمنون کا خون بہارہے ہین۔ افسر کے لڑنے سے پہلے ہی کوئی چار گھنٹے گذر گئے ہین لیکن ہر سپاہی مین ایسا جوش پیدا ہوگیا ہے کہ کوئی تھکنے اور اپنی جگہ سے ہٹنے کا نام بھی نہین لیتا سپاہیونکو حملہ آور بازؤن سے ایک سستی اور کاہلی پیدا ہوگئی اور لڑائی اوسی طرح جوش و خروش سے ہورہی ہے۔ دونو طرف کے لوگ رہ رہکر کوشش کرتے ہین کہ حریف

کو میدان سے ہٹا دین مگر تم گوشہ نشین برابر بے سود ہوتی جاتی ہین۔ آخر اس امر سے نا امیدی ہو کر کہ آج کس قسم کا فیصلہ ہو۔ کیونکہ اندہیرا زیادہ جہک آیا تہا اور لڑائی مین کسی طرف سے سستی اور بے دلی ظاہر نہین ہوتی تہی سلطان محمود نے مناسب خیال کر کے واپسی طبل بجوا دیا۔ تمام سپاہی علیحدہ ہوگئے اور لڑائی دوسرے دن پر اٹہا رکہی گئی۔

اس لڑائی سے دونو طرف تقریبا ڈہائی تین ہزار آدمی کام آئے۔ جسکی وجہ یہ تہی کہ حملہ کیساتہ اپنی حمایت کی بہی کارگذاری کرتے جاتے تہے۔

رات نہایت ہی جوش و خروش اور امید و بیم مین گذری۔ ہندو برہمنون اور اکثر معزز سردارون نے رات بہر بتون اور مورتون کے آگے سجدے کئے اور نہایت ہی رقت قلب سے رو رو کر آریہ ورت کے ملکشون سے پاک رہنے کی دعائین مانگین۔ تمام ہندو کیمپ سے برابر سنکہ اور گہنٹیون کی آوازین آتی رہین عقیدت کیش اور پارسا مہ جبین لڑکیون نے دیوتاؤن کی تعریف مین بہجن گائے اور اپنے اپنے بزرگون کی بہادریون کے گیت گا گا کر صبح کی۔ ادہر اسلامی لشکرگاہ مین کچہہ اس سے زیادہ رقت قلب کا اظہار ہوتا رہا۔ اگرچہ وہان نہ دیوتاؤن کے بہجن گائے اور اپنے بزرگون نہ اونکی ستائش مین یہ رجز خوانی اور خود ستائی کا وقت تہا لیکن اپنی دعاؤن مین جو انکی طرف پہلو اختیار کیا گیا تہا وہ اسقدر کہ خدائے واحد ذو الجلال والاکرام کے آگے ہر شخص کا سر جہکا ہوا تہا۔ فوجی خیمہ کی مسجدین آباد تہین رکعات تہجد خوش الحانی سے ادا کیجاتی ہین۔ قران خوانی کی آواز کبہی نہ سنائی گئی ہوگی صبح ہوتے ہی ان لوگون مین ادہر اذان کی صدائے بلند ہوئی ادہر فوجون مین زیادہ شور کیساتہ سنکہ اور گہنٹے بجنے لگے گریبان صبح کے چاک ہوتے ہی دونون طرف کے لوگونکے جلدی جلدی اپنی عبادت سے فراغت حاصل کی اور لڑنے اور مرنے پر آمادہ ہوگئے۔ صفوف جنگ آراستہ ہوئین۔ عبادت سے یکطرفہ باجونکی آواز موقوف ہوئی اور اب اوسی جگہہ دونو طرف

جنگی باجون کا ہنگامہ بپا ہے مہاراجہ اجیرشن کیطرف نرسنگہا پہنکر ہے ہے گہنٹے بج رہے ہین اور اسی قسم کے اور باجون کی آواز ہر شخص کے کانون تک پہنچتی ہے محمود کے لشکر مین ادہر تو عربون نے اپنا چہوٹا طبلہ بجا کر بدوؤن کی ذہن مین رجز خوانی شروع کی۔ ادہر ترکون اور مغلون کے گروہ سے بڑے بڑے نقارے اور قرنا کی مہیب آواز بلند ہوئی جسنے اکثر سننے والون کے رونگٹے کہڑے کر دئے یہ آواز بہت رعب وداب سے اس صحرائی فضا کو فتح ہوئی بڑہی اور سپاہیون سے پہلے بہادری کے ثبوت مین طور پر گرد کی پہاڑیون سے ٹکرین کہانے لگی۔

آج ہندؤن نے زیادہ الوالعزمی اور استقلال سے کام لیا جو پہلا شخص میدان مین آیا وہ راجہ اجیرشن کا قوت بازو اجیرشن کے پاٹ کا رکن اعظم اور قومی تاج کا جان نثار رنجیت سنگہ تہا یہ راجہ کے بہائی بندون مین تہا اور ہر معرکہ مین تہا اوس نے اپنی بہادری کی کوئی نہ کوئی یادگار ضرور چہوڑی تہی اس کے ماتحت دس ہزار فوج تہی جسمین کا ہر شخص ہمیشہ اپنے مالک کا جان نثار رہتا تہا۔ رنجیت سنگہ کے سر پر ایک بڑا پگڑ تہا جسمین کچہہ ہیرے لگے تہے اور کلغی ہوا مین نازک لہرین لیکر اسکی رفعت اور اوس کے بیٹہ کا ثبوت دے رہی تہی قیمتی مرزائی گلے مین تہی اور عمدہ دہوتی اپنے ملک کے فیشن کے مطابق باندہے ہوئے تہا ایک ہندوستانی سبزہ گہوڑے پر ران اسلحہ بہی اسی عہد کی ضرورتون کے مناسب زیادہ اور قیمتی تہے تلوار پر طلے چڑہی ہوئی تہی اور ڈہال بیشہ پر چڑہی ہوئی تہی خیر اور تمام اسلحہ تو تہے ہی مگر تیر وکمان لئے ہوئے اسلئے کہ ابہی اوس کے مقابلہ کو کوئی شخص نہین نکلا تہا لہذا وہ تیر وکمان سے ہی کام لینا چاہتا تہا جسکے ذریعہ سے دور کے دشمنون تک پیام مرگ پہنچایا جا سکے رنجیت سنگہ اگرچہ فارسی زبان نہین جانتا تہا لیکن اوس نے کچہہ ایسی رعب دار آواز سے پکارا کہ لوگ سمجہہ گئے کہ کسیکو مقابلہ مین بلاتا ہے التونتاش مقابلہ کیواسطے صفون سے نکلا تہا۔ لیکن سلطان نے واپس بلا لیا اور محبت اور شفقت سے کہا تم کل مقابلہ مین زیادہ مشقت اٹہا چکے ہو یہ سر اسر

نا انصافی ہے اس کافر کے مقابلہ مین کسی شخص کو جانا چاہیئے التونتاش نے پھر اجازت
مانگی اور عرض کیا سلطان عالم مجھے کوئی مشقت نہین کرنا ہے اور یہ تو جہاد ہے
جسقدر زیادہ سرگرمی دکھاؤنگا اوسیقدر ثواب کا زیادہ مستحق ہونگا سلطان محمود
کو حیرت تھی کہ باوجود اُسکے کہنے کے اسوقت تک اور کسی بہادر نے نکلنے کا نام نہین
لیا اس خیال کو اوس نے دل ہی مین رکھا اور التونتاش کیطرف متوجہ ہو کر کہنے لگا
آج پھر لڑائی مین تجھے جانیکی اجازت دینا ظلم ہے قسم ہے اوس پروردگار عالم کی کہ اس
ظلم کے مرتکب ہونے کے بعد مقابل مین مجھے یہ گوارا ہے کہ مین خود اس کافر کے مقابلہ
پر جاؤن اور وہان تمہارے طرح میرے بھی تو جہاد فرض ہے چنانچہ تم ٹھیرو مین ہی اس
کافر کو اوسکے کفر کی سزا دینے جاتا ہون۔ بادشاہ کی زبان سے یہ کلمہ سنتے ہی ہر شخص
کے دلمین جوش آیا اور کئی افسر بڑھکر عرض کرنے لگے حضور جبتک ہملوگ موجود ہین
اسوقت تک یہ نہین ہوسکتا کہ ہمارے سلطان کو ایسی تکلیف گوارا کرنی پڑے ہم
جان نثار اسروز زندہ نہونگے جسروز حضور میدان جنگ مین تنہا قدم نکالینگے۔ اسکے بعد
داؤد طائی نے حاضر ہو کر عرض کیا حضور مین جانیکی اجازت طلب کرتا ہون اس
بت کو اگر خدا نے چاہا تو میرے ہی ہاتھ سے سزا ملیگی سلطان نے داؤد کی درخواست
منظور کی اور اگرچہ وہ سادی وضع مین تھا سامان درست کر کے بہت مستعدی
کیساتھ مقابلہ کو نکلا جس وقت تک داؤد میدان مین آئے ہندو بہادر راجپوت
نہیت سنگھ نے کئی بار اپنے مقابلہ کو مسلمانون کو پکارا اور مسلمانونکی طرف سے
یہ سستی دیکھکر اوس نے خیال کر لیا تھا کہ مسلمان میرے مقابلہ مین دب گئے مگر
جب داؤد طائی اوسکے مقابلہ پر آگیا تو پہلے اوس نے بہت غور سے اوس کے
چہرہ کو دیکھا کہ خوف اور دہشت کے آثار تو نہین پائے جاتے اس قسم کی کوئی
علامت نہ پا کے وہ خود متحیر ہو گیا اور لڑائی کے واسطے آمادہ ہو گیا اگر داؤد نے
اپنی دہشت کو چھپایا ہوگا تو یون ظاہر ہو جاویگا مگر داؤد کی طرف کی ہی خود اُس
سے زیادہ پھرتی اور مستعدی ظاہر ہو گئی دونون ایک دوسرے کی زبان سے

نا آشنا سے شخص تو بغیر سنے کہ کوئی کلمہ زبان سے نکلے لڑائی شروع ہو گئی تلواریں ابتدأ
چمکیں جبکہ کھینچ کھینچ چکے ذرا آناً فاناً ہوا مین ٹھہر گئیں تھین پھر کچھ نظر نہ آیا کہ وہ تلواریں
کدھر جاتی ہیں اور کہاں پڑتی ہیں۔ عام نگاہیں دیر تک دونون جنگ آزماؤں
کی حیرت کی نظر سے دیکھتی رہیں کچھ دیر کے بعد معلوم ہوا کہ وہ شمشیر ذوالی جھپک مین
ایک سپاہی نمودار ہوا حیرت آشنا نگاہونکو دیر کے بعد معلوم ہوا کہ وہ سپاہی تھا
اصل مین مضبوط ڈھال تھی اسکی تلوار ایک وار مین کچھ ایسی پڑی کہ جسکے [illegible]
دو ٹکڑے سے ہو گئے رنجیت کو یہ موقع نہایت عمدہ ملا تھا اوس نے برابر تلوار کے
وار کرنے شروع کر دئے مگر مقابل ایسا سپاہی نہ تھا کہ اپنی تلوار ٹوٹ جانے پر بھی
چپکا کہا جاتا۔ اس نے اس پھرتی سے ڈھال ہاتھ مین لی کہ دیر تک دیکھنے والونکو
اسکی ڈھال مشتبہ چیز معلوم ہوتی رہی اس لڑائی نے ایک عجیب دلبستگی پیدا
کر رکھی تھی جنگجو لوگون کے دلین زیادہ وحشت سمائی تھی اونکا بھی دل بہلگیا تھا اور
ان دونون جانبازون کی لڑائیون کو بہت غور سے دیکھ رہے تھے داؤد نے آخر اپنا
نیزہ ہاتھ مین لیا۔ نیزہ کی لڑائی مین عرب لوگون کو عموماً زیادہ ملکہ ہوتا ہے اور گویا
اس فن کو اس سرزمین والون نے اپنا کر لیا ہے نیزے کے وار داؤد نے کچھ ایسی
پھرتی سے جلد جلد کئے کہ رنجیت سنگھ کو ذرا پیچھے ہٹ جانا پڑا۔ اسلئے کہ اس
کے پاس نیزہ نہ تھا تو بھی دیر تک اسنے اپنے آپکو بچایا لیکن کچھ سوچکے کمان ہاتھ
مین لی اور داؤد پر تیر برسانے لگا۔ داؤد نے اسکا خیال نہ کیا اسلئے کہ تیر کی لڑائی
مین انسان وہ پھرتی نہین دکھا سکتا جو نیزے اور تلوار مین دکھا سکتا ہے اور اس
مجبوری سے رنجیت سنگھ کو بہت پیچھے ہٹ جانا پڑا تا کہ داؤد کی نیزہ بازی سے
محفوظ رہ سکے داؤد نے حملہ کر کے گھوڑا بڑھایا ہندو جانبازونکو بھی پیچھے ہٹ جانا
پڑا الغرض دلون مین جا سے جو کچھ ہو لیکن لڑائی کا ظاہرا رنگ یہی بتا رہا تھا کہ
کہ رنجیت سنگھ کو شکست ہو گئی اور داؤد اسکی طرف تعاقب کرتا اور بڑھتا چلا جاتا
ہے اس سین نے دونون طرف کی فوجونکو بیتاب کر دیا ہندوؤن نے ارادہ کیا کہ اپنے

افسر کو بچائین اور اسکی مدد کرین مسلمانون کو ڈر ہوا کہین ایسا نہو کہ وہ دو فوج سے زیادہ وجہ ہوکر ہندؤن کے ہجوم مین گھر جائے۔ یہ خیال واقعی ایک قیامت کا مقدمہ تھا دونون فوجین بڑھین اور ایک عام حملہ ہو گیا۔ طبل جنگ بہادرون اور تمام جیرون کو خبر دینے لگا کہ قیامت آگئی خود سلطان محمود اور راجہ اجمیرش کے گھوڑے میدان مین شوخیان دکھانے لگے دونون فوجین ملگئین اور لڑائی کا خونریز تماشہ سر دلیر نقش ہیبت بٹھانے لگا۔ سلطان نے عین میدان جنگ مین پہنچکر اپنے سپاہیون اور افسرون کیطرف مخاطب ہوکر یہ کلمات کہے۔ اے بہادران اسلام! ای جانبازان ترک و عرب سرفروشی کا وقت آگیا جنت کے دروازے کھل گئے۔ جہاد کے شوق مین سب کے سب بڑھو گویا کانین آواز آئی ہے کہ حورین تمہین بلا بلا کر پکار رہین۔ خداوند عالم تمہاری جانبازیون کی قدر اور اجر دینے کی نگاہون کو دیکھ رہا ہے چونکہ تم خدا تعالیٰ کا کام کر رہے ہو لہذا وہ ہی خدا تمہاری مدد کریگا بڑھو اے مسلمانون بڑھو اسلام کو اس زمین پر جمادو اتنا کہکے سلطان نے اپنا گھوڑا لڑائی کے میدان مین آگے بڑھایا۔ یہ تقریر سنتے ہی مسلمانون کے حوصلے بڑھ گئے اور ان کا جوش تازہ ہو گیا سبھون نے ایک ساتھ حملہ کر دیا کل کیطرح آج تھوڑی تھوڑی فوجین مقابلہ کو نہین بڑھین بلکہ آج تمام اسلامی فوج نے یورش کردی ہے۔ مسلمانونکا جوش و خروش دیکھکر ہندؤنکے بہادر فرمانروا مہاراجہ اجمیرش نے بھی اپنے سوارونکے حوصلے بڑھائے اور خود معہ اپنے بہادر افسرونکے میدان جنگ مین نکلا۔ اسکی تقریر بھی نہایت موثر تھی۔ ہر ہندو سپاہی یہی سمجھہ رہا تھا کہ سلطان کتنے بڑے ظالم ہین اونکی غرض اس سرزمین کی حکومت ہی نہین ہے شاید کبھی ان سے عدل و داد کی امید کیجاسکے بلکہ وہ حرمت ہند و مذہب کو ذلیل کرکے بتونکی بیحرمتی کرکے اپنا دل ٹھنڈا کرنے اور لوٹ کے ارادہ سے آیا ہوا ہے۔ باعصمت عورتون کا زیور اور شاہی خزانون کے جواہرات لوٹکر اپنی مٹھیان گرم کرکے چلے جانے آئے ہین۔ یہ لٹیرے ہین صرف ڈاکہ زنی انکا کام ہے۔ الغرض دونو طرف

کی فوجین مین پورا جوش تھا سپاہی میدان جنگ مین کود رہے اور لڑائی اس سختی سے ہونے لگی کہ دیکھنے والون کے دل کانپ اوٹھے تھے وہی بہادر تھے جو معرکۂ جنگ مین اپنے مقابل کے لوگون سے لڑنے مین مشغول تھے اور کسی طرح آنکھ اوٹھاکر بھی نہ دیکھتے تھے مگر عمر دن کے اختتام کا زمانہ سرون پر آگیا تھا آہ! ایسے ایسے قوی ہیکل اور تندرست اور باجمال دنیا سے رخصت ہو رہے تھے اور بیکسی اور بے بسی سے کہ نہ کوئی اون کا اوٹھانیوالا اور نہ اونکے سرہانے بیٹھکر کوئی رونے والے نظر آتے تھے۔ انکی وہ وفادار بیبیان جو اونکے ساتھ زندہ جلکر خاک ہوجانا بخوشی خاطر گوارا کر لیا کرتی تھین۔ لاشون کے دشمن مردار خوار بھی لڑائی کے ہجوم مین اتنا موقع نہین پاتے تھے کہ اون کے جسمون پر بیٹھ کے اپنا پیٹ بھرین کوئی اتنا بھی نہین دیکھتے کہ گھوڑے کی پیٹھ سے گرنے والے بالکل جان دیکے گرے ہین یا ان مین کچھ دم باقی ہے جا بجا جس حال مین ہون حملہ آور فوجین انکو روندتی ہوئی بڑھتی ہین اور تیز رو گھوڑے اونکو کچلتے ہوئے جاتے تھے۔

لڑائی نے بہت طول کھینچا اس سے پیشتر دادو ملانی اور رنجیت سنگہ کی لڑائی ہی مین دس گیارہ بجگئے تھے۔ اب دونون طرف کے حملہ آورون نے اتنی دیر تک یکسان بہادری سے کام لیا کہ تین بجگئے ہین اور لڑائی اسی معمولی حیثیت اور اسی جوش و خروش کے ساتھ جاری ہے کوئی شخص میدان جنگ سے پیچھے ہٹکر نہین جاتا اور ہر شخص نے اپنے دلمین یہی منصوبہ ٹھیرالیا کہ یا تو فتح ہوئی ورنہ یہان سے مرکر جائینگے۔

سندھ و فوج کے بہادر جے رام نے اس موقعہ پر ایک اور آخری کوشش کی اوسنے اپنے ہمراہی کے لئے دس ہزار سوار فوج سے منتخب کرکے الگ کرلئے میدان جنگ سے پیچھے ہٹکر پہاڑون کے دامن مین چھپگیا اور پوشیدہ ہی پوشیدہ چکر کھاکے اور پہاڑون کے راستہ نکلے بائین طرف سے ناگہان نمودار ہوا اور دشمن پر یک بیک حملہ کرکے میدان جنگ مین کودا گویا تازہ دم

فوج ہندوؤن کی مدد کو آگئی۔ ان بہادرون نے حملہ کرتے وقت زور سے مہاراجہ اجمیرش کی جے کا نعرہ بلند کیا اور لڑائی کے میدان مین اپنے گھوڑے کی تیز روی دکھانے لگے جے رام کے اس حملہ نے اہل اسلام پر بہت بڑا اثر کیا۔ بیشک ان کے دل تھوڑے ہو گئے تھے اور اونکے قدم کو لغزش ہو گئی تھی مگر ایک طرف سے التونتاش نے دوسری طرف سے داؤد طائی اور درمیان سے خود سلطان محمود نے للکارا اور ابھار کے یکبیک حملہ کر دیا اور ایسا حملہ کیا کہ تمام مسلمانون نے یکبیک چونک کے اپنے دشمنوں پر ایک زور کا حملہ کیا۔ اللہ اکبر کے نعرے زور سے بلند ہوئے اور لڑائی کی آگ سے دیکھنے والونکو محسوس طور پر آگ کی چنگاریان اوٹھتی نظر آنے لگین سلطان نے ایک تدبیر اور کی جو زیادہ مفید ثابت ہوئی اسلامی لشکر مین سے چار ہزار تیر انداز جو اس کے بیشتر اپنی شمشیر زنی کا جوہر دکھا رہے تھے اونکو حملہ آورون سے علیحدہ کیا اور ایک پہاڑی کے دامن مین انکی صفین قائم کر کے یہ لوگ کسیقدر بچا رکھا کے تیر باری کرتے ہوئے بڑھے انہون نے ایک ایسا موقعہ منتخب کر لیا جہان سے مسلمانونکو بچا بچا کر وہ اپنے تیرون کا نشانہ صرف ہندونکو بنا سکتے تھے۔ ان لوگون کے تیرون نے بھی بڑا اثر کیا جو لوگ مسلمان حملہ آورون کی لڑائی مین مشغول ہونا چاہتے تھے ان مین سے تو اکثرونکو تو یہ تیر مار مار کر گرا دیتے تھے جو زندہ بچتے تھے اونکو دہشت ہوتی اور بھاگ کھڑے ہوتے تھے اور کسی بات مین فرق نہ تھا ان تیرون مین ہندون نے بڑے صبر و استقلال سے کام لیا لیکن ایک عالم مرگ سا چھا جاتا تھا اونکے پاس کیا علاج تھا وہ بہت ہی پریشان تھے اور گھبرا گھبرا کے پھر رہے تھے۔ خود مہاراجہ اجمیرش اور اوس بہادر نوجوان افسر جے رام دونون حیران تھے کہ کیا کرین مگر باوجود اس قدر پریشانی کے دونون نہایت بہادری سے مقابلہ کر رہے تھے اور برابر اپنے کو آمادہ کر رہے تھے۔ ان تیراندازون کا انتشار کیسا انتہا درجہ کا [illegible] آخر وقت نے دونا انتشار طاری کر دیا مسلمانون کا جہاندیدہ افسر داؤد طائی جو پہلے پہل میدان مین نکلا تھا ہندونکی اس حالت کو بخوبی سمجھ گیا اور انکی بزدلی کا

مضمون کا اون کے چہرے سے بڑھ گیا اوس نے اپنے سردارون کو یک بیک اوبھارا اور نعرہ اللہ اکبر بلند کر کے زور سے ایک آخری حملہ کر دیا۔ اس حملہ نے ہندون کے قدم اکھاڑ دیے اور سب گروہ تو جیسے لڑتے رہے مگر وہ رسالے جو بائین جانب دیر کے بدحواس ہو رہے تھے فوراً بھاگ کھڑے ہوئے بہادر جے رام اونکے نزدیک آیا اونکو سنبھالنے لگا لیکن اونکا سنبھالنا تو درکنار جے رام کے ساتھی جنہون نے وسط فوج کو زیادہ مضبوط کر رکھا تھا ان سے بھی قدم اکھڑ گئے دیگر افسران لوگ کے روکنے اور قایم رکھنے کی تدبیرون مین تھے کہ باقی حصہ فوج کا جو اب تک مقابلہ کر رہا تھا اوس نے بھی بھاگنا شروع کیا الغرض فوج کچھ اسطرح بے استقلال اور بیدل ہوکر بھاگی کہ مہاراجہ اجمیرشش اور اوسکے وفادار افسرون نے ہزار تدبیرین کین مگر کچھ نہو سکا۔ اگرچہ مسلمانونکو موقعہ ملگیا تھا کہ تعاقب کر کے اپنے حریفون کا کام آج ہی تمام کر دیتے مگر انہون نے خدا جانے تھک جانیکی باعث یا نہین معلوم اس سبب سے ان کا تعاقب نہین کیا وہ تو اپنے کیمپ مین جاکر ٹھہرے مگر جتنے ہندون کی مستطیل قطارین مسلمانون کے لشکرگاہ سے قریب ہی دور تک پھیلی چلی گئی ہے

سلطان نے اوسکی طرف متوجہ ہوکر کہا التونتاش آجکی لڑائی تو نے دیکھی! مین ہندون کی فوج سے اکثر لڑا مگر ایسے جانباز سپاہیون سے لڑنیکا اتفاق نہین ہوا

التونتاش۔ حضور یہ بہادر تو ضرور ہین مگر مسلمان بہادرون کے صبرو استقلال نے ان کے ہوش اوڑا دیے۔

محمود۔ بیشک۔ مگر افسوس منصور کا پتہ نہین اگر آج وہ ہوتا تو اوسکے حملون کے سامنے کفار اتنی دیر بھی نہ ٹھیر سکتے۔

التونتاش۔ بجاہے قطع نظر اور سب باتون کو منصور کے غم نے ہمارے جوانمردون کو اور سست بنا رکھا ہے۔

محمود۔ نہین معلوم منصور کیا ہوا اور کہان غائب ہو گیا"

التونتاش۔ عساکر سلطانیہ اس مہم سے فراغت ہوتے ہی تو منصور کی جستجو مین

سرسری سی کوشش کیجاوے۔ میری خیال مین کل اس لڑائی کا اختتام ہوگا۔
محمود۔ انشاء اللہ“ دونون یہ باتین کرکے معہ تمام افواج کیمپ کو روانہ ہوئے۔

سولھوان باب

اجمیری کیمپ

اگرچہ ہندوون نے معرکہ جنگ مین بڑی بہادری دکھائی تہین خصوصاً افسرون نے اپنی قومی حمیت کا انتہائی جوش دکھایا تہا لیکن لڑائی کا نتیجہ ایسا خراب ہوا تہا کہ راجہ دربار عام معزز ارکین دولت جب اپنی فرودگاہ کو پہونچے تو نہایت سست اور انتہا سے زیادہ مضمحل تھے راجہ کا یہ عالم تہا کہ غصہ اور صدمے کے مارے وہ اپنے آپے سے گذر جاتا تہا۔ اس نے اپنے شاہی خیمہ مین داخل ہوتے ہی تہوڑی دیر تو انتظار کیا اور اسکے بعد تمام افسران فوجکو اپنی حضوری مین طلب کیا دربار اپنی قدیمی شان وشوکت سے قایم ہوگیا اور ارکین دولت اپنے اپنے درجے سے مناسب مقامات پر آکے بیٹھ گئے۔ جب کل مقربان دولت جمع ہوگئے تو اونکی طرف مخاطب ہوکر راجہ نے یہ کلمات کہے۔

راجہ۔ اجمیرش والو تمہاری غیرت کہان گئی۔ تمہاری جرات کیا ہوئی؟ وہ بڑے بڑے لمبے چوڑے دعوے جو اپنے دیس کے بچانے کے لئے تم کرتے رہتے تہے شکست فاش اپنے وطن اور گہر کے دروازے پر! غنیمت یہی ہوا کہ مسلمان دن بہر کے تہکے تہے۔ ورنہ اگر ہمارا تعاقب کرتے تو تمہین بتاؤ کیا ہوتا بہاگ کہڑے ہوئے! ذلت اور بیعزتی کے ساتہ اپنی استریون اپنے بالکون کو کس پر چہوڑ چلے تہے مسلمانونکی عادت کیا تمہین معلوم نہین ہے کہ وہ اپنے دشمنونکی شریف بہو بیٹیون کو اپنی لونڈیان بناتے ہین اور اون بیعزتی کرواتے ہین اونکو پکڑکر اپنے دیس مین لیجاکے بیچ ڈالتے ہین جنکی زندگی غلامی اور ترکون کو جوتیان

سپرد ہی کرتے گذر جاتے ہیں۔ اپنے خاندانوں کو تم اسلئے مسلمانوں کے سپرد کیے بیٹھے تھے مرجانا اچھا ہے اور یہ ذلت اچھی نہیں مگر یہ خیال شریف اور بہادروں میں ہوتا تمکو پرمیشور نے بےعزت بنا دیا کہ ایسی بےعزتی تم نے گوارا کرلی میرا راج اگر کسی ہندو راجہ کے ہاتھ میں جاتا تو مجھے بالکل افسوس نہوتا اس لئے کہ وہ دھرم کی قدر کرتا اور عورتون اور بچون کی ایسی بے آبروئی اوسکے ہاتھ سے نہوتی افسوس تو یہی ہے کہ تم اُن ذلیل لوگون کے آگے بودے ثابت ہوئے جنکے دل میں نہ شرافت کی قدر ہے نہ کسی عصمت کا خیال ہے خود ذلیل ہیں ویسا ہی ذلیل اور سبکو بھی سمجھتے ہیں تم اپنی عورتون اور اپنے بچون کو ایسے ظالمون کے سپرد کیے جاتے تھے۔

راجہ کی یہ پرجوش اور پرحسرت تقریر سنکے تمام لوگون نے ندامت سے سر جھکا لیا دیر تک دربار میں سناٹا رہا آخر ایک لائق برہمن جو دربار کے مشیرون میں اعلیٰ درجہ کا مشیر تھا اوٹھا اور راجہ کیطرف متوجہ ہو کے کہنے لگا۔ مہراج مہاراج لوگون کو بڑی غفلت ہوئی اور ہمارے لوگون نے بالکل اپنے نام کے خلاف کیا۔ مہاراج کی ناراضی سے اب اون کے دل میں غیرت پیدا ہوگئی اور اب یہ ٹھان لیا ہے کہ جب اپنا دھرم ملک دشمنون کے آگے ہار کے بیٹھے ہون ان سے کل واسطے انکو دھرم اور ان کے بت کی قسم لے لیجئے اور دیکھئے کل یہ سامان کار نمایان کر دکھاتے ہیں

راجہ - یہ کیا نام رکھائینگے۔ افسوس! میری پیاری! وہ نازنین اور بہادر لڑکی موہنا آج موجود ہوتی تو مجھکو کسی بات کی پرواہ نہوتی جس روز سے اسکا پتہ نہیں اُس دن سے مجھے یقین ہوگیا ہے کہ اب اجمیر کی قسمت الٹ گئی اور وہ زمانہ بہت نزدیک آنیوالا ہے جب ظالم بےرحم بےحمیت اور شریف کی قدر نہ جاننے والے ترک آکر سارے دیس سارے مندرون کو بھرشٹ کرینگے آہ موہنا تمھی اور مجھے ان مصیبتون میں ڈالگئی۔ میں سچ کہتا ہوں تمہارے لئے کچھ نہوگا۔ لیکن اے اجمیر کے ذلیل اور بودے سپاہیو اتنا جان لو کہ جس ذلت کو تم نے گوارا کر لیا ہے اور جس تباہی میں تم اجمیر کو ڈالنا چاہتے ہو وہ ذلت اور تباہی تم دیکھو اور بھگتو

دیکہو مگر مجھے نہ دیکھی جائیگی مین پہلے ہی دنیا کو چھوڑ دونگا افسوس اجمیر ش کی تباہی کا وقت آگیا اتنا کہکے راجہ زار و قطار رونے لگا۔

بہادر اور غیرتمند راجہ کی یہ مایوسانہ تقریرین آخر مین اسکی گریہ وزاری دیکھکر لوگون سے نہ رہا گیا۔ سب کے قدمونپر گر پڑے اور سب رو رو کر عرض کرنے لگے۔ سری مہاراج آپ اس قدر حیران اور مایوس نہون۔ ہم لوگون مین سے جبتک ایک شخص کی جان باقی ہے اس وقت تک ممکن نہین کہ ایک ملکش بھی اجمیر ش کے پھاٹک پر قدم رکھ سکے۔ اگر ہمارے اس وعدہ پر حضور کو اعتبار نہین تو ہم اسکا ثبوت دوسرے موقع پر دیسکتے ہین آخری حالت مین جو کارروائی ایک بہادر کو کرنا چاہئے وہ کرینگے یہی موجود ہین ممکن ہے کہ ہم سب اپنی استریونکو چتا مین بٹھاوین اور جلاکر خاک کردین دنیا کو اس جرات سے رخصت کردین اور تلوارین ہاتھ مین لیکر نکل کھڑے ہون اگر ایشور نے مدد کی تو اجمیر ش کا راج آپ ہی کے لئے مبارک ہوگا ورنہ ہم سب حضور کے قدمون کے نیچے لڑکر کٹ مر جاینگے اجمیر ش پر جبتک ظالم غوری کی حکومت ہوگی ادھر ہم مین کا ایک بھی زندہ نہوگا۔

راجہ۔ میرے نزدیک ابھی اس کارروائی کی ضرورت نہین ابھی تو اپنے شہر سے باہر مسلمانون کا مقابلہ کررہے ہین ان باتون کو اس دن کے لئے اٹھا رکھا جائے جب ہم اجمیر ش مین محصور ہوکر فتح سے ناامید ہون۔ ابھی ہمارے ساتھ کافی فوج ہے اور اگر ہم دل کرین تو پوری جرات کیساتھ مقابلہ کرسکتے ہین افسوس کی بات ہے کہ اسوقت تم بھاگ کھڑے ہوئے اور تم نے دشمنونکو غالب اپنے اوپر کردیا کل کی لڑائی پر دارومدار ہے اگر تم لوگون نے پوری جرات اور استقلال سے کام لیا تو امید ہے کہ تم مسلمانون کو قبل اسکے کہ انہین اجمیر ش کے برج اور اسکے مندرون کے کلس نظر آئین مار کر بھگا دوگے۔

افسر۔ مہاراج کل ہم بتا دینگے کہ حضور کے ان جملون نے ہمپر کیا اثر کیا اور ہماری [illegible] ہوگئے ہین۔ آجکی خطا مہاراج معاف فرمائین۔

راجہ سے مجھے اپنی پیاری موہنا یاد آجاتی ہے وہ شریف تھی اور بہادر تھی اگر وہ ہوتی تو مجھے لڑائی کیطرف سے ناامیدی نہوتی اوسکو بہادری اور سپہگری کی دھن تھی اور شہرت تھی شاید اوسکے ذریعہ سے سلطان پر فتح بھی کر سکتے تھے نہین معلوم کہ اوسکو کیا صدمہ پہنچا کہ چلی گئی اور خدا جانے کہان گئی اوسکو میرے ساتھ بڑی محبت تھی کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ اوس نے مجھے کیون چھوڑ دیا اوسکے بعد راجہ اپنے وزیر کے بیٹے جے رام کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا جے رام اگرچہ کل کی لڑائی مین تجھکو مین نے دیکھا کہ خوبی سے لڑتا رہا اور آخر تک بہت خوبصورتی سے مقابلہ کیا جسوقت تیری فوج کے لوگ بھاگنے لگے تھے اسوقت تو بڑی بہادری سے اونکو روک رہا تھا اور مقابلہ پر آمادہ کرتا مگر تو کیا کرتا تھا جبکہ سپاہیون نے میدان جنگ چھوڑ دیا۔ رنجیت سنگھ نے بھی پوری بہادری دکھادی اور ترکون کے ذہن نشین کیا کہ ہمارے دیس مین بڑے بڑے سورما اور بہادر سپاہی موجود ہین کل کی لڑائی کا انتظام تمہین دونون افسرون کے سپرد ہے۔

یہ کہکر راجہ نے تمام افسران کو رخصت کیا اور خود اپنے خیمہ مین چلا گیا۔ جو خیالات راجہ نے افسرون کے سامنے ظاہر کئے تھے وہی خیالات تمام افسران نے ہر ایک سپاہی کے آگے بیان کئے۔ سپاہی اپنی شکست پر نادم ہوتے تھے اور اپنی اوس وقت کی طبیعت پر جھنجلاتے تھے اور غصہ کرتے تھے جب مسلمانون کے سامنے اونکے قدم اکھڑ گئے تھے وہ رہ رہ کر غور کرتے تھے کہ کیا بات تھی مگر خود اونکی سمجھ مین نہین آتا تھا کہ انہین حریف کے مقابلہ مین زک ملی اپنے نام اپنے دھرم اور اپنے وطن کی حمایت مین جان دینا ہر شخص کا کوئی معمولی سا خیال نہ تھا بلکہ ہر شخص نے فرض کر لیا تھا یہ رات ہندؤنکی فوج مین عجیب رات تھی ایک مذہبی اور قومی غیرت کا جوش تھا کہ مجسم صورت نظر آرہی تھی لوگ سستانا یا آرام بلکہ اکثر کھانا تک بھول گئے تھے اور تمام رات اسی جوش و خروش مین گذری۔ اسکے علاوہ ایک قدرتی کارروائی ہوگئی خاص شہر اجمیر مین جب اس شکست کی خبر پہونچی تو جتنے گھر تھے سبھون مین ایک کہرام مچگیا۔ معزز گھرانونکی عورتین خصوص چھتریون کی وفادار عورتین شہر سے نکلکے لشکر

لشکرگاہ مین گئین جنہون نے مردونکو غیرت دلائی اور اپنے انتہائی جوش مین جلے ہوئے دلسے
حد سے زیادہ لعنت و ملامت کرنے لگین اونہون نے یہ انتہائی کلمہ کہا کہ اگر تم سے اب
مقابلہ نہین ہوسکتا تو تم گہر مین بیٹہو ہم مسلمانونکو مار کر بہگا دینگے۔ یہ تمام ایسی باتین مجمع
ہوگئین تہین کہ اگرچہ ہندوؤنکے دل شکست ہوگئے تہے اور انہین اب تاب مقابلہ
کی نہین رہی تہی مگر اونکے دل پہر بڑہگئے اور پوری قوت سے مقابلہ کرنیکو آمادہ ہوگئے
مسلمانونکا ابہی تک شاید یہی خیال ہوگا کہ ہمنے ہندوؤن کو پوری شکست دی پہر
ان مین مقابلہ کی قوت نہوگی۔ کل ہم اجمیرش پر فتح و نصرت کے جہنڈے اڑاتے پہنچینگے
جہلا لوٹ مار کے زیادہ دیوانے تہے اونکو خوشی تہی کہ کل اجمیرش کے خزانون
اور مندرون کے لوٹنے کا موقع ملیگا۔ مگر اونکے خیالات اب صرف دل ہی دل مین
تہے اصل مین وہ ہندو گویا شکست کہانے والے ہندو ہی نہین ہین اب جبکہ
تقدیر کا آخری کہیل کہیلینگے اور دکہاوینگے کہ اپنے ارادون مین وہ کسقدر مضبوط ہین
واقعی اسباب کا سامان دیکہنے کے قابل تہا۔ چاندنی چٹکی ہوئی تہی جسکے دونون
کے آئینہ اپنے حوصلہ اور اپنی حیثیت کے موافق احتیاط کر رہے تہے کہ مذہبی
فرائض کے ادا کرنے کا وقت آیا ہندو دیوتاؤن کی پرستش کے انتظار سرگرمی
دکہا رہے تہے جسطرح مسلمانونکو صلوٰۃ فجر کے ابتدائی اور مقبولیت کے وقت کا
انتظار تہا بہتون مین جوش شجاعت اسقدر بڑہا ہوا تہا کہ اونہین سب چیزین بہولگئی
تہین اور صرف اس امر کے انتظار مین ایک بیقراری تہی کہ کسیطرح صبح ہو تو پہر
بہادری اور جانبازی کا تماشا دیکہنے اور دکہانیکا موقع ملے ایسی پرجوش اور بے
شوق قومون پر اس نورانی رات کے چاندکی شعاعین پڑ رہی تہین سنگستانی
ٹیلے کہاٹیون اور اکثر پہلوؤن پر واقع ہونیوالے جنگل ان تمام چیزون کا مجموعی
سمان دیکہنے کے قابل ہے رات کے جوش مین وہ جوگی جو ایک ذلیل اور
تنگ مندر مین سکونت پذیر رہتے تہے اپنی موثر اور سریلی آوازین باہم ملا ملا کر اس قادر
مطلق کی تعریف مین بہجن گانے لگے دونون لشکرون مین جو معمولی شور اور ہنگامہ

تھا وہ بھی موقوف ہو چلا اور سب ذوق و شوق کے ساتھ اونکی غزل سرائی کی تمنا
سے بیتاب ہونے لگے جس طرح عرب کے ریگستان مین اونٹ اونکی رفتار حدی خوانو
کے نغمون سے تیز ہوجاتی ہے اسیطرح یہان اہل فوج کے گھوڑون کی رفتار ان
جوگیون کی موثر آوازون سے ساعت بساعت زیادہ ترقی کرتی جاتی تھی۔ سلطان
محمود غزنوی نے اپنے لشکر مین اگرچہ تھوڑی دیر تک اہل فوج کو آرام لینیکا موقعہ دیا
اس کے بعد ایک دربار مرتب کیا۔ یہ دربار عشا کی نماز پڑھنے کے بعد مرتب کیا
چند منجم جو ساتھ تھے انہون نے لڑائی کے متعلق کچھ حکم لگائے۔ اگرچہ وہ احکام سلطانی
افواج کے متعلق بھی مفید تھے مگر محمود غزنوی کے خیالات دینی تعلیمون کے
واسطے افق تھے کہ اسنے ان منجمونکو سخت سرزنش دی کہ وہ باتین جنکی بنا
پر اکثر مورخین محمود کو سخت الزام دیتے ہین اور واقعی اس دیندار بادشاہ سے کمال
ان ساحرانہ ڈھکوسلون کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے محمود نے اپنے
تمام افسران کو بیدار کیا اور خوشخبری سنائی کہ اب کل لڑائی کی بھی نوبت نہ
آئیگی اور ہمارے اسلامی پھریرے اجمیر شریف کے اونچے کلسون اور شاہی محلون اور
قلعے کے اونچے برجونپر جا پڑے ہونگے کل دنیا ہمارا استقبال کریگی اور عنقریب
بھی ہم اپنی بہروزی کا ثمرہ حاصل کرسکینگے۔ تو حورین ہماری آرزو مند ہونگی جنت
کے دروازے شہدا کے واسطے کھلجاینگے جو خدا کی طرف سے ہمین مہیا اور
ہماری شمشیر زنی اور جانبازی کا صلہ ہوگی۔ تمام حاضرین دربار نے سلطانکو مضبوطی
کیساتھ یقین دلایا کہ چاہے جو کچھ ہو وہ جبتک اپنی غرض نہ حاصل کرلینگے میدان
سے یا تو فتح و نصرت اور یا شہادت اور موت یہ ایک خیال ہے جو نہایت گہرے
حرفون سے لوگون مین ہر شخص کے دل پر نقش ہوگیا ہے۔ سلطان آخر یہ بھی کہا
کہ تم لوگون کی بہادری اور جرات کا مین معترف ہون مگر مجھے اس کا خوف ہے
کہ کہین ایسا ہو کہ تم اپنی کامیابی اور فتح کے دہوکے مین رہے اور دشمنون نے
اونکو اسی غفلت مین ڈالکر خود کامیاب ہوجائے اور تقدیر کا پانسہ پلٹ دینے کا

موقع پالیا ہے اور فتح کرنا دشوار ہے اے اہل اسلام اور اے میرے قسمتمند افسرو مین تمہین تاکید کرکے اور خدا اور رسول کا واسطہ دلا کے کہتا ہون کہ جس دل سے آج تم صبحکو میدان جنگ مین گئے تھے کل ویسے ہی پرجوش اور پرشوق دل اور ویسے ہی جانبازی کے خیال اور ارادے سے تم کل صبح ہی میدان جنگ مین نکلنا۔ الغرض سلطان نے بھی اپنے سپاہیون کے دل مین ان آغاز سے ایک تازہ جوش پیدا کردیا تھا دونون بادشاہون کی کارروائی دونون حریفونکی آوردگی اور مستعدی کے ہمارے قصہ کو دیکھنے والا اندازہ کرسکتا ہے کہ دوسرے روز قیامت کبریٰ کا خوف ہی دونون فریقون کو جوش و خروش نے ذرا بھی آرام سے نہ رہنے دیا کہ صبح کا سفیدہ نمودار ہوا جسکے ساتھ ہی ادھر اذان کی آواز آئی اور ادھر قوس گھنٹونکا شور بلند ہوا۔

ستروان باب

لڑائی اور واقعات کا نتیجہ

صبح ہوئی اور صرف مسلمان و ہندو ہی اپنی مذہبی عبادت مین مشغول نہین ہوئے بلکہ طیور نے بھی اس قادر مطلق کی بے نیازی اور شاہنشاہ عظمی کا ترانہ اپنے چہچہون سے ادا کرنا شروع کیا نماز عبادت سے فراغت ہوئی اور لوگ اسلحہ سے آراستہ و مرتب ہونے لگے عالم کے مخفی اور پوشیدہ چہرون پر سے تاریکی کا پردہ اٹھنے لگا اور سبکو اس امر کا موقع ملنے لگا کہ لڑائی کے لیے تمام باتون کا سامان کرین یکایک دونو طرف تیاری فوج کے حکم دینے والے باجون کی آوازین آئین۔ ہر شخص خواہ بہادر ہو یا بزدل اوس نے سر پر آپہونچنے والے دن کے پوری پروگرام کا خیال کرکے ایک جھرجھری لی۔ دونون حریف حکمرانون نے بھی ایک حسرت و بیم کی نگاہ سے اس آخر شب کے آسمان اور ان رخصت ہونیوالے تارونکی صورت دیکھی کہ شاید آئندہ تقدیر کی وضع نظر آجائے۔

دونو طرف سے جھنڈے بلند کئے گئے اور جوش اور مسرت کے نعرے گونجنے لگے

فرودگاہ اور لشکرگاہ سے آگے جو میدان پڑا ہوا تھا اوسمین دونون لشکر صف بستہ جنگ مرتب ہونے لگین ہر طرف اس امر کا خیال تھا کہ جس طرح ہو سکے جلد سے جلد فوج کو انتظام و انتظام سے فراغت ہو جائے افسر فوجون کے آگے گھوڑے دوڑا دوڑا کر اور کلمات صبر آواز بلند کہکر اپنے ہمراہیون کا دل اوبھارنے لگے ہندؤن کی فوجین ابھی پوری طرح مرتب ہونے پائی تہین کہ مہاراجہ اجمیر جو فتح سے زیادہ اپنی موت کا خواستگار تھا میدان جنگ مین آیا برہنہ تلوار اوسکے ہاتھ مین تہا اور اس سے اشارے کرکے اپنے ہر سپاہی کا دل بڑہا رہا ہے۔ اس نے اپنے ہر شخص کو یقین دلایا کہ اگر فتح ہوئی تو انکا راجہ ہی زندہ ہے اور اگر اجمیر کے سپاہیون نے بدنام ہوکر ذلت کیساتھ اپنے گھرون مین واپس آنا چاہا تو یہ سب یقین کرلین کہ وہ راجہ کو پھر اپنے شہر مین نپا سکینگے اس خیال نے سب کے حوصلے پست کردیے دوسری طرف سلطان محمود غزنوی گھوڑا بڑھاتے ہوئے آیا اور اپنی صفون کے آگے اپنا نیزہ گاڑکر ٹھیر گیا پھر اپنے لوگون کی طرف متوجہ ہوکے کہنے لگا۔ اے اہل اسلام تم سمجھے کہ مین نے یہ نیزہ کیون گاڑ دیا ہے سنو یہ سمت عرب کی وہ عرب جو ہماری مبارک اور برگزیدہ دین اسلام کا مرکز ہے۔ مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ مین اس لڑائی کو صرف جہاد سمجھتا ہون۔ میری غرض اس فوجکشی سے ملک گیری اور دنیاوی جاہ وحشمت ہرگز نہین ہے۔ جو غرض ایک مجاہد کی جہاد مین ہوتی ہے وہی غرض میری اس لڑائی مین ہے۔ بتونکو توڑنا۔ کلمہ کفر کو مغلوب کرنا اور اعلان کلمۃ اللہ کا چاہتا ہون تمہارا بادشاہ بنکر لڑائی مین تمہارا حکمران ہونگا ملک مین تمہارا بھائی بنکر لڑائی کے سمندر مین کودونگا اور جتنا حصہ ثواب کا تم لینا چاہتے ہو اتنا مین بھی لونگا ان کلمات نے عساکر اسلامیہ مین ایک رقت انگیز حالت پیدا کردی ہے اور ہر شخص مارنے مرنے پر تیار ہو گیا پہلے راجہ اجمیر کیطرف لڑائی کا نرسنگھا بجا جس سے یہ اشارہ تھا کہ اب فوج کا انتظام پورا ہو گیا لڑائی شروع ہو جائے مسلمان گویا اسکے منتظر ہی تھی کہ انکی طرف بہی فوراً طبل جنگ بجنے لگا دونو طرف

کی فوجین ایک سکوت کے حالت مین بڑہنے لگین سپاہیون کے لیے یہ وقت بنسبت دیگر اوقات کے زیادہ نازک تہا شاید لڑائی کے شروع ہوجانے کے بعد دلونمین اوہ بیقراری اور اضطراب اور الجہن نہوتی ہوگی جو اسوقت ہر ہر شخص اپنے دل سے بار بار بیقرار ہوکر یہ سوال کرتا تہا کہ اب کیا ہوگا مگر تقدیر کچہ جواب نہ دیتی تہی جواب نہ ملنے سے جو الجہن دل مین پیدا ہورہی تہی جون جون صفین قریب ہوتی تہین اور بڑہتی جاتی تہین ایک بیتابی کا اثر دلونمین ترقی کرتا جاتا تہا یہ وہ وقت ہے کہ بڑے بڑے جوانمرد ایسے وقت مین دل ہار دیا کرتے ہین اور لڑائی ہوچکنے کے بعد تو پہر دل مضبوط ہوجاتے ہین اور ایک قسم کی یکسوئی سی ہوجاتی ہے جسطرح کوئی بلندی سے گرنیوالا اسوقت تک ایک عجیب اضطراب و یاس کے عالم مین ہوتا ہے جبتک نیچے کی زمین پر پہونچ نہ جائے اور گر پڑنے کے بعد جو کچہ گذرتی اوسکو نفس کشی کیطرح اختیاری کرلیتا ہے۔ خیر دونون فوجون کا مقابلہ ہوگیا پہلے تیر چلے اور آخر مین تلوارین چلین لڑائی کی ابتدا ہندوؤن نے بڑی بہادری سے شروع کی اور وہ ثابت کر رہے تہے کہ واقعی وطنی محبت کا جوش دلین نہایت جوش و خروش سے ہیجان ہین انہون نے اپنے حملے مین کچہ ایسی سختی اور بیباکی سے مسلمانون پر شمشیرزنی کی جوہر دکہاتا تہا۔

مسلمانون کے ایک رئیس نے اس موقعہ پر بڑا کمال کیا داؤد بطائی جو سوارونکا افسر تہا اوس نے اس رسالہ کیساتہ ہندوؤن کے اس حصہ فوج پر حملہ کردیا جسمین خود راجہ اجمیرش جلوہ افروز تہا ہندوؤن نے اونکے روکنے کی بڑی کوشش کی مگر مسلمان سوارون نے ایسا سخت حملہ کیا تہا کہ وہ کسیطرح نہ رک سکے بلکہ جسقدر پہلے وہ مسلمانون کو پیچہے ہٹاتے گئے تہے اوس سے زیادہ خود ہٹ گئے راجہ نے اپنے لوگونکو بہت روکا لیکن اونکی یہ کیفیت تہی کہ دل کڑا کرکے ٹہیرتے تہے لیکن نمعلوم وہ کیونکر دیکہتے تہے کہ مسلمان سوار اور آگے بڑہ آئے جسکی وجہ سے مجبوراً کسی نہ کسیقدر پیچہے ہی ہٹ جانا پڑتا تہا رنجیت سنگہ نے اپنے سوارون

کیساتھ ان مسلمانونپر حملہ کیا اور بہت سخت لڑائی ہونے لگی ان دونو طرف ۔ [illegible] کی لڑائی نے دم بھر مین بہت سی جانونکا فیصلہ کر دیا جسوقت کہ ہندو اور مسلمانونمین سے کسیکو اپنے پرائے کا بالکل ہوش نہ تھا اسوقت اجیرش کے بہادر جے رام نے روز گذشتہ کیطرح پھر کچھ فوج اپنے ساتھ لی اور لوگون کی نظرین بچا کر اس ہولناک سین سے غائب ہوگیا ۔ ہمارے دوست یہ نہ سمجھین کہ وہ بھاگ گیا نہین اوس نے کامیابی کی ترکیب نکالی تھوڑی فوج لیکر پشت کیجانب واقع ہونیوالی پہاڑیونمین گیا اور وہان سے اوس نے پوشیدہ ہی پوشیدہ ایک بہت بڑا چکر لگایا اور پہاڑیون ہی پہاڑیون جاتے جاتے اُس مقام پر پہنچگیا جہان اون جوگیون کا جھونپڑا تھا اس جھونپڑے کے قریب پہاڑی کے دامن مین کھڑے ہوکر اوس نے اپنے سوارونکو تین حصونپر تقسیم کیا ایک حصہ فوج کو اوس نے زیادہ شمال کیطرف بڑھا دیا تاکہ مسلمان پشت کیطرف سے وہ لوگ نمودار ہون اور ایک حصہ کو اوس نے اپنے ساتھ لیا اور پہلے حصہ کو دوسرے حصہ کے درمیان مین مقرر کیا اور ارادہ کیا کہ تینون گروہ ایک ساتھ مسلمانونپر ٹوٹ پڑین تاکہ مسلمانونمین ایک بیک ایسا اضطراب پیدا ہو کہ اون کے قدم اکھڑ جائین ہر حصہ فوج مین ایک سنکہ بجانیوالا ساتھ تھا اور سنکھ کی آواز حملہ کرنیکی پہچان تھی تاکہ ایک گروہ کے حملہ کی دوسرے گروہ کو فوراً خبر ہوجائے جے رام نے یہ انتظام کرنیکے بعد دونونکو اپنے اپنے مقام پر روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ کسی مخفی جگہہ کو کمینگاہ مقرر کر لین اور وہان اسوقت تک چھپے بیٹھے رہین کہ جبتک خود جے رام کیطرف سے سنکہ کی آواز سن لین دونو گروہ اپنی اپنی مفروضہ کو روانہ ہوگئے جے رام اصل مین بڑا بہادر شخص تھا اور اوسکو [illegible] اجیرش کی حفاظت مین کل بہادرون سے زیادہ پرجوش تھے اسنے اپنے سوارونکو ایک مقام پر ٹھیرایا اور خود تنہا روانہ ہوا کہ کسی مقام سے چھپکر لڑائی کا تماشہ دیکھے اور اندازہ کرے کہ سپاہی کیسی لڑائی لڑ رہے ہین اور مسلمانونکا استقلال کیسا ہے [illegible] مین اس کا یہ بھی مقصود تھا کہ خود اپنے حملہ کرنے کیلئے مناسب وقت اور مناسب موقع تجویز کرکے اسکے سوار اطمینان سے پہاڑیون کے درون مین خاموش کھڑے اور وہ آہستہ

آہستہ چلا جاتا ہے۔

سلطان محمود کے سپاہیون سے اگرچہ یہ کارروائی بالکل مخفی رکھی گئی تھی مگر اس قسم کا حملہ جو گذشتہ روز کی لڑائی مین جے رام کیطرف کیا گیا تھا اسکا حال اگرچہ پہلے نہین معلوم ہوا تھا رات کو جب مسلمان جنگجو ملیٹ کر اپنے خیمہ مین آئے تھے اسوقت انہین بعض جاسوسون سے اور دو چار ہندؤن سے جنکو کامیاب مسلمانون نے گرفتار کر لیا تھا کہ جے رام کتنا بڑا بہادر ہوشیار سپاہی ہے اپنی کامیابی کیواسطے کس خاموشی سے کچھ فوج الگ کرکے پہاڑیون کے اندر سے یکبیک کیسا حملہ کیا تھا آج ابتدا سے جنگ سے مسلمانونکی ہوشیار افسر جے رام کی حالتونکو دیکھتے رہے جسوقت آج وہ اپنی فوج سے علیحدہ ہوا تھا اوسوقت گوکہ مسلمانون نے اپنی طرف اس امر کا بالکل ثبوت نہین دیا کہ وہ جے رام کے جانے اور روانہ ہونیکو سمجھ گئے اور انہون نے اوسکو اپنی فوج سے علیحدہ ہوتے دیکھ لیا مگر وہ درحقیقت اس بات کو خوب جانتے تھے مسلمانون نے پوشیدہ ہی پوشیدہ ایسی تدبیرین کرلی کہ جے رام کو آجکل کی طرح سے کامیاب ہونے دین انکا بہادر افسر التونتاش ہندؤن کے ساتھ ہی اپنی فوج سے دس ہزار سوار لیکر علیحدہ ہوگیا اور وہ بھی اوسی طرف روانہ ہوا جدہر جے رام گیا تھا اور اُسی طرح لوگونکی نظر بچا کر ہندؤن کو اوسکی خبر بھی نہونے دی ہماری نظر اسے دیکھ نہین رہی تھی۔ مگر ہم اس امر کا یقین کرلین کہ جے رام کے سپاہی ساری ہوشیاری اور تمام تدبیرین بیکار ہوجائین اسلئے کہین وہ بھی چھپا ہوا بیٹھا ہوگا کہ کسی ایسے موقعہ پر نکل پڑے۔ زیادہ افسوس اس امر کا ہے کہ جے رام نے اپنی فوج کو تین حصون پر تقسیم کرکے ایک ہی حصہ اپنے ہمراہ لیا ہے باقی حصے دور دور بٹھا دیے ہین اور اپنے ساتھ کم فوج رکھی ہے جو کسیطرح التونتاش کی فوج کا مقابلہ نہین کرسکتی خیر اب دیکھئے کہ جے رام تن تنہا لڑائی کا سامان دیکھنے چلا ہے وہ نہایت جرات اور بہت اطمینان سے آرہا ہے کبھی نشیب ہوتا ہے اور بلندی پر اس پہاڑی سے اوس پہاڑ پر ہوتا ہے۔ اس وادی سے گذر کر اوس وادی کو طے کرتا ہوا اس جہاڑی مین چھپا ہوا

آتا اور اوس جہاڑ سے نکلکر میدان مین آجاتا ہے تو لپک کے دوسرے جہاڑی کے دامن مین چھپ جاتا ہے۔ اس نے وہ مقام بہی طے کرلیا جہان ان فقیرون اور جوگیون کا جھونپڑا ہے سن رسیدہ جوگی اپنے جھونپڑے سے نکلکے اس کے قریب آتا ہے اور کہتا ہے بچہ تو لڑائی کا میدان چھوڑ کے یہان آیا۔

جے رام۔ آپکو اس کوہستانی مقام کے حالات بخوبی معلوم ہونگے کوئی ایسی جگہ ہے جہان سے مین مخفی طور بیٹھ کے لڑائی کا تماشہ دیکھ سکین۔

جوگی۔ (ایک مشرقی پہاڑی کی طرف اشارہ کرکے) دیکھیے اوس پہاڑی کے درمیان مین وہ جو بڑی سی چٹان نظر آجاتی ہے اوسکے پہلو مین بیٹھ کے اگر کوئی دیکھے تو سارا میدان جنگ نظر آتا ہے۔

جے رام۔ تو مین جاتا ہون وہان سے جاکے دیکھونگا۔

جوگی اس کے بعد لپک کے اپنے جھونپڑے مین ہو رہا اور جے رام آگے بڑہا۔ راستہ کے نشیب و فراز کو سنبھل کر طے کر رہا تہا اس کا شوق اوسے بہت تیز لیے جاتا تہا لیکن راستہ ایسا خراب تہا کہ گہوڑے کے جانے مین بڑی بڑی دقتین پڑتی تہین اور کسیطرح نہین نباہ بنتی تہی آخر جاتے جاتے ایسا مجبور ہوا کہ گہوڑے سے اوتر پڑا اوس نے گہوڑے کو ایک درخت سے باندہ دیا اور آگے بڑہا۔

جے رام روانہ ہوتے وقت بہت بڑی ہوشیاری کرتا گیا تہا کہ اپنے سوارون مین سے کئی سوار اسے ایسے بہلے مقام پر متعین کردے جہان وہ اسکی حالت کو ہر وقت دیکھ سکتے تہے۔

جے رام نے جسوقت گہوڑا چہوڑا ہے اوسوقت اوسکے ہمراہیون کو ضرورت معلوم ہوئی کہ اب بہی چند لوگ جائین جو اوسکے ہمراہ موجود رہین چنانچہ ان مخفی سوارون مین سے دس شخص بہی اور روانہ ہوئے اور اودہر ادہر ہٹتے چلے کہ جلدی سے اوس مقام تک پہونچگئے جہان جے رام نے گہوڑا چہوڑا ہے اپنے سواری بہی چہوڑ دیے تاکہ اوسکے پاس پہونچ جائین جے رام برابر چلا جاتا تہا۔ راستہ کی خرابیون اور الجہنون

مین اس درجہ محو تہا کہ کسی اور طرف نگاہ اوٹہانیکی مہلت ہی نہ ملتی تہی اس نے اُن لوگونکو بہی نہ دیکہا جو اوسکی ہمدردی کے لیے چلے آ رہے تہے اور ابہی اس سے بہت دور تہے یکایک اوسکی گردن پر ایک کاری تلوار پڑی اور اوسکے ساتہہ ہی آواز آئی تو نے مسلمانون کے احسان بہلا دیے اور پہر اونہین لوگونکو فریب دینے جاتا ہی جنہون نے قید کرکے اپنا غلام بنا کے چہوڑ دیا تہا جے رام کو یہ سنتے ہی غصہ آگیا اوسنے بہی بغیر کسی قسم کا خیال کیے اپنے دشمن حملہ آور کو مڑکے دیکہا اور ساتہہ ہی اپنی تلوار کا وار کیا۔ یہ تلوار اوس شخص کے شانے پر پڑی اور کاٹتی ہوئی سینہ تک اوتر گئی لیکن اول تلوار کا وار بہی ایسا کاری پڑا تہا کہ جے رام نے طیش مین آکر ایک وار تو کر دیا تہا لیکن ہنوز اوسکی تلوار حریف کے سینہ مین ہی تہی جانستان رفتار کو پورا طے کرنے نہین پائی تہی کہ وہ نیورا کے گرا اور گرتے ہی غش آگیا دونون حریف پڑے تڑپ رہے تہے صرف فرق اتنا ہوا کہ جے رام زندہ تہا اور اوس کے حریف نے دو چار ہی کروٹین بدل کے جان دیدی فوراً ہی پلک جہپک نہین معلوم کدہر سے دو نوجوان جوگی وہی جوشن رسیدہ جوگی کے مرید تہے شاید کسی طرف وہ چہپے ہوے تہے یکایک اس ہیبتناک سین مین پیدا ہو گئے دونون شور کرتے ہوے [illegible] چلاتے روتے ہوے آئے انہون نے آتے ہی اپنی کیفیتون سے تلوارین نکالین اور تڑپتے والے آہ جوان جے رام عنفوان شباب کی دلفریب منزلین طے کرنے والے اجمیر کے جان نثار تخت و تاج کے وفادار خادم کو کاٹ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا یہانتک کہ جے رام کی لاش کو بالکل کاٹ کے ڈالدیا۔

یہ نوجوان ہنوز اس ظالمانہ کام مین مشغول تہے کہ جے رام اس شریف قوم کے ہمدرد اور وفادار ہمراہی جو اسکی اعانت کو چلے تہے آ پہونچے اونکی آنکہون مین دنیا تاریک ہو گئی انکو نہایت ہی مایوس کیا اور حسرت و غضب کی آنکہونمین سمجہا دیا کہ اون کا مالک اوسکے نمک خوران کے خنجر داوانون کی قوم کے نہایت خوبصورت پہول اور نہایت ہی ہردلعزیز وزیر زادے کو دو دیسی جوگی اپنی تلوارون سے کاٹ رہے ہین

انہون نے طیش کہائے ہوئے دل سے حملہ کیا اور تین ہی چار وارون مین ان نوجوانون کا فیصلہ کر دیا۔ آہ غضب! یہ اندہیر ایسا خوفناک ظالمانہ مین! اور بالکل نہین معلوم کہ کیون؟ اور کس بنا پر؟

اجمیر شن کے حسرت نصیب سوارون نے اگرچہ اپنے دشمنونکو فیصلہ کر دیا تہا لیکن اُن کے دل کی حسرت کیونکر نکل سکتی تہی اپنے سردار کے قاتلونکو انہون نے قتل کیا اور کہڑے ہوکر نہایت بیتابی سے چلا چلا کے رونے لگے۔ یہ آواز اس پہاڑی مین گونجی دور تک پہنچی ناگہان بالکل پہلے جوگیون کیطرح ایک اور نوجوان جوگی روتا ہوا آیا اس نے نالہ کشی کرنے والے سوارون سے اضطراب کے لہجہ مین پوچہا کہ یہ کیا ہوا اسکے جواب مین سوارون نے ہٹ کے کہا لو تم ہی خود دیکہہ لو۔ اس نو عمر جوگی نے بڑہکے دیکہا چیخ ماری۔ پہلے دونون جنگ آور فریقون کی لاش پر جہکا اور جہک کے انتہائی بیتابی کیساتہ اون سب کے چہرون کو غور سے دیکہا دیکہتے ایک قیامت کا حسرتناک سکوت اسپر طاری ہوگیا اس نے جے رام کی تلوار ہاتہ مین لی چند جملے فوری جوش کے لہجہ مین اوسکی زبان سے نکلے آہ دونون کا غم دونون کا داغ ابہی تک کلیجہ کیون نہین پہٹا کس کس کو روؤن لیکن چاہے جو کچہہ ہو میری جان کا صدمہ پہنچانے کے لئے جے رام کی تلوار سے اپنا کام تمام کر دیا تہا اور تیورا کے دم سے پہلی لاشون پر گر پڑا تہا اور اس امر نے قیامت برپا کر دی اس ٹریجک مین حسرتناک کی دلخراشی ترقی کر گئی۔ اور پہلے سے زیادہ شور کر کے سب سوار رونے لگے۔ ان کے رونے کی آواز سے پہاڑونکے کلیجہ مین ناصور ڈالدیا جے رام کے ہمراہی سوار جو ابہی دور تہے دوڑ پڑے ان کا دوڑنا تہا کہ التونتاش اپنے ہمراہیون کے ساتہ نکلا۔ قبل اسکے اس بلند مقام مین پہونچین جہان ستمکشون کی لاشین پڑی ہوئی تہین اور جہان تک گہوڑے نہین پہونچ سکتے تہے نیچے ہی دونون طرف کے سوارون کا سامنا ہوا پہاڑی کی بلندی پر جمع ہوتے والون کی ہمراہی کیلئے یہان بہت سے جانبازون نے سر بکف مقابلہ

کیا اور دنیا سے رخصت ہونے لگے مسلمان شمار مین زیادہ تھے اسلئے کہ ہندو بہادرون کی فوجکے دو حصہ زیادہ جا چکے تھے سب اس مقام پر موجود تھے جانبازون نے اپنی باقی حصہ ہائے فوجکو اپنے بلانے کیلئے گھبراہٹ مین سنکھ بجادیا یہ انکی غلطی تھی اسلئے کہ یہ علامت محمود کی فوج پر حملہ کرنیکی قرار دی گئی تھی نہ فوجکے واپس بلانیکی سنکھکی آواز سنتے ہی ہندوؤن کی دونون مخفی فوجون نے محمود کی فوج پر حملہ کردیا محمود نے اپنے سوارون اور التونتاش کا انتظار کیا مگر وہ نہ آئے جسکی وجہ سے اوسکے دلمین ایک بیقراری پیدا ہوئی اور اس بیقراری کا اثر ہر سوار پر اور ہر سپاہی کے دلمین ایسا دوڑ گیا کہ سب کے ہاتھ سست ہوگئے اور ہر راجہ کے ساتھیون نے بھی لڑائی تیز کردی اور بڑی سختی اور جانفروشی سے حملہ شروع کیا یہان لڑائی کا یہ عالم کہ جیسے محمود غزنوی کی فوج اب شکست اوٹھایا چاہتی ہے اگرچہ وہ اور داؤد طائی بڑی مضبوطی سے اپنی فوجکو ابھار ابھار کر لڑا رہے تھے مگر لڑائی کا رنگ بدلگیا تھا اور تقدیر نے ہندوؤنکو ایسی دلاوری دی تھی کہ وہ بڑے شوق مسرت سے مسلمانونکی شکست کے منتظر تھے

اودہر التونتاش نے ایسے تیز حملے کئے اور اس سختی سے مقابلہ کیا کہ جے رام کے سپاہی بدحواس ہونے لگے۔ دیر تک وہ اپنی کمک کے منتظر رہے مگر کوئی بات آخر گھبراکر انہون نے وہ سوار دوڑائے کہ جلدی سے جاکے مہاراجہ اجمیر کو اس لڑائی کی اطلاع دین اور یہ بھی خبر کردین کہ جے رام کیحالت نہایت مخدوش ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انکو سخت صدمہ پہنچا اسلئے کہ دس ہمراہیون کی رونیکی آوازین ہمارے کانون مین آئین اور گھبراکے اونکی خبر لینے کو روانہ ہوئے لیکن مسلمانون نے ہم سب کو روکا مسلمانون کی فوج زیادہ ہے آپ ہماری مدد کیجئے ورنہ عنقریب شکست ہوا چاہتی ہے یہ پیام جسوقت ہر راجہ کے پاس پہنچا اوسکے حواس جاتے رہے چہرہ اترگیا اور اس نے اپنے مقام پر ربت سنگھ کو ٹھیراکے خود اودہر کا رخ کیا دس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر ہوا ہوگئے راستہ مین اوسی جگہہ جا پہنچا جہان جے رام کے ساتھی اپنی سنبھالنیکی آخری کوشش کر رہے تھے التونتاش نے بڑی جرات سے چاہا کہ آخر تک

مقابلہ کرتا رہے لیکن دشمنوں کی اتنی فوج دیکھتے ہی سپاہیوں نے دل ہار دیا اور کسیطرح نہ لڑ سکے آخر نتیجہ یہ ہوا کہ التونتاش کے تمام سپاہی بھاگ کھڑے ہوئے اور سب کے بعد خود التونتاش بھی میدان جنگ دشمنونکے سپرد کر کے واپس آنا پڑا۔ بھاگتے وقت مسلمانونکی لاشیں ادھر اودھر پڑی ہوئی تھیں۔ راجہ نہایت بیتابی کے ساتھ بلندی پر چڑھ کے وہان پہونچا جہان جے رام کی لاش پڑی ہوئی تھی اسوقت راجہ کو جے رام کے مرنیکا خبر پہنچی تھی جب اس نے اس مقام پر اپنے وزیر کے بیٹے کو اس بیکسی کے عالم مین مردہ پڑا دیکھا تو اوسکی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اور نہایت بیتابی اور بیقراری کیساتھ رونے لگا۔ راجہ جو لوگ وہان کھڑے تھے ان سے دریافت کیا جے رام کیونکر مارا گیا۔

ایک سپاہی [illegible] جب ہم قریب پہونچے تو ہم نے [illegible] کھڑے ہوئے [illegible] رو رہے [illegible] ہین اور ہمارے سردار جے رام کی لاش کو تلوار سے کاٹ رہے ہین۔ ہمین نہایت ہی غصہ معلوم ہوا اور ہم نے دونونکو گرفتار کرا دیا۔ اتنی دیر مین یہ تیسرا جوگی جسکی لاش پڑی ہے آیا اور اس کی جے رام کی تلوار اوٹھا کے اپنے تئین آپ ہی قتل کیا۔

راجہ۔ آہ اجمیر تو تباہ ہوا۔ اجمیر کی فوج کا سردار مارا گیا وہ شخص جس پر میری کل امیدونکا دارومدار تھا وہ آج خاک و خون مین بیجان پڑا ہے اے اجمیر تو تباہ ہوگیا تیرا حامی قتل ہوگیا اسکے بعد راجہ لوگون کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کوئی ایسی تدبیر ہو سکتی ہے کہ اس راز کا پتہ لگے اور ہمکو معلوم ہو کہ یہ جوگی کون لوگ ہین اور انکو جے رام سے کیا تعلق ہے۔

ایک سوار۔ مہاراج یہان قریب ہی ایک جھونپڑا ہے جسمین کچھ جوگی رہتے ہین اگر حکم ہو تو ہم اونکو پکڑ لائین۔ شاید اسطور پر حال معلوم ہو جاوے۔

راجہ۔ ہان ہان ابھی لاؤ۔

سوار روانہ ہوا اور راجہ کھڑا ہوکر پھر رونے لگا اس نے نہایت یاس کے لہجہ مین

کہا آہ میری سوہنا مجھکو داغ دیگئی پہر اوسکے بعد جے رام کو بہی زندگی نہ پسند آئی اور وہ بہی مجھسے رخصت ہو لیا۔ راجہ دیر تک اسی قسم کے حسرتناک جملے کہتا رہا اور رویا کیا سو ادائی بوڑہے سن رسیدہ جوگی کو پکڑ لایا اور وہ جسپر اس اندوہناک سین مین بہچارا زار و زار رونیلگا دیر تک اوسکی طرف متوجہ ہو کر کہا کچہ خبر ہے کہ کیا سانحہ ہوا اور ان نوجوان جوگیون اور میرے سپہ سالار فوج جے رام سے کیا تعلق تہا۔

اس کا جواب دینے کے لیے جوگی نے بڑی مشکلون سے آواز نکالی اور رک رک کر آہستہ کہا ہان مجھے تمام معاملات کی خبر ہے مگر انکو اسوقت ظاہر کرونگا جب ظاہر کرنیکا وقت آئیگا۔

راجہ۔ آہ! اتنے بڑے معاملہ کی اصل حالت سننے کے لئے مین وقت کا منتظر رہون نہین مجھسے نہین ہو سکتا۔ جلدی بتا ورنہ مین تجھے کاٹ کے انہین کے برابر ڈالدونگا

جوگی۔ مہاراج موت سے مین بالکل نہین ڈرتا۔ مین خود اپنی زندگی سے بیزار ہو رہا ہون حضور احسان کرین اگر مجھے قتل کر ڈالین۔ باقی رہا اس امر کا ظاہر کرنیوالا دنیا مین صرف مین ہون اور کوئی نہین۔ مگر یہ راز بہی راز ہی نہین ہو سکتا۔ یہ جب کہلیگا جب محمود غزنوی اور مہاراج آپ دونون برابر بیٹھے ہونگے دونون کے سامنے بیان کرونگا کیونکہ اس قصہ کو دونون بادشاہون سے تعلق ہے۔

راجہ۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ محمود میرے برابر آ کر بیٹھے وہ میرا دشمن ہے اور مین اوسکے خون کا پیاسا ہون۔

جوگی۔ مہاراج آپکے نزدیک یہ نہین ممکن ہے مگر میرے اختیار مین ہے اگر حضور حکم دین تو مین سلطان کو ابہی یہان بلا لاؤن۔ وہ میرے کہنے سے چلے آئینگے۔ یہ سنکے راجہ نے حیرت سے جوگی کیطرف دیکہا اور تعجب کی آواز مین پوچہا تو محمود کو بلا لائیگا۔

جوگی۔ ابہی بلا لا سکتا ہون۔ بس آپکی اجازت چاہیے۔

راجہ۔ شاید تو مجھے دہوکا دیتا ہے کہ اسی بہانے سے اپنی جان بچا کے بہاگے۔

جوگی۔ اگر مہاراج کو اعتبار نہین تو اپنے کچہ سپاہی میرے ہمراہ کر دیجئے وہ میرے ساتہ رہینگے مجھے بہاگنے کا موقعہ نہ دینگے مین سلطان کے پاس جاؤنگا اور بلا لاؤنگا۔

راجہ۔ اگرچہ اسکا اعتبار نہین کیونکہ جب یہ دشمن کی فوج مین ملگیا تو میرے سپاہی کیا

کر سکینگے۔ لیکن جوگی مین تیرا اعتبار کرتا ہون اپنے چند سوارون کیطرف اشارہ کرکے تم لوگ اس کے ساتھہ جاؤ دیکھو خبردار اس کا ساتھہ نچھوڑنا محمود کے لشکر مین بہی اس کیساتھہ چلنا اگر مسلمان سپاہی اسے چھوڑانا چاہین تو تم اپنی جان دیدینا مگر اسے زندہ تمہاری چھتری ذات پر مین اعتبار کرکے اس کے ساتھہ کرتا ہون۔ دیکھو اپنی ذات کو دھبہ نہ لگانا۔ محمود کے لشکر مین یہ جاکے اگر ذرا بہی خلاف وعدگی کرے فوراً اُس کا سر اُڑادینا اسمین چاہے کچھہ ہو۔ ان راجپوتون نے آگے سر جھکایا اور عرض کیا کہ مہاراج آپ کے حکم سے ذرا بہی سرتابی نکرینگے۔ اگر تیور بدلا اور ہم نے اس کا سر اڑادیا جوگی نے پہر مہاراج کیطرف متوجہ ہو کے کہا مہاراج آپ مجھسے مطمئن رہین مین خادمہ نہ رہونگا۔ اب ان سوارون کے ہمراہ سلطانی لشکر مین جاتا ہون۔

جوگی اجمیر سے راجپوتون کے ہمراہ اسلامی کیمپ کو روانہ ہوا اور راجہ پہر اوسی بیشتر کی بیتابی اور بیقراری کیساتھہ رونے لگا۔

سن رسیدہ جوگی جسوقت اسلامی فوج مین پہنچا اسوقت لڑائی ہورہی تہی راجہ کی ہنوز کی سندی فوجین سستی پیدا ہوگئی تہی اور مسلمان سوارونکو داؤ دلاتی اور خود سلطان بڑہا بڑہا کر لڑ رہے تہی اس جوگی کو دیکھکر کئی افسرون نے سلام کیلئے ہاتھہ اٹھایا اور ادب سے کہنے لگے حضرت دعا کیجئے کہ جلد فتح حاصل ہو جوگی کی صورت پر پریشانی کے آثار دیکھکر کہنے لگے آپ متفکر ہین

جوگی۔ ہان مین اسوقت نہایت حیران ہون اور ایک نہایت ہی ضروری کام ہے جسطرح ہوسکے اسیوقت سلطان کو یہان تک لے آؤ۔

افسر۔ آپ تو ملاحظہ ہی فرماتے ہین کہ سلطان اسوقت میدان جنگ مین ہین مین آپ کے حکم کے خلاف نہین کرسکتا۔ ابہی جاکے سلطان سے عرض کرتا ہون۔

جوگی۔ ہان جاؤ اور یہ بہی کہدینا کہ بہت ضروری کام ہے۔

بہت خوب کہہ کے وہ افسر سلطان کے پاس گیا اور قریب جاکے جوگی کے آنیکا بیان کیا سلطان نے داؤ دلاتے ہوئے لڑائی کے قائم رکہنے کی تاکید کی اور خود اس جوگی سے ملنے کے لیے پیچھے چلا آیا جوگی کے قریب پہونچ کے سلطان نے بہی ادب سے سلام کیا جوگی جواب سلام دیتا ہوا بڑہا اور قریب جاکے سلطان کے کان مین کچھہ کہا اور اس کے بعد ذرا ہٹ

سے کہنے لگا اب مناسب ہی کہ لڑائی موقوف کی جائے اور آپ چلکے دیکھئے کہ راجہ سے کیا گفتگو ہوئی ہے اور کیا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔

سلطان۔ بہتر مجھے آپ کے حکم مین کوئی عذر نہین۔ اسکے بعد سلطان نے اپنے افسرون کے ذریعے سے ہندو فوج کے افسرون کو اطلاع دی کہ اب لڑائی موقوف کی جائے انشاءاللہ کل مقابلہ ہوگا۔

ہندو افسران فوج بھی اپنے افکار مین اسدرجہ پریشان ہو رہے تھے کہ اونہون نے اس درخواست کو فوراً قبول کرلیا اور امن جھنڈیان دکھا کے لڑائی موقوف کیگئی دونون طرف کے سپاہی اپنی اپنی فرودگاہ مین روانہ ہوئے اور سلطان محمود خاص افسرون اور ایکہزار سوار کو اپنے ہمراہ لیکر اسطرف روانہ ہوا جہان پہاڑی پر راجہ اجمیرش کھڑا ہوا تھا یہ سب اوس حد تک تو سوار رہے جہانتک گھوڑے جا سکتے تھے اسکے بعد گھوڑون پر سے اتر پڑے اور پیادہ پہاڑ پر چڑھنے لگے تمام ہندوؤنکو حیرت تھی کہ یہ جوگی کون شخص ہے کہ اسکے آتے ہی سلطان محمود غزنوی فوراً چلا آیا۔ راجہ نے سلطان کو آتے دیکھکر آگے بڑھکر استقبال کیا اور شاہانہ آداب اور دوستانہ اخلاق سے ملا۔ اگرچہ وہ اسوقت از حد غمگین تھا کہ یہ اخلاق اوس سے بن نہ پڑتے تھے لیکن حتی الامکان اوس نے خلق و مروت کی کوئی بات اوٹھا نہ رکھی جب راجہ نے بڑھ کے سلطان سے ہاتھ ملایا اور معمولی مزاج پرسی سے فراغت ہو چکی تو سلطان سے جے رام نے کہا آپ نے بڑی تکلیف کی اب مجھے آپکے ذریعہ معلوم ہو جائیگا کہ میرے وزیر کا بہادر بیٹا جے رام کس لئے مار ڈالا گیا۔

سلطان۔ (جوگی کیطرف متوجہ ہوکر) شاہ صاحب اگر آپ کو معلوم ہو تو بیان فرمائیے۔

جوگی۔ جی ہان معلوم ہے اور صرف مجھے کو معلوم ہے میرے جھونپڑی مین ایک نوجوان شخص قید تھا جو اکثر صندوق مین بند رکھا جاتا تھا وہ ایک خاص ضرورت اور مصلحت سے قید کیا تھا علاوہ برین میری جھونپڑی مین کئی نوعمر جوگی تھے جنمین سے تین اصل مین شہر عورتین تھین اسلام ایک مشہور خاندان مین دو بھائی تھے ایک یعقوب اور ایک یوسف یعقوب تباہ حال ہوکے بیابان مین چلا گیا اور وہان اوسکی نسل

چلی وہ نوجوان شخص اوسی نسل سے تھا اور اس سلطان کی فوج مین ہمیشہ بہادری دکھائی دوسرا بھائی یوسف اگلے زمانہ مین غریب سے فوج مین لیکر ہندوستان مین آیا تھا اور اوسکی نسل برابر یہان پھیلتی رہی ان تین عورتون مین دو اس نسل کی تھین لیکن اس راز کا راز دار صرف مین تھا ان دونون عورتونکو اوس نوجوان نے کسی موقعہ پہ دیکھا اور دیکھتے ہی ان مین سے ایک پر عاشق ہوگیا علی ہذا القیاس وہ عورت بھی بالکل بچہ تھی اوس کے دل مین بھی عشق کے جذبات پیدا ہوگئے گو کہ عصمت اس کا ہمیشہ منہ بند کئے رہی اس عشق کے زمانہ مین ایک نیا واقعہ ہوا۔ وہ یہ کہ ہندوستان کی ایک معزز اور شریف لڑکی نے اس نوجوان کو دیکھا اور پہلی ہی نظر اپنا غم رسیدہ دل اوسے سپرد کیا۔ یہ ہندو لڑکی اپنی قوم مین بدنام ہونے کے ڈر سے اس عشق کو بہت چھپاتی تھی مگر نہ چھپتا تھا وہ نوجوان بھی پسند نکرتا تھا کہ اسکو اپنے عقد یعنی نکاح مین لائے اسلئے اسمین ایک شریف ہندو خاندان کی اپنی قوم مین بے عزتی متصور تھی اور اسیوجہ اس نوجوان نے ایک موقعہ پر ظالمانہ طریقہ سے اس دل شکستہ لڑکی کو اپنے پہلو سے جدا کر دیا وہ مایوس ہوکے چلی آئی اور دل ہی دل مین غم کھاتی رہی نوجوان کی یہ کارروائی ان مسلمان لڑکیون کو بھی ناپسند آئی وہ بھی اس ہندو لڑکی سے ملنے کے لئے یہان آئین مین نے اونکو روک لیا جو میرے پاس جوگی کے بھیس مین رہا کرتی تھین مجھسے ہندو لڑکی نے مدد لینا چاہی چونکہ اس ملک مین میرے مرید بہت ہین اسلئے مین نے ایک نئی چال سے نوجوان کو گرفتار کرا لیا اور اوسے اپنے ہمراہ صندوق مین بند کرکے رکھنے لگا مگر اس ہندو لڑکی کو جب یہ معلوم نہ تھا کہ اس کا معشوق میرے پاس قید ہے اب اسکے دل مین ایسا جوش پیدا ہوا کہ وہ بھی میرے جھونپڑے مین جوگی کا بھیس بدل کے رہنے لگی اس لڑکی کا اصل عاشق ہندو شخص تھا وہ عاشق کون تھا افسوس جے رام تھا راجہ اجمیر اور سلطان دونون حیرت سے دیکھنے لگے۔

جوگی - اسوقت وہ نوجوان صندوق سے نکالا گیا تھا اپنے رقیب جے رام کو جلنے

دیکھکر فوراً اوسے غصہ آگیا کہ تو مسلمانون کے ساتھہ فریب کی کارروائی کرنے جاتا ہے سیدھے جھونپڑے مین سے ایک تلوار لیلی اور پہاڑی پر پہنچکر اس نے جیرام پر حملہ کیا جے رام نے بھی پھر کے تلوار ماری دونون کا وار کاری پڑے ملکہ جے رام کی تلوار زیادہ کاری تہی اسلئے گرتے ہی جان دیدی اسکے بعد جوگی سلطان کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا حضور اس شخص کی لاش ملاحظہ فرمایئے شاید آپ پہچانتے ہون سلطان نے جہک کے دیکھا اور چلا اوٹھا آہ یہ تو منصور ہے آہ مارڈالا گیا۔

جوگی۔ اس نوجوان کے غم مین وہ بیتاب ہے کہ دونون مسلمان لڑکیان اپنی اسی جوگیون کے بہیس مین تلوارین لیکے دوڑین انہون نے پہچان جیرام کو غصہ کر مارکر کاٹنا شروع کیا اتنی دیر مین راجپوت کے سوار آپہونچے اور انہون نے اونکو قتل کرڈالا۔ یہ وہی غریب لڑکیان ہین جنکا حال منصور نے آپکی خدمت مین عرض کیا تہا۔

سلطان۔ ہان ہان وہ بہی قتل ہوگئین۔

جوگی۔ اب باقی رہا وہ پچھلا جوگی جس نے خودکشی کی وہ وہی ہندو کی لڑکی تہی [illegible] آپ اوسکی لاش کو دیکہین۔ راجہ نے جہک کے دیکہا دیکہتے ہی ایک چیخ مار کے چلا اوٹہا ہائے یہ تو میری پیاری جان سے زیادہ پیاری سوہنا ہے ہائے ہائے کا لفظ دو ہی دفعہ منہ سے نکلا تہا کہ وہ غش کہا کر زمین پر گر پڑا جب ہوش آیا تو جوگی نے کہا راجہ صاحب مین وہی شخص ہون جسکی آپ سے شکایت کی تہی کہ کوئی مسلمان برہمن کے بہیس مین پوجا کرایا کرتا ہے بیشک مین سلطانی فوج والون کو [illegible] ذکر کیا تہا [illegible] قتل کیا جاتی ہین جوگی دوبارہ بولا کہ دونون بادشاہ اب خونریزی موقوف کرین لڑائی نے یہ نتیجے پیدا کئے جوگی کی نصیحت پر عمل کیا گیا اور صلح اور محبت کا پیمان کرکے دونون بادشاہ آہین بہرنے لگے اور اپنے اپنے لشکرگاہ کو روانہ ہوئے۔

تمام شد

کے۔ وی۔ این